تاریخ اودھ

۱۸۰

جلد دویم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علیشاہ تحقیق مستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی عبد السلام خان ابن مولوی محمد عبد الرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محدث مدرس اعلیٰ فارسی مہاراجہ ہائی اسکول اودے پور
مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو و دینیات وغیرہ

ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

نامی مطبع مطلع العلوم مرادآباد میں انیس ابن علی پرنٹر پبلشر نے چھاپا اور شائع کیا

بار اول ۵۰۰   ۱۶۱۔ نمبر از سنہ ۱۶   قیمت جلد ہٰذا

مرادآباد کے ظروف

جو اپنی عمدگی نقش و نگار اور دیرپا قلعی اور مضبوطی کے باعث مشہور ہین ہمارے کارخانہ مین ہر قسم کے مثل سیاہ قلم رنگین قلم۔ سیاہ قلم سفید قلم و سادہ موجود رہتے ہین اور خاص فرمائش کی بھی تعمیل ہوتی ہے۔ بلحاظ قیمت ہمارا مال نہایت ہی اچھا ہوتا ہے اگر ایک مرتبہ خرید کر کے دیکھئے آپ ہمیشہ منگوا لینگے۔

المشتہر

حاجی شیخ بشیر احمد و نصیر احمد جوہری مراداباد

ہمارے ذریعہ سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو نہایت آسانی سے آٹھ آنے فی صدی کے روپیہ بھیجا جاسکتا ہے

اخبار نیر اعظم مراداباد

ہمیشہ سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ روہیلکھنڈ مین سب سے پرانا۔ آزاد۔ اور مہذب پرچہ ہے۔ ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے۔ ہر مذاق کی موافق ہے ملک اور ملک والونکی ضروریات کو پورا کرنیوالا۔ گورنمنٹ کا خیرخواہ۔ رعایا کا سچا ہمدرد۔ بیجا حمایت۔ جھوٹی خوشامد سے پاک۔ مقابلۃً بہتر۔ ۱۶ بڑے صفحون پر شایع ہوتا ہے۔ قیمت ارزان۔ نمونہ ہر کا ٹکٹ آنے پر مفت

المشتہر منیجر اخبار نیر اعظم مراداباد

غلط نامہ تاریخ اودھ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۸	مناسب سمجھکر	مناسب نہ سمجھکر
۹	۱۰	اپنا جیھو	اپنا چہرہ
۹	۱۱	اور خس شکی خاص	اور خس کی خاص
۹	۱۲	ف بڑھے	طرف بڑھے
۱۰	۱۱	بیاسی نہین ہی	جبائی نہین ہے
۱۲	۸	مقدر مین	مقدر مین ہوتا
۱۳	۱۱	اور خیال پر	اور اس خیال پر
۱۴	۱۳	بڑی منزلین	بڑی بڑی منزلین
۱۵	۱۳	شجاع الدولہ نے جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۳	شجاع الدولہ ۷ جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۳
۱۶	۱۵	خارج تھی اور اذکی	خارج تھے نہ اونکے
۱۷	۱۶	ایک بار زدتار دی	ایک بار راوتارو سے
۱۸	۱۲	نا انضافی کرکے	نا اتفاقی کرکے
۱۸	۱۳	مقرر فرمایا کہ منشہو	مقرر فرمایا مگر منشہو
۱۸	۱۵	مضافات مالوہ	مضافات مالوہ
۱۸	۱۶	شاہ نے ہنین	شاہ نے نہین
۲۰	۸	خام طبع	خام طمع
۲۲	۱۷	احمد شاہ ایرانی	احمد شاہ ابدالی
۲۴	۱۹	جن دشوار یکو بہاد	جن دشواریونکو بہاد
۲۵	۱۱	سنہ ۱۱۹۰	سنہ ۱۱۷۰
۲۶	۱	لاتے تہے اور	لاتے تہے لے اور
۲۷	۱۳	لڑائی ہوتی تھی	لڑائی ہو رہی تھی
۲۸	۷	حکومت بھر گی مین	حکومت دلی مین
۳۳	۲۲	لتی ہوی دنانکے	لتے ہوئے کابلی گئے وہانکی
۳۴	۱۲	لال نے جو شجاع	لال نے جو ہمت بہادر کے شجاع
۳۵	۱	جانب شمال پہنچکر	جانب شمال ہی پہنچکر
۳۵	۲	راجہ ہند دبت	راجہ ہند دیت
۳۵	۱۸	اور ایک حال	اور یہ سب حال
۳۶	۶	ساتہہ شکست پائی ہی	ہاتہہ سے شکست پائی تہی
۳۶	۱۷	لکھنؤ لے بہاگا	لکھنؤ سے لے بہاگا
۳۷	۲۴	فرخ کا با دتک	فرخ آباد تک
۳۸	۱۱	نواب احمد خان نے	نواب احمد خان نے بہیجنی فخر الدولہ کو اونکے پاس بہیجا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			اور اونکو بیعزتی سے بچنے کے واسطے مدد مانگی۔ حافظ رحمت خان اس خوف سے کہ
۴۰	۹	اوسکے ذرین	اوسکے ذریعہ سے
۴۰	۲۱	دو تین ون	دو تین ورق
۴۲	۱۳	ان لوگون اوس	ان لوگونکی اوس
۴۲	۱۸	بلا حصول حضرت وہان پہنچکر	بلا حصول حضرت وہان سے چلے آنا مہتاب خان وہان پہنچکر
۴۷	۷	استقبال کو لیگئے	استقبال کو گئے۔
۴۷	۲۱	سنبھالی ہو جائنگے	سنبھالنے پر ہو جائنگے۔
۴۹	۵	فوج کے ناگونکو	فوج کے پٹھانونکو
۴۹	۵	وقت پٹھانون	وقت پٹھانونکا ایک گانون
۵۱	۱۶	ملکہ سہرام پہنچکر	ملکہ سہسرام پہنچکر
۵۲	۱۸	ہزارون	ہزارون ہو گئی
۵۳	۱۶	اور یہ جعفر کو	اور میر جعفر کو
۵۳	۱۹	دریاے کوہن	دریاے سوہن
۵۳	۲۰	پھلوڑی	پھلواڑی
۵۶	۱۰	مطابق شہر معدوق	مطابق شہر اور موجودات
۵۷	۱۳	اول سے بہتا ہی	اوس سے بہتا ہی
۵۹	۱۶	مرزا بہلول	مرزا بہلو
۵۹	۲۰	سر برہج دیکھا	سر برسر پیچ دیکھا
۶۸	۲۲	دنیا گو اتہوا	دنیا گوارا تہوا
۷۰	۱۸	لڑائی ہی	یہ لڑائی ہی
۷۳	۸	اور مالگذاری زمینداری	مالگذاری سوا سے مالگذاری زمینداری
۷۳	۲۰	مصیبت شرفیون کا	مصیبت زدہ شرفیون کا
۷۴	۱	کپتان سٹیلیس	کپتان سٹیپلیس
۷۴	۵	کہ مین چار آدمی	کہ ہمین چار آدمی
۷۹	۱۴	پاکر کہ وزیر کی	پاکر کہ وزیر کو رہ
۷۹	۱۶	مئی سنہ ۱۷۱۵	مئی سنہ ۱۷۶۶ء
۷۹	۱۵	معلوم ہوتا ہے کہ وہ	معلوم ہوتا ہے کہ حافظ
۸۷	۸	اور رمز طمع ہوئی	اور طمع کی ہوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۷	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	صبنتی مذکور سے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	مقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوسی تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ مانکپو	یہ لوگ گڈھ مانکپور
۱۸۱	۱۴	لسبرج	لسشبرج
۱۸۱	۲۵	پٹہ سروج	پٹہ سرنج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتھہ چیہ ملٹینین	ساتھہ چھبات ملٹینین
۱۸۴	۲۲	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	بتوسط عنایت	متوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	پھرایک مختار الدولہ	پھرایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگرا اور گنجیات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	نالسنے ملا تھا	ناں سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سر پیر جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبر آباد کو چلا گیا بہنڈ کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا اور بہنڈ کو	چلا گیا اور بہنڈ کو
۱۹۷	۲۵	اسوقت علیخان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو چونکہ	کو چلا گیا چونکہ
۲۰۳	۱۷	اور نول کی راہ	اور نو تلمبر کی راہ
۲۰۳	۱۸	انکار سے یہ	انکار محض کیا کہ یہ
۲۰۵	۵	او باشی اور لوٹنی	او باشی اور خرابی تھی
۲۰۵	۱۹	بھرے پر	بھرے سر پر
۲۱۰	۹	اور غنی خان	اور غنی رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے اتر	کلکتہ سے آکر
۲۱۰	۸	دلا کر سند بلا	دلا کر سند مین
۲۱۲	۳	اور خان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۲	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۲ ہجری	سنہ ۱۷ عیسوی
۲۱۷	۴	ساٹھ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر بنارس	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگئے	نہ ہوئی اور آگئے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملتی ہے ان
۲۲۱	۱۲	دو لاکھہ ہزار روپیہ	دو لاکھہ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۲۲	۳	اور ایک مقرر ہو	اور ایک صد مقرر ہو
۲۲۴	۹	ایک دفعہ ۲۲۵ لاکھہ روپیہ	ایک دفعہ ۲۲۶۵ لاکھہ روپیہ تو مجہہ سی اس بہانے سے لیکا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی اب دوبارہ تیس لاکھہ روپیہ کو
۲۲۵	۱۴	ہاتہوں ہاتھہ سلگوا لیا	ہاتہوں ہاتھہ نکلوا لیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونہون نے اپنا لیا	اونہون نے اتنا لیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکھہ	چوالیس لاکھہ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کرلیں اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	اوراونکو	اوراونکا لوٹنے دار بہت توپونکی جگہ
۸۷	۱۷	توپخانہ واسباب وغیرہ	توپخانہ واسباب وغیرہ متعلقات کے مقرر کئیں اونکے
۸۷	۱۸	اور ۲۳ ہزار	اور ۲۳ ہزار بندوقچیون
۸۷	۱۹	برق انداز جو	برق انداز جو بعض بیلنقان
۸۸	۱	چار ہزار	بارہ ہزار
۸۸	۲۵	سوار کے جسقدر	سوار کے سوا جسقدر
۸۹	۶	حسام اللہ خان	حسام الدین خان
۹۰	۲۵	شام عالم بینی گنج	شاہ عالم بینی گنج
۹۵	۱۱	پچاس لاکہہ	پچاس لاکہہ روپے
۹۷	۲۳	سفر راہم	سفر راہم گہاٹ
۹۵	۲۴	سفر دیگر جو	سفر دیگر رخصت کر دیا جو
۱۰۰	۱۰	کچہہ کہالا	کچہہ کہانے کو منگا دے
۱۰۰	۱۱	انہا مراحت	وہین استراحت
۱۰۶	۶	اوجبے پورسی	اوجبے پورمین
۱۰۹	۴	واگر باستبنر خنگ	واگر یا ستیزہ وجنگ
۱۰۹	۱۳	اورکچہہ نہین ہوتا	اورکچہہ نہین معلوم ہوتا
۱۱۳	۳۰	اورزیادہ	اورزیادہ آمادہ
۱۱۳	۲۲	جوہ کہنتے تہے	جوہ کہتے تہے سوکرتی تہی
۱۱۶	۲۲	اونہون نے کہ	اونہون نے سمجہا کہ
۱۱۶	۱۴	اوردو سے	اوردو آسے
۱۲۶	۱۱	عذر پیش کر کے	عذر پیش کیا حافظ صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ اونکے پاس بہیجدیا [illegible] جسنے [illegible] کا عذر پیش
۱۲۹	۱۳	توپخانہ انگریزی	توپخانہ دیگر انگریزی
۱۳۲	۱	جب یہ شناخت	جب یہ شناخت ہوا
۱۳۲	۸	روپئے دے	روپئے دے کے
۱۳۲	۱۱	اور شاہ بہی	اور شاہ عالم بہی
۱۳۳	۷	اوسکے [illegible]	اوسکے بیٹے کے لیے
۱۳۳	۸	اوس نے آمدآمد	اوس نے خوف آمدآمد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۶	۱۳	بسنت کو کمو	بسنت کو مع کمو
۱۳۸	۹	اوسکو لیا تہا	اوسکو سوک لیا تہا
۱۴۰	۱۱	مرزا [illegible]	مرزا رمضانی
۱۴۴	۳۰	بیلی ہیبت	بینی ہیبت [illegible]
۱۴۵	۲	اس باب مین ٹہیرا تہا	اس باب مین نہ ٹہیرا تہا
۱۴۶	۳۰	وصول ہوا	وصول نہ ہوا تو
۱۴۷	۱۵	خلا نیہ [illegible]	[illegible] اوس مین
۱۴۸	۱۱	اور نواب مستقیم خان	اور نواب [illegible] مستقیم خان
۱۵۰	۱۵	تمام ضلع	تمام حکام ضلع
۱۵۲	۸	رخصت کر کے دیرے	رخصت کرکے آپ بہی کریل [illegible]
۱۵۳	۱	او جاون اورکار	او جاون اورکاہ
۱۵۳	۲	ملا [illegible] اوربہر	ملا سیورا ورریہر
۱۵۴	۱۸	جیسا کہ حاکم کے	جیسا کہ ہمیشہ حاکم کے تبدیل ہونے کے
۱۵۸	۵	بہیدیا کرتا تہا	بہیجا کرتا تہا
۱۶۲	۷	وصلوۃ تہے	وصلوۃ سنتے تہے
۱۶۴	۱۵	گیارہ سنیتہہ مین	گیارہ سو سنیتہہ مین
۱۶۵	۴	مسینی بیگم	مسیتی بیگم
۱۶۹	۳	مرزا ہزرگ	مرزا بزرگ
۱۶۹	۷	مصطفوی ہین	مصطفوی خان ہین
۱۶۹	۹	بہادر شاہ اورنگ	بہادر شاہ ہین اورنگ
۱۷۰	۷	بہو بیگم	بہو بیگم والدہ
۱۷۱	۱	نافرمانی	نافرمانی مین
۱۷۳	۸	عہدہ مین عہدہ	عہدہ مین عہدہ
۱۷۳	۱	کرتاہے اور مجدالدولہ	کرتا ہی اور مختار الدولہ
۱۷۴	۱۸	نواب فیض اللہ خان	نواب سعد اللہ خان
۱۷۶	۲	جسوانڈہ کی عطا	جسوانڈہ کی حکومت عطا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۷	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	حبشی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	مقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوسی تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ مانکپور	یہ لوگ گدھ مانکپور
۱۸۱	۱۴	لسبرج	لشبرج
۱۸۱	۲۵	پٹہ سردخ	پٹہ سرخ
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتھ چھہ پلٹنین	ساتھ چھہ پلٹنین
۱۸۴	۲۲	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	بتوسط عنایت	بتوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	بھر ایک مختار الدولہ	بھر ایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگر اور گنجیات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	ہاں سے ملا تھا	ہان سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سر پر جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبر آباد کو چلا گیا بہند کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا اور بہند کو	چلا گیا اور بہند کو
۱۹۷	۲۵	اسوقت علی خان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو چونکہ	کو چلا گیا چونکہ
۲۰۳	۱۷	اور نول کی راہ	اور نونگلہ کی راہ
۲۰۳	۱۸	انکار سے یہ	انکار محض کیا کہ مینو یہ
۲۰۵	۵	اوباشی اور لونڈی	اوباشی اور خرابی تھی
۲۰۵	۱۹	بہرے پر	بہرے سر پر
۲۱۰	۹	اور محسن خان	اور محسن رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے آکر	کلکتہ سے آکر
۲۱۰	۸	دلا کر سند بلا	دلا کر سندین
۲۱۳	۳	او رخان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۲	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۷۶ ہجری	سنہ ۱۷۶ عیسوی
۲۱۷	۴	ساٹھ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر بنارس	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگئے	نہ ہوئی اور آگئے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملتی ہے ان
۲۲۱	۱۲	دو لاکھ ہزار روپیہ	دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۲۳	۳	اور ایک مقرر ہو	اور ایک صدر مقرر ہو
۲۲۳	۹	ایک دفعہ ۲۰۰۵ لاکھ روپیہ	ایک دفعہ وہ ۲۶ لاکھ روپیہ تو جبہ سے اس بہانے سے لے چکا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے اب دوبارہ بتیس لاکھ روپیہ کو
۲۲۵	۱۴	ہاتھوں ہاتھ سنگوالیا	ہاتھوں ہاتھ نکلوالیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونھون نے اپنا لیا	اونھون نے اتنا لیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکھ	چالیس لاکھ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کرلی اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستے سے لوٹے	جس راستے سے گئے تھے اوسی راستے سے لوٹے
۲۴۴	۴	معاملہ درست	معاملہ درست کیا
۲۴۴	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علیخان و حسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر بیگ نے
۲۴۸	۱۹	ازین عقد فرخ دلم شاد شد	ازین عقد فرخ دلم شاد شد که این فال نه دولت آباد شد
۲۴۹	۵	آمدنی نہیں ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنرونکی	گورنر کی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
//	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
۲۵۱	۱۹	اور مرزا داروغہ	اور سے مرزا داروغہ
۲۵۲	۲۰	انگریزوں خفیہ	انگریزوں سے خفیہ
۲۵۳	۲۲	ایک ادر شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۴		کی خوشی	جسکی خوشی
۲۵۴	۱۰	باقی جماعت	باقی ہوئی جماعت
۲۵۵	۴	فاتر و گرد	فاتر در گرد
۲۵۶	۸	بھاگ گئے ہوئی اور سردار	بھاگ گئے ہوتی سپاہی اور سردار
۲۵۶	۲۰	گرفتند آن دره	گرفتند آن دره
//	۲۲	تمام خفیا جز	تمام خفیہ چور
۲۵۸	۱۲	جبکہ متفقہ	جبکہ اعلیٰ متفقہ
۲۵۹	۱۲	لشکر کے خیمے	لشکر کے خیمے
۲۶۰	۳	صید خان	صید خان کو
//	۶	اسکاٹ صاحب	اسکاٹ صاحب نواب صاحب کے
۲۶۱	۸	قسم کی نہین	قسم کی تکلیف نہین
۲۶۴	۷	بھیج گئی تہی	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہے دیکھو جیتا تا معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان فیض اللہ خان	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سبب تا تمکرر	سبب یا تمکرر
۲۷۷	۱۵	پچاس سال بھی	پچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	مزی اوڑاتے تہے	مزے نہ اوڑاتے تہے
۲۸۶	۲۰	اونکو تباہ کرتی تھی	اونکو تباہ کیا کرتے تھے
۲۸۷	۱۱	ستقیم کردیا	ستقیم بر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو حاصل	آپکو حاصل رہے گا
//	۲۲	گورنر جنرل اور وزیر علی	گورنر جنرل نے وزیر علی
۲۹۱	۵	اور تمام جلوس پچاس	اور تمام جلوس امارت سو پچاس
۲۹۱	۱۴	اطراف کئی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دھرم ہے کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسندنشینی

جبکہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۳ء مین صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدارالمہام تہا[۹۵]۔ اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادونکی طرح رکہے۔ اور خود حکومت کرے اصلی سرداران مغلیہ کو متعلق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا۔ پس اونمین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطرخواہ اطاعت نہین کرتا تہا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجہتا تہا۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تہا دولتخواہ تہے۔ اور یہ چاہتے تہے کہ اوسی کو مسندنشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردین۔ اور اسیطرح انکی رائے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیرین مقرر کردیجائین۔ چونکہ نواب کا بخت قوی تہا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ اون سے بالکل انحراف رکہتے تھے۔ اور شجاع الدولہ

---

۹۵ دیکہو گیان پرکاش ۱۲

عیاش بھی تھے۔ امراؤ گرا ور بہت بہادر سے زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونوں نواب کی صحبت مین رہتے تھے۔ اگرچہ امراؤ گیر عمر مین بڑا تھا شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوتے تھے۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور * برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر میں بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو اسلئے مفتاح التواریخ کے مولف نے دو مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگاکر یون تاریخ تمام کی ؎

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان * بدولت خانۂ نواب منصور

فلک بر گفت تاریخ تولد * برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سراہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہوجانا اور ناگون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکی سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین ایک رستے سے نکلے۔ ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ۱۴ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دلفریب صورت دیکھ کر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگاؤ۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے۔ نواب والا شان اپنے مکان مین پہنچے۔ مگر عشق کی وجہہ سے پلنگ پر بیچین رہے۔ اور رات بھر کروٹ بدلا کیا۔ دوسرے روز راجہ بہت بہادر نے ہند و مذہب کی دو کٹنیان نواب سے طلب کین نواب نے اونکو انعام و عنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرانے کے لئے بھیجا۔ اونہون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور تمن

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند تلنگے آدھی رات کے وقت اوس کٹہری کے مکان پر بطور چورون کے بھیجے۔ اوس عورت کے گہر کے آدمی خوف سے سہم گئے۔ یہ لوگ اوس کا پلنگ اوٹھا کر نواب کے پاس لے آتے۔ نواب کی عمر اوسوقت ۲۲ یا ۲۴ سال کی تھی۔ اوس سے صحبت کر کے رخصت کر دیا۔ وہ گرتی پڑتی اپنے گہر کو گئی۔ وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی اور کیا بلا پیش آئی۔ اوس نے تمام حال بیان کیا۔ گہر والون نے قرینے سے دریافت کر لیا کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تھے۔ کوئی اونمین سے چور نہ تہا بلکہ تلنگے تھے جنکو ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا۔ پس چند آدمیون نے متفق ہو کر راجہ رام نراین دیوان کے پاس جا کر زمین پر پگڑیان ڈالکر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے۔ ہم یہان سے جلا وطن کرینگے ہماری سکونت یہان ممکن نہین۔ راجہ رام نراین اور راجہ لکہپت نراین اوس کا بھتیجا دس بارہ ہزار کھتریون کا مجمع لیکر ننگے سر اور ننگے پاؤن اسماعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والی ملک نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہی۔ ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین۔ اب ہم کو آپ اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جائین۔ یا ہماری فریاد رسی کرنا چاہیے۔ اسماعیل خان نہایت ناراض ہوا۔ اور کئی مغل سردارون کو بلا کر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے۔ اگر نواب اونکے سپرد کرنے پر راضی ہوئے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دینا چاہیے۔ اور نواب کے لئے جاگیر مقرر کر دیجاے۔ سب نے اسماعیل خان کی راے سے اتفاق کر کے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے۔ نواب نے کہا کہ ہمت بہادر میرا محکوم ہی۔ اوس نے جو کچھہ کیا میرے حکم سے کیا ہی تمکو مجہہ سے بازپرس کرنا چاہیے نہ ہمت بہادر سے۔ اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین۔ ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے۔ تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہی۔ مین اس تہوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون۔ جب ارادہ کروگے اودہر سے کمی نہ پاؤگے۔ مغلیہ سردارون نے محمد قلی خان کو لکہکر الہ آباد سے طلب کیا اور دربار مین اپنی آمد و رفت موقوف کر دی۔ شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑہی پر بلا کر پردے کی آڑ مین اوس سے کہا کہ اپنے آقا زادے کے ساتھہ یہی سلوک کرنا چاہیے تہا۔ لاکہون روپے جسکے باپ کے یہان سے پائے۔ کیا تمکو صفدر جنگ نے اسی دن کے لئے پرورش کیا تہا۔ ایک تنکے

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی ۔ ما نا کہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی نہ بھتیجے سے ۔ رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری جان چاہین تو حاضر ہے ۔ مگر جو رویہ اونہون نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جاتے ہین دوست دشمن بنجاتے ہین ۔ یہ جو کچھ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تہا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نکرین جس سے بد نامی ہندوستان مین ہوگی ۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا مین تابعدار ہون اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو آپ مہترون کو پہلے ہی راضی کر لیتا ۔ اب آپ اسماعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلا کر اسی طرح تالیف کردین تو امید اصلاح کی ہی ۔ چنانچہ اونہون نے سب کو بلا کر اسیطرح کے کلمات کہی کہ سب محجوب ہوے اور معزولی کے ارادہ سے باز آئے[لے] ۔ گیان پرکاش و سیر المتاخرین و ملخص التواریخ مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان جیلہ مر گیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین و مہا نراین کار نیابت کے سوال و جواب مین رہنے لگے ۔ شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشون کی تادیب اور انتظام خوب کیا ۔ اور عیاشی مین بحد شراب نوشی کے منہمک تھے ۔ اکثر عورتونکی مباشرت پر راغب ۔ اور لہو و لعب مین مصروف رہتے تھے ۔ لیکن مزاج مین حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تہا[لے]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تھا کہ مبادا اوہ بادشاہ کے مزاج کو اونکی طرف سے مکدر کر دے ۔ اسلئے علاء الدول عرف میر سنجھلے پسر غلام احمد خلف جہان خان بہادر کوکہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی ۔ نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب میں خط لکھا جس مین نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط پسر مذکور کے حوالے کیا میر سنجھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تہا وہ بھی بیان کیا ۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ نواب سعد اللہ خان کو میر سنجھلے کے ہاتھ بھجوائی ۔ اور اونکی دستار سربستہ آپ

[لے] دیکھو عماد السعادت [لے] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

منگوائی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہے۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے جسکو ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور انکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہوجانا

۱۱۷۰ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور وشور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک ٹھہرا رہا۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادے کو میرے ساتھ کردیجئے تو ملک انتربید (ملک میں دوآبہ گنگا وجمنا) میں جاکر بطریق نذرانہ وصول کرکے لاؤں۔ مگر اس سے اوس کا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ شجاع الدولہ سے ہمارے لئے پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کرے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لئے ساتھ کردیے عماد الملک نے گنگا کو عبور کرکے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کودلو پرگنہ مہر آباد کے میدان میں ڈیرے کردیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادوں کے لئے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہوکر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادہ سے سانڈی پالی تک آئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸۰ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجھلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہی - اور صفدر جنگ کے تمام خزانوں اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہی - ایسے وقت میں آپ مدد کرین - نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائیوں کو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں عبد الستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن - اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا - اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا - اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ کیا کہ جان و مال اور ملک و ناموس بموجب اوس عہد و پیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے آپ کسی قسم کا تردد نکرین - ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہین - نواب سعد اللہ خان میر فتح علی کی روانگی کے بعد کڑے کڑے کوچ کرکے کو دپور مین پہنچ گئے - اور دونون لشکروں کے درمیان مین قیام کیا - اور اپنے دربار مین زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہی - اوس کو چاہتے کہ وہ اول میرا سر کاٹ لے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے - اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو پہنچتے رہے کہ شاہزادہ کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین - اور شجاع الدولہ کو نکال کر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلین - اس خدمت کے صلے مین عنایات بادشاہی کے مورد ہونگے مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے - بہتر یہ ہے کہ آپ شاہجہاں آباد کو لوٹ جائین - گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے - شجاع الدولہ نے سادہ لوحی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا - آپ میرے چچا کی جگہ مین ایسی تدبیر کرین کہ صلح ہو جاوے - اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو - حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے - اور صلح کی کوشش مین مصروف ہوئے - اس عرصے مین شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی - چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اسی عرصے مین فریقین کے قراولوں مین چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی شروع ہوگئین - حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر مین ہوتے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جا کر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے حافظ صاحب نے بظاہر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس قریب سے صلح کی گنجایش پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے بےخردی سے جو خردسالی کا مقتضے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہے جسکا حال آپنے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر مین۔ اور مجھکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش ادا کرنے مین حیلہ و حجت کرین اور لڑائی پر نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری صلاح مانو تو صلح کرلو ورنہ مین اپنے ملک کو لوٹ جاونگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھہ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ شاہزادون کو پیش کرنے پر صلح کرلی —

فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھہ روپیونکے خود ادا کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھہ کر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپیے نواب سعد اللہ خان کے پاس بھجوا دیے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپیے بادشاہ کے حضور مین بھجوا دیے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور رہتے اور صلح کے انعقاد کے بعد ۹ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو شجاع الدولہ نے سائڈی سے کوچ کیا اور چار روز مین لکھنؤ پہونچ گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا مین بیان کیا ہے کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ خرد گفت بپیوسته واله برحمت ٭ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن و جمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوتے۔ اور شیر انداز خان کو اوس لڑکی کی ماں کے پاس نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہو گئی — اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکہنو کو روانہ ہوئی۔ جب اکبرآباد مین پہونچی تو جواہر سنگہ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن وجمال کا شہرہ سنکر مفتون ہوگیا۔ اور آدمی بہیجے کہ اوس لڑکی کو چہین لین۔ کٹرہ وزیر خان مین شیر انداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگہ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی مان نے یہ خبر سنکر چالبازی کی۔ اور تہوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کر کے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تہا۔ اور مآل انکے انجام کار کا منتظر تہا۔ اوسنے گنا بیگم کے حسن وجمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد مین لائے۔ اور نواب احمد خان بر اپنا ما فی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو انکے پاس بہیجا دیا۔ جنہون نے اوس سے نکاح کر لیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تہی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہرصورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکہا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودہ کے ملک مین وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنے چچازاد بہائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتہ گرفتار کر کے تباہ و برباد کر دینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہوکر شاہ عالم ثانی کہلاتے۔ غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی مین ٹہیرنا نامناسب سمجہکر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کیجور کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اونہون نے آٹھ مہینہ تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پہر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اودہر کو روانہ ہوئے۔ اور مراد آباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوی پورب کیطرف پہرے۔ اور ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ کو بلگرام مین پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ ان دنان زلمین آرا الدولہ و نوبت خان وبہادر علیخان الماس خان

ریواڑی والہ بھی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملاوہ مین داخل ہوئے اور
وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبہ عین مین کہ موہان کے متصل لکھنؤ سے سات کوس ہے
ٹھیرے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکھا تھا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور
محلدار خان کی معرفت پچاس[۵۱] ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گھوڑے اور تحایف وغیرہ
شاہزادے کے حضور مین بھیجے تھے اور آپ بھی ۹ جمادی الاولے کو منزل متصل موہان مین
حاضر ہوتے اور حیلون و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پھر بہانہ کرکے رخصت کیا[۵۲]
خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تھی اور مدد
خرچ کے لئے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی مع عماری سایبان دار اور نالکی مرصع اور سات
گھوڑے اور ایک خوان پر از جواہر اور بہت شالہای نفیسہ اور خیمے اور برتن اور دس چھکڑے
پیشکش کئے۔ شاہزادے سے چار گھڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیغہ
مع سرپیچ کے اور جس کی خاص پالکی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی
طرف بڑھے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی الہ آباد کا صوبہ دار تھا وہ شاہزادے کے
پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بھرتی
کرے۔ شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثناے راہ مین راجہ
ہندو سنگھ برادر پرتھی سنگھ حاضر ہوا۔ اور غرہ جمادی الاخرے کو موضع جھوسی مین بیرم خان
نے ملازمت حاصل کی ۴ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی
اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷ رجب کو
دریاے کرمناسہ کو عبور کیا ۱۲ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار
عظیم آباد کی پیش کی۔ پھر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت
سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو
وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلئے اوسکی عرض کے موافق
وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشیگری محمد قلی خان پر قرار پائی[۵۳]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع
الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتھ ہوکر بنگالے کے تسخیر کرنیکی ترغیب دی تھی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تھے
کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علحدہ کرین[۵۴]۔

سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتھ شجاع الدولہ کی چال کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

۵۱ تاریخ ... مین متاخرین ہند مین پچاہ ہزار کی ہے۔ لیکن پچاس ہزار ہو ۱۲ ۵۲ دیکھو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ ۵۳ دیکھو
مرات آفتاب نما ۵۴ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آونگا - مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو کسیجگہہ رکھوا - چاہتا ہون کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑکر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون - اور دلجمعی کرکے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور چنارگڈھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑونکی وجہہ سے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھہ دو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پرامن اور مضبوط جگہہ ہے اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھہ ایک آبرو سمجھہ کر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا محمد قلی خان اپنی ناسمجھی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا - رقعہ مہری اور دستخطی اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالے کردیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد بھائی ہین حاضر و غایب ہمارے ورثے کے مالک ہین - وہ جو کچھہ کہین اونکے حکم کی تعمیل کیجو بہرحال شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر مر... ت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی قدرت سے باہر تہا اسلئے باغی ہوگیا - اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا - شاہزادے کی فوج نے محاصرہ کیا - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی - صرف آ کام باقی تہا کہ آگ دیجاوے - اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو - پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائیگا شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین دے سکتا - اسوجہ سے وزیر کے دلمین زیادہ کدورت آئی - شجاع الدولہ نے سوچا کہ کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آئیگا - سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرنا چاہا نجف خان نے جو مزاحمت کی تو بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظر بند کر لیا۔ جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور متصرف ہو گئے ہین۔ اور اوسکے اہل و عیال کو نظر بند کر لیا ہے نہایت مضطرب ہوا۔ اور اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہو گئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت کی۔ گیان پرکاش کے مولف نے لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو عظیم آباد سے واپس بلا لیا۔ اوسکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے روانہ ہوا۔ مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا۔ بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھہ وغیرہ رفقانے اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجوا کر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کر دیا۔ جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ۔ اور محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑکر[۵] اپنے نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان کے روبرو جاؤ اور سعی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جسطرح ممکن ہو اوسے گرفتار کر لو راجہائے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریا ہے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھہ کا آباد کیا ہوا اور اوس کا وطن اصلی تہا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگاکر مستعد مزاحمت ہوئے۔ شاہزادے اور موشیر لاک فرانسیس کو کہلا بہیجا کہ ہمین آپ سے کچھہ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے۔ شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی بلاے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موشیر لاک کو اپنا رفیق بناکر بہیرہ (؟)

---

[۵] یہ الفاظ سیرالمتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

مین قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ دلی اور محمد قلی خان
سید راجی کی سراے سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تھا۔ جو کوئی اوس کے لشکر مین
سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑھاتا۔ زمینداران اطراف بلونت سنگھ
کا شکار ہو جاتا۔ محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا۔ چاپلوسی سے سوال جواب
مین بسر کرتا تھا اور وقع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا۔ اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ
خداوند کریم سے تائید نمودار ہو جائے۔ اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرات تھے صلاح
دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے جنگ کرو۔ اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ
مقدر مین عزت و ناموس سے ہوتا مگر بد حواسی نے اس حواس باختہ کو جرات نہ دلائی۔
چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تھوڑے سے ہمراہیون کے ساتھ مجکو
شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے مزاحمون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت
دی۔ اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد
بھائی ہین۔ بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا۔ اور شجاع الدولہ کے پاس
روانہ ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ بروقت ملاقات[1] یہ سب رنجید گی خاطر اور کبیدگی دل برطرف ہو جائیگی
یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے۔ وہ منافقین بالکل جاتا رہے گا۔ اور
شجاع الدولہ کے پاس سے حکم ہو چکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی
کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام و اسباب ضبط کرلین حکم جدید کے
منتظر نرہین۔ اس حکم قطعی سمجھین۔ جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا
عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگھ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے
سے چڑھائی کی۔ ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر مین جزع فزع اور محشر کے
آثار نمودار ہوئے۔ ایک خلق کثیر بلاے بید رمان مین مبتلا ہوئی۔ اکثر لشکری
بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا۔ چند بے نام و نشان آدمی ان
دونون راجونکی قرابت داری کی وجہ سے اوس لشکر مین چھپ کر محفوظ رہے اور بہت سے
آدمیونکو بارہے کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جمعدار تھا بچایا[2] الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونھون نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچھہ کر ابھی نہ بیٹھے
ہونگے حاضرین نے اوسکو قید کر لیا۔ خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو قید کرکے لکھنؤ مین کیا ہا اور حرکات حال

ـــــــــــ

[1] دیکھو سیر المتاخرین۔ [2] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لئیے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنہکوا ور اوس کا چچا دتا سیندہیا محرم ۱۱۷۳؁ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کرکے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تہا[۵۷] - وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی ۱۱۷۳؁ ہجری مین انہون نے جمنا کو عبور کرکے نجیب الدولہ پر چڑہائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سُکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی وشمالی جانب ۴۸ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے سنہ بیرے راسکتار آہو گرد ؛ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف ولام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور رجب تک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوارونکی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کرکے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوتے امروہے پہنچکر ٹھہر گئے - اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین - حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہوجئے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس پٹھان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کردین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان جارچی کو جو نہایت ظریف اور دانا تہا عماد الملک کے پاس بھیجکر لطائف الحیل مین رکھا تاکہ مخالفت پر آمادہ نہو - اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مینے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہ ہے کہ اس وقت مین آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہے اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پالیا تو آپکے ملک کا بھی

طمع کرینگے۔ شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بد طینت اور مفسد ہی کیونکہ سنہ ۱۱۷۳
ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لئے فرخ آباد
کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سعد اللہ خان
سے بگڑی بدل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
کیونکہ اس مین اونکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے
اواخر شوال سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین لکھنؤ سے برآمد ہوئے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہنچکر چند مہینے
یہان قیام کیا۔ کیونکہ گنگا کی طغیانی سکرتال پہنچنے مین مانع تھی۔ دتا سیندھیا کو اتفاق
مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو اوسنے گوبند راے بندیلے کو اپنے لشکر سے
مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کرکے روانہ کیا۔ اوس نے ہاکر دوار کے پاس گنگا
کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع
الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوئے
اور بڑی منزلین کرکے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے۔ سیندھیا کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے میں مرہٹون نے قریب تیرہ سو گانون اطراف
امروہہ کے تباہ کر ڈالے۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے قصبہ امروہہ کو لوٹ کر وہانکے
اکثر سیدون اور شریفون کو قید کرلیا۔ ذو الفقار الدولہ نے اون غریبون پر رحم کرکے مرہٹون کو
اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپئے دینے کا وعدہ کرکے اونکو رہا کرا دیا آخرکار روہیلے
اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے۔ اونہون نے حسبدت چاندپور سے کوچ کیا مرہٹونکی
فوج راہ مین کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر پلہدوہ[۱] پرگنہ چاندپور مین پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر
مقامات پر زور باندھ رکھا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوسائین اور امراؤ گر
گوسائین کو مرہٹونکی سرکوبی کے لئے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچ ہزار
سوارونکے ساتھ اور میر باقر ہمیونی کو چار ہزار سوارونکے ساتھ مرہٹون کے پڑاو کی طرف روانہ
کیا ان سردارون نے مرہٹونکی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کئے
اور دو سو مار ڈالے اور بہت سا اونکا مال اسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لئے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی
مین بھاگکر ہٹتے ہٹتے گنگا کو عبور کر گئے۔ اس عبور مین اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا مین بہہ سکے وہ

[۱] پلہدوہ بفتح پا و سکون لام و ضم دال مہملہ و فتح واو و ہای ساکن ۱۲ خزانہ عامرہ سکہ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ ہجری کا ہے۔ صبح کو جلد وہ سے کوچ ہوگیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اوس ٹکڑے کے لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانون اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہوکر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان لکھی تھین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔ چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان کی طرف کوچ کرکے بہت قریب آپہنچے تھے۔ غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کرکے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کردیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکیگی۔ شجاع الدولہ نے ۱۲ جمادی الاول ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور ۲۰ کو لکھنو مین داخل ہوگئے۔ اور ان سردارون نے عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہوگئے تھے اور اونکے ملک مین فساد پیدا ہوگیا تھا اسلئے اودہ کو رخصت کردئے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دئے تھے[1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کرکے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹون کے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی۔ مگر باوصف اس کے اسی ہزار سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا انہین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

---

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تہا اور دوسرا لشکر ملہار راو ہلکر کے تحت میں تہا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلونکو ایذا
دے رہے ہیں اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوئے اور شمالی پہاڑونکے
قریب قریب منزلیں کرتے ہوئے سہارنپور کی جانب جمنا سے پار اوتر گئے۔ سرداران روہیلہ شاہ کی
آمد کا حال سنکر سکرتال سے کوچ کر کے احمد شاہ کے لشکر میں پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی
دست اندازیوں سے سخت ناراض تہے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نکیا تہا
کہ احمد شاہ نے میدان باولی میں کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندہیا کو گہیر لیا اور جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۳
ہجری میں خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان جنگ میں مارے گئے۔ ملہار راو ہلکر
سکندرہ میں پڑا ہوا تہا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک میں بہاگنے لگا۔ یہ لشکر اسلئے سیدہی راہ سے
منحرف ہوا تہا کہ مسلمانوں کی رسدوں کو لوٹتے کہسوٹتے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ پندرہ ہزار
درانیوں نے اوس کا تعاقب کر کے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سیندہیا
اور ہلکر کی درانیوں کے ہاتہ سے کامل شکستونکی دربار دکن میں خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا
بہائی سداشیو راو جو بہاو کے لقب سے چاروانگ ہندوستان میں مشہور ہے مرہٹوں کے
دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے میں مرہٹونکی قوت غایت عروج پر تہی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک
پہنچی تہی کہ شمال میں سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریائے اٹک اور جنوب میں جزیرہ نمائے دکن کے
عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تہی اور حدود مذکورہ میں جو ملک اونکی حکومت سے خارج تہے اور اونکو
باجگذار تہے یا اونکے ہاتہ سے پامال تہے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت میں تہی
مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تہی بہاو کی قدر و
وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سیندہیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر
آمادگی زیادہ ہوئی اونکا پورا ارادہ یہ تہا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان
خاص کی فتح و کشایش میں پچہلی چوٹ ایسی لگاؤ کہ قصہ ہی پاک ہو جائے۔ بالاجی کا جوان بیٹا
اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور جتنے مرہٹے
سردار اوس کے ساتہ ہوئے۔ اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد و اعانت
کی غرض سے راہ میں اوس سے ملتے گئے۔ بہرت پور کا راجہ سورج مل بہی ہلکر اور جنکو
کے ذریعہ سے بہاو سے ملا۔ بہاو نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار
جاٹونکے ساتہ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل نے جو ایک

دراز عرصہ سے مرہٹون کی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تھا۔ بھاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے پیادون اور بھاری بھاری اسبابون کو ہماری ملک مین چھوڑدین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو بڑھیے اور وہان مثل اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کرین اور لڑائی کو بہانہ ٹال دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوئے ہین آب وہوا کی ناموافقت سے مجبور ہوکر اپنی بہارونکو لوٹکر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورے کی کی مگر بھاؤ نے یکلخت اوسکو رد کیا۔ اسلئے کہ وہ اپنی فتح کو جو اسیکے سیلے سے حاصل ہوئی بڑے پائے کے حسابون کمتر سمجھتا تھا بلکہ بھاؤ نے سورجمل کے جواب مین یہ کہا کہ تو ایک چھوٹا سا زمیندار ہی ۔ بڑے بڑے ملکونکی تدبیرون اور انتظامونکی قابلیت نہین رکھتا۔ عماد الملک بھی سورجمل کی وساطت سے متہرا کے پاس بھاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دھوم دھام سے دلی کی جانب بڑھا جسپر تھوڑے سے درانی اور شریک اونکی قابض و متصرف تھے ۔ محیط شہر پناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی برج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تھی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑھ گیا ۔ اگرچہ محصورون نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو بچائے رکھا۔ مگر توپونکی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا ۔ مزار اقدام نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی۔ اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش کے سامانون کو اوٹھوالیا ۔ دیوان خاص کی میناکار نقرئی چھت کو بھی اوکھڑوا کر ٹکسال مین ڈھلوالیا ۔ اور تخت شاہی پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بھی دبالیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تھی کہ بسواس راؤ کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے ۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے مگر لوگون کے سمجھانے سے اوسکو جب تک کے لئے ملتوی رکھا کہ درانیون کو ایک بار اوتار دے ۔ بھاؤ نے محی السنہ کو تخت سے اوتارا مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹھایا۔ اور غائبانہ عہدۂ وزارت شجاع الدولہ کے نام مقرر کیا ۔ اس مین یہ تدبیر تھی کہ احمد شاہ ابدالی سماعت کریگے منصوبہ شجاع الدولہ سے بدگمان ہون گے ۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑ جائیگا ۔ مطلب ان کا ہو جاسکتا ۔ لیکن ان کا مطلب پورا نہوا ۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا ان کا ہم مطلب ایسے حرکتون کے دیکھنے سے سورج مل متنفر ہوکر سخت گھبرایا ۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے صلاح کی ۔ اور علانیہ بھاؤ سے بھی رفاقت نہ توڑی ۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن ۔ تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد بھیجتا رہون ۔ بھاؤ نے سورج مل کو رخصت کر دیا ۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ مراۃ احمدی مین لکھا ہے کہ جب سورج مل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلبھگڑھ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بہیجا گیا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے
ہان سے خلعت اور تیل سورجمل کے واسطے بہیجکر کہلا بہیجا کہ ہم سے تا انصافی کرکے بادشاہ سے
اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستونکی ایسی نگرانی
رکہو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے
بلبگرہ سے ادہر کو اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے
پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تہا اور ایک بڑے عہد
و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلئے کہ انکو یقین کامل تہا کہ سارے
روہیلے اونکے شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ موروثی
عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین [1] واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑہ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب
و داب سے دبا مین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
مقرر کیا [2] کہ مشہور روایت یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو ایک رسالت بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
اودہ سے ہمارے پاس لاوین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آتے ہے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو
مہدی پور مضافات اودہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین
کیون جاؤن کیا میرا سر بہرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی
کدورت اوسکی شاہ کے دل مین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دلی کے ہین وہ مرہٹے ہمیشہ
سر کیب جہکاتے ہین۔ مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کچھ ہی عداوت ہے
علاوہ اسکے مرہٹونکے وکیل آتے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تہا اوسکے نباہ کو
کہتے ہین۔ اور اقرار عہد یہ بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبھی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے فرمایئے
مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوئے
تمہین تباہ ہمین ہمارے حال پر چھوڑینگے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہو گیا ہے

[1] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون صاحب ۱۲ [2] دیکھو تاریخ اودہ و عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

تمھین سوچو مرہٹون نے بہت سر اوٹھایا ہے ۔ اگر اب بھی اونکی سزا نہوگی فرمائیے کوئی ریاست
بچ رہیگی ۔ تم وزیر کس کے ہوگے ۔ جب سلطنت نرہیگی لوٹیرونکی اطاعت کروگے ۔ یہ غیرت تمہاری
تقاضا کرتی ہے ۔ ہان اس کا مین ذمے دار ہون ۔ احمد شاہ تم سے کاوش نکرینگے ۔ اگر بالفرض کچھہ
کاوش کرین بندہ تمہارا شریک ہوگا ۔ شاہ کو تمہاری طرف آنکھہ اوٹھا کے نہ دیکھنے دونگا ۔ شجاع الدولہ نے
کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے بدگمان ہو جائینگے اُنسے عداوت ہوگی ۔ اور جب شاہ سے بھی نہ بنی
تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے ۔ دونون کٹ مرینگے ۔ مرہٹے بلا درد سر ہمارا ملک
لیلینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا ۔ ہند مین کہین ٹھکانا نرہیگا ۔ الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تھا
اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا ۔ نجیب الدولہ لاچار ہوئے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو
میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکایا ۔ اور یہ کہا ضرور آپ تشریف لے چلین ورنہ تلوار حاضر ہے
مجھے قتل کرین ۔ شجاع الدولہ لاچار ہوئے چلنے کو تیار ہوئے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا
نائب صوبہ مقرر کر کے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین دس ہزار[1]
فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوتے اور ۲ ذیحجہ کو اشرف الوزرا
شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے
مہربانی کر کے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا ۔ شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے
کی لشکر شاہی مین استدعا کی ۔ اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے ۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ
میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ
نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی ۔ گیان
برکاش مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ڈیرے اپنے دست راست کھڑے کرائے
باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی ۔ مگر شجاع الدولہ نے اس غرض سے خط وکتابت کا سلسلہ
مرہٹون سے قایم رکھا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی ۔ اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی
وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیغام آتے جاتے تھے ۔ مولانا
غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تھا جو بھاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا
اوس نے مجھکو ایک خط مین لکھا کہ مین بھاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جمنا کے اوس پار شجاع الدولہ

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ ۱۲

کے پاس گیا تھا شجاع الدولہ نے اپنا ما فی الضمیر کہ نفس الامر اور بیان واقعی ہے یون ظاہر کیا کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کیا ہے اب تمام جھگڑا اونکی بدعہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجہاے مرہٹہ نے رگھناتھ راو اور دتا اور ہولکر اور انتاجی کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور انکے مقدمو کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے وہ برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام انجام کو نہ پہنچ سکا اوسکا بیان تہا کہ صلح اسوجہ سے ممکن نہین ہو سکی کہ مرہٹہ سرداران بغو کہ غنیم زود رنج کم ہمت خام طمع ہین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین۔ احمد شاہ بارش کی وجہہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ مگر بڑے بڑے تنگ آگئی۔ یہانتک کہ برسات ابتک گذر نہ چکی تھی کہ اونہون نے جہاد کی ٹھانی۔ اور انوپ شہر سے دلی کو راہی ہوئے۔ نجیب الدولہ اور نواب احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا۔ اور اونکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا اور جب اونہون نے یہ سنا کہ بہاو جیدہ جیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے تو اونہون نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کئے۔ احمد شاہ جب دلی کے قریب جمنا کے کنارہ پہنچے تو اوس کو بڑی طغیانی پر پایا۔ اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارہ کنارہ چلے گئے یہانتک کہ کنج پورے کے محاذات پر جا پہنچے۔ اور وہان اس بری خبر کے سننے سے نہایت آزردہ ہوئے کہ مرہٹون نے کنج پورے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیون اور روہیلو نکو ٹھکانے لگا۔ غرضکہ احمد شاہ اس بے عزتی سے کہ گویا وہ اونکے سامنے واقع ہوئی ایسے بھڑکے کہ ۲۵۔ اکتوبر ۱۷۶۰ع کو جمنا پار باگپت کے گھاٹ پر جو دلی سے شمال و غربی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی[۹] رہبری سے ایسے راہ سے اوترے کہ کہین سے پایاب اور کہین سے تیرنے کے قابل تھی اگرچہ اونکے بہت ساتھی اس دلیرانہ کام مین جان سے گئے۔ چنانچہ ڈیڑہ سو کے قریب تو بیوٹلی لاشین اور چند پانی رام گھاٹ کے مقام پر نکالے گئے۔ اسیطرح اور گھاٹ نہ نکلے۔ مگر دشمنون پر اونکا ایسا رعب پڑا کہ وہ اونکے رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلی سے اوٹھا کر پانی پت کو چلے گئے۔ اور وہان پہنچکر شہر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے دمدمے

[۹] دیکھو ملخص التواریخ ۳۰۱

اوڈمورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا۔ اور ایک چوڑی گہری خندق سے اوسکو گہیرا اور اپنے بہاری توپخانے کی حفظ و حمایت میں رکہا۔ بہاؤ کی فوج مین تنخواہ دار پیادہ و سوار کی تعداد ستّر ہزار تھی جن مین سے نو ہزار اور بقولے بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس چقماق دار بندوقین تہین۔ ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تہے۔ اوسکی فوج قواعد دان ہونے کی وجہ سے اوس کا لقب گاردی تھا۔ یہ انگریزی لفظ ہے۔ یہ شخص فرانسیسیون کی ملازمت چہوڑکر چلا آیا تہا۔ اس سردار کے اختیار مین منجملہ دو سو توپون کے بہت سی توپین ایسی تہین جنکے ذریعے سے شہر اور قلعون کی فصیلین توڑ سکتی تھین۔ اور بہت سی بانون کے ذخیرے تہے جو مرہٹون کا بڑا پیارا ہتہیار تہا۔ اور لٹیرے سوارونکی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی۔ مگر کاشی راے شجاع الدولہ کا ملازم جو کئی بار مرہٹون کے لشکر مین خطوط لیکر گیا تہا سلدہی جمعیت کو پانچ لاکھ بتاتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بہاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیون سمیت تین لاکھ تھی۔ درانیون کے بیان سے احمد شاہ کی اوس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اوترائی تھی۔ ترسیٹھ ہزار قایم ہوتی ہے مگر نادر شاہ اور پچھلے وقتون مین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے۔ اور ایشیا والونکی تقسیمات افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس مین آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے۔ علاوہ اسکے بہت سی تخفیف اون قلعہ بند گروہون کے ہونے سے اصل افغانی فوج مین واقع ہوئی ہوگی جنکو پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چہوڑکر آتے تہے۔ اور کسی قدر لڑائیون مین مارے جانے اور گرمی و برسات مین مرنے سے بھی فوجین کمی بڑی ہوگی۔ غرضکہ قیاس مین یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ پٹھان جو اوس جگہ شریک و شامل تہے قرار نہ دئے جائین چنانچہ گل رحمت مین بھی لکھا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیس ہزار سوار تھی۔ اور تیس ہزار پیادہ و سوار سرداران روہیلکھنڈ کے تہے۔ اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتھ تھی۔ اور آٹھ ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی۔ اور پانچ چھ ہزار فوج احمد خان بنگش کے ہمراہ تھی اور سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد دس ہزار بتائی ہے۔ عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تہے یہ تعداد مبالغہ آمیز ہے۔ بلکہ کاشی راے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار تہے۔ اور اوسی کا بیان ہے کہ درانی خاص اپنی چالیس توپین رکہتے تہے۔ مگر وہائیون کے بیان کے خلاف دور قیاس سے بعید ہے محققین کی راے یہ ہے کہ احمد شاہ کی فوجین تیس ہوسکتے

قریب قریب تھین جو مختلف المقدار گولسے بھری جاتی تھین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون
کی تھین - علاوہ اسکے چند توپین فصیل شکن بھی تھین - اور اس سبب سے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد
مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی - چنانچہ اونھون نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے
چارون طرف خندق کھدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی
امیدونکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گوبند راے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا
کے نیچے کی دیار پر جو فوج اوس سے فراہم ہو سکے فراہم کرے - غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور ہی رہا کہ
آفتون سے محفوظ اور مامون رہے اور مرہٹون کی مانند لٹیری طرح ملک مین پھیلا کہ تمام رسدون کو روکنا
شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بھیجکر مسلمانون کیطرف
رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلیئے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تھا کہ مسلمانون کا لشکر
رسدونکی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹھانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
کے عادی نتھے جیسی مرہٹون دوڑ دھوپ سے پیش ہوتی تھی - مگر اونھون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے
کہ ۲۲ - ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور
شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ
اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان
کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ابدالی خود مع وزیر کے رہے مرہٹے مقابلے کو نکلے
اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کھڑے ہوئے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے
لڑائی شروع ہوئی - تھوڑا دن باقی رہے - نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوے
مرہٹون کے مورچون مین گھس گئے - بلونت راو بھاؤ کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا
مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہوگئی - اور روہیلے چیرہ دستی کرکے مرہٹونکے لشکر
مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوگئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
سے قریب تھا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون
کو گرفتار کرے - اور شاہ پسند خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش کے
گانؤن کو پندرہ پندرہ کوس تک برباد کردے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین وہان سے

نہ پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے
باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور ان مرہٹون سے جو رسد لانے کے لئے نکلتے تھے کئی بار
مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہو کر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخرکار اونکا خندق سے
نکلنا بہت کم ہو گیا۔ تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا
کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لائے گا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا۔ ہر روز درانیون کو مرہٹون
کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ جب یہ خبر
نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو
کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائے گا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے۔ احمد خان آدہی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا جب
یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ
اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش
ہو گئے۔ ناراضی بڑہانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان
باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے۔ بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو خاندان بنگش سے تھا نواب احمد خان
کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اوٹھا۔ اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر
اوسکی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین
سے ہو۔ مگر تھوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جنگباز خان
بنگش کی زبانی سب برائیان سنین تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین۔ شاہ ولی خان
وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے
واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اوتر کر دریا کے کنارے
خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا مکان وہان
لوٹ لیا جاتا۔ سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل
و ہمت سنگھ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف
بادشاہ کی عزت کا پاس کر کے اس مقصد سے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ
جو کچھ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کابل مین سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہکر خاموش ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہی کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوگئے۔ اور فرزند علی خان بہادر کا خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہدرہ مین محاذی شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ گنج پورے کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین داخل ہو جائے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوئے۔ اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکاس پر گوبند رائے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کر ڈالا یہانتک کہ خود گوبند رائے مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹونکے لشکر مین رسد پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے۔ اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کہا بکر صاف کیا جو اون کے لشکر مین واقع تہا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے جبکہ حال ایسی نوبت کو پہنچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر نہتا کہ ایک پورا حملہ ہو جائے۔ چنانچہ دونون فوجونکی کچھ کچھ چھیڑ چھاڑ آپسمین جاری تھی۔ مرہٹون نے درانیون پر تین بہاری دہاوے کئے جن دشواریونکو بہاؤ اوٹھاتے جاتا تہا اونکی وسعت اور ترقی روز افزون کا حال اوس کے دشمنون پر مخفی و مستور نہتا۔ کہائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تہا جس مین سورج کے نکلنے پر اشراق کی نماز پڑھتے تھے۔ اور شام کو کھانا کھاتے تھے۔ اور دن بھر گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرونکو مختلف مقامونمین دیکھتے پہرتے۔ اور دشمن کو چھیڑتے چھاڑتے رہتے تھے۔ اس زمانے مین [illegible] و پریشانی کے ہجوم کثرت سے بہاؤ اسقدر تنگ ہوگیا تہا کہ اوس نے چند ایک کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

درانیون سے صلح کرا دے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ مین صرف مدد و معاون راے دینا میرا کام نہین - ہان لڑائی برتا اور کہتا ہون - اوس مین دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سردارون کو اختیار حاصل ہے کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوتے - اور شجاع الدولہ نے بھی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستونکا ہمیشہ مقابلہ کیے گئے اور اوس بربادی کو باقی لوگونکے دلونپر جمانے مین کامیاب ہوتے جو احمد شاہ کی ایسی صورتمین چلتے چلنے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچگئی تھی - اب یہ سوچنا دشوار ہے کہ مرہٹونکے بڑے بھاری گروہ کی اوسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت مین مریضون کی مانند ایک کھاپنجے مین محصور تھے اور مرے ہوئے اور مرنولے جانور اور بھوکے پیاسے بیگناہ بھیر مین پڑے تھے - اور اون خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے جنکو وہ ابھی اوٹھا رہے تھے - ۶ - جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری چہارشنبہ کی شب کو سردار اور سپاہی جمع ہوئے - اور بھاؤ کے ڈیرے کے گرد کھڑے ہوکر کہا کہ اب کھانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھہ کو دام تھا وہ سب صرف ہوگیا - بھوکون مرنے سے لڑائی کی جو کچھ اوٹھانی آسان ہے - بھاؤ نے اتفاق کیا اور سب نے پان کھا کر مرنے تک لڑنے کی قسم کھائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم سنایا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دھاوا ہوگا - بھاؤ نے عین وقت پر شجاع الدولہ کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھہ سے لکھہ بھیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہوگیا اور ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہے - اگر کچھہ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت نہ ہوگا - کاشی راے اس رقعہ کے مضمون کو پچھلی رات مین اپنے آقا شجاع الدولہ کو سنا رہا تھا کہ کاشی راے کے جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہو رہے ہین شجاع الدولہ فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے - اور چوکی پہرے والون سے کہا کہ بادشاہ کو جگا دو - احمد شاہ اندر سے ہتھیار لگائے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹھے تھے - چنانچہ اوس گھوڑے پر سوار ہوکر جو ہمیشہ اونکے دروازہ پر تیار کھڑا رہتا تھا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑھنے کا حکم سنایا جو بات پہلی پہل اونہونکی وہ یہ تھی کہ کاشی راے کو اونہون نے بلایا - بعد اسکے خبر کے مخبر کی نسبت سوال جواب کرنے لگے - اور یہ تفتیش اونہون نے اوسوقت تک کی کہ آگے بڑھے جاتے تھے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی کے

جو غنیمت لاو جانے لاتے تھے اور اونہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے دشمن بھاگ گئے
احمد شاہ نے یہ خبر شکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہی۔ مگر گفتگو کے درمیان
ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی احمد شاہ
اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چونکتا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے
اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمھارے ملازم کی خبر کو سچا پاتا ہون۔ بعد اس کے
فوجکو جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا۔ اور جبکہ صبح کھلنے لگی۔ اور کچھہ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون
کی قطارون کو ہر ہر کتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑہتے دیکھا کہ توپخانہ آگے آگے
چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوجکو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے
جواب فوجکے پیچھے رہگیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھہ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین
بہت قریب آگئین تو اونکے گولے مسلمانو نپر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو
شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتے تھے کہ مین
اپنے سپاہیونکی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آگے ملاحظہ فرمایئے کہ وہ تنخواہ
آپ سے بیفائدہ نہین لی گئی۔ یہ کہا کے اوسنے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان
مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلو نپر حملہ آور ہوئے جنکے
قاعدہ دان نہونے سے اونکی دلیری مردانگی سے خود اونہین کو ضرر پہونچا یہانتک کہ قتل عظیم
کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچھے احمد خان بنگش تھا بہاگے ہوئے روہیلے اوسکی
طرف پہنچے کہ احمد خان نے لعن وطعن کرکے اونکو روک لیا اور نواب نے وارثہ شرف خان کو احمد شاہ
کے پاس بطلب مدد بھیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے
مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن
کی بہت فوج ہے۔ اسلئے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت
کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا واہنا بازو کھل گیا تہا۔ جو درانی فوج کے
قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاؤ و بسواس راے نے اوسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس
حملے مین وزیر کا برادرزادہ عطائی خان اوسکی برابر مارا گیا۔ اور درانیون کے پانون اوکھڑنے لگے اور
اپنے گھوڑے سے اوترا اور چند ہمراہی درانیون سمیت اپنی جگہ پر قائم رہا اور مرنیکا ارادہ کیا
وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کھڑے تھے مگر ہوا کے اوڑنے سے کچھہ محسوس نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور اونکی گھوڑونکے
ہنہنانے کو یکایک کم ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لئے آگے کو بھیجا۔ چنانچہ
کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پا پیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو
اونکے بھاگ جانے پر برا بھلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی
نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد
یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر
شجاع الدولہ لڑائی مین شریک اوس کے نہوے[۱] ۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتہا چنانچہ وہ فوج
جو اونہون نے منگائی تھی وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تہام کے لئے عین وقت پر پہونچی
اور اب لڑائی جلد ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تہا یہانتک کہ احمد شاہ
نے اپنے بہگوڑون کو گہیر کر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے
قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور جبھی یہ ہدایت کی کہ ہماری
فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر ٹہیک بہت
راس آئی اسلئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی تھی جہان بہاؤ و بسواس
راے گہوڑون پر سوار کہڑے تھے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تلوارون بلکہ بڑے بڑے
کہانڈون سے لڑتے بہڑتے۔ اور مارتے مرتے تھے۔ مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم
کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دن کے بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کشتونکی پشتون سے
معمور ہو گئی۔ فیروز مندون نے بڑے جوش و خروش سے بہگوڑون کا پیچھا کیا۔ اور اسکی بناپر
اسی باعث ایسا بہاری قتل پڑا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس
بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تہے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور
جو مرہٹے فاتحونکی ایسے بچے رہے وہ دہاتیونکے ہاتھ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون
کے ہاتہ پڑے وہ نہایت بیرحمی سے قتل ہوئے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جہنکو سیندہیا

---

[۱] دیکھو تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر مرات احمدی مین لکہا ہے کہ درانیون کو عنقریب
شکست پہونچنے والی تھی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ
کیا۔ اکثر سردار اسی مرہٹہ لڑائی مین کام آئے ۱۲

کی بڑی ڈھونڈھ بھال کرائی جسکو ایک درانی سردار نے پہچان کہا تہا اور گرفتاری کے اندیشہ سے اوس کو بہگا دیا تہا - ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دارہ گیر مین مقید تہا جس کے حوالے کرنے پر اونکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا - بعد اس کے وزیر اعظم کی سپردگی مین رکہا گیا - جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مرگیا سواس راؤ کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دہڑ پر بہاو کی لاش کا یقین کیا گیا - مقتولون کی کل تعداد دو لاکھ کے قریب بیان کی گئی ہی - بڑے بڑے مرہٹہ سردارون کے سوا کام آئے یا زخمی ہوئے جو تہوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چہوڑ گئے تھی - مہاجی سیندہیا بعد اس کے ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا - عمر بہر کے لئے لنگڑا ہوگیا - اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ سننے کے قابل ہی - تاریخ بہوپال مین لکہا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گہوڑے پر سوار ہو کر بہاگا اور ایک درانی سوار نے اوس کا پیچہا کیا - ساٹھ کوس پر جا کر گہوڑی کہڑی ہوگئی - درانی نے برابر پہنچکر ایک تیر مہاجی کے گہٹنے مین مارا کہ اوس کا گہٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتہیار و لباس وغیرہ چہین کر پہر ساٹھ کوس پہر گیا - اور ناناپہڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پلے سے گہونے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچا لے گیا - اور ملہار راو ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے مقابل تہا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر کرنال کیطرف چلا گیا - کیونکہ اوس سے اور نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہوچکا تہا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راو سے تعرض نہوگا - جیسا کہ فرح بخش وغیرہ مین لکہا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب موافقت قدیم ملہار راو ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دونون موجود ہین - لیکن مخالف فریقون مین ہین - مین اقرار کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمکو کوئی نہ ستانے پائیگا - تم بھی اقرار مجہسے کرو اگر فتح بہاو کی ہو مجہسے کوئی مزاحم نہو - ملہار راو نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکہا ہی کہ جب ملہار راو ہلکر نے بہاو کو یہ مشورہ دیا کہ سنکر کہدوا کر اوس مین قید ہو جانا اور مسلمانونسی صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہی - مناسب یہ ہے کہ تم مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کروزد سے علیحدہ رہکر کہیڑ مجہی اور سیندہیا اور سردارون کو حکم دو کہ شجاع الدولہ اور پٹہانون کے ملک مین جائین اور اوسکو لوٹین شاہ کے لشکر مین رسد نہ آنے دو تو بہتر ہی - ہر طرح تنگ کرین - امرائے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی محافظت کے لئے

چلے جاینگے۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جاینگے۔ آپ کے ہمراہ بڑا لشکر ہی چاروں طرف سی شاہ کو گھیر لوگے ہر طرف سے تنگ کروگے۔ جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جایگا۔ سنکر مین رہنا اپنے آپ کو ضایع کرنا ہے۔ اسمین تو مجبور ہوکر مرنا ہے۔ بہاؤنی جواب دیا تو گندریہ نے سمجھا سمین دخل کیا۔ ملہار راو نے بہاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا۔ اور مرہٹون سے جدا ہوگیا۔ مگر فرح بخش کا بیان اس بارہ مین نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اوس کا مصنف شیو پرشاد اس جنگ مین نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تہا۔ یہ جنگ عظیم ۷۔ جنوری ۱۷۶۱ء مطابق ۵۔ جمادی الاخری ۱۱۷۴ھ بکو بدھ کے دن وقوع ہوئی تھی۔ مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہین ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی اونمین پھیلی۔ اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورتا و باندی غلام بنائے گئے۔ پچاس ہزار گھوڑے۔ دولاکہ بیل اور بہت اراونٹ اور پانسو ہاتھی علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانون کے ہاتھ لگے۔ مرات احمدی مین لکھاہے کہ قریب سات سو کے ہاتھی۔ اور پچیس ہزار گھوڑے۔ اور اسیقدر بہت سے اونٹ اور دوسرا اسامان و اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار مین داخل ہوا جو کئی کرور روپیہ کا مال تھا بیس ہزار مرہٹے جاٹون اور راجپوتون کے ملک مین تن تنہا برہنہ بہیک مانگتے پھرے۔ آخرکار سورجمل جاٹ نے ہرایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کردیا۔ اور دوسرے راجپوت سرداروں نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی مین بیان کیاہے کہ ہزارون گرفتارشدہ مرہٹے قتل کرائے گئے۔ پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جانبخشی کی۔ آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھاہے کہ دایم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش خلعت کے واسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس مین نہ تھی۔ کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوس کو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین احمد خان نے جواب دیا کہ اس کے کاٹ سے تمھارے والد خوب واقف تھے۔ یعنی اوسنے صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی۔ اور بطور تحفہ لیکے اوسکی خوب تعریف کی۔ اور کہاکہ یہ تو مجھے عنایت کیجئے احمد خان نے کہاکہ آپ ہی لے لیجئے۔ نجیب الدولہ نے کہاکہ لونا منت نہین لیتے ہین۔ اس لئے

اونھوں نے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو دونوں ہاتھوں پہ
رکھکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا بجا سے
اور بہت مناسب ہے۔ کیونکہ تم سابق میں میرے باپ کے نوکر تھے۔ مرات احمدی میں لکھا ہے کہ بعد
اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے۔ کچھ دونوں یہاں رہے۔ اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے
کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب یہ دونوں روانہ
ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہاں ٹھیرنے کا معلوم ہوتا ہے
ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو۔ نہیں تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہیں
آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہوں۔ اس عرصے میں غازی الدین خان وزیر کا پیشکار
دلیر سنگھ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا۔ اور اوسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے
عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو۔ وہ سترہ لاکھہ روپیہ کا جواہر
اور نقد نذر کریگا۔ شاہ نے منظور فرمالیا۔ اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ
رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ اور باغ شالامار میں دو مقام کئے۔ پانی پت کی راہ میں مرزا جوان بخت
ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے۔ شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو
لاکھہ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی میں جمع تھا دیا اور نشانات اور نشان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان
عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرلائے
اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کرکے خود آگے کو کوچ کیا۔ دلیر سنگھ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا
یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی ماں زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے
کسی نمک حرامیاں وقوع میں آئی ہیں۔ ہم کو اوس کی وزارت منظور نہیں۔ اگر بادشاہ کو زر
مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا دینگے۔ مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو
غازی الدین خان کے پاس رخصت کر دینا چاہیے تو مجبور ہو کر اوس کا روکنا مناسب نہ سمجھا اور وہ
۲۷ شعبان کو وہاں سے روانہ ہوا۔ اور اشیاے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا دیں۔ اب
غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے
اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونھوں نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی
اپنے ہمراہ لیکر دین پیرور نبیرہ کامبخش بن عالمگیر مشہور کیا۔ مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور
بادشاہ کی ماں زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلئے وہ اُس منصب کو نہ لے سکا - مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین - اور ماثر الامرا وغیرہ مین اسطرح لکھا ہی کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی - اور دونون سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی مین رہین - اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہون مرزا جوان بخت کو اون کا نائب سمجھین اور شجاع الدولہ کو خلعت فاخرہ مع اسپ یراق خاصہ دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا - اور آپ اپنی فتح سے فائدہ اوٹھائے بدون اپنی قلمرو کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہوکر جاجمئو مین چند مقام کئے - اور شکار کھیلکر ماہ رمضان ۱۱۷۴ھ ہجری مین اپنے صوبہ اودہ مین داخل ہوئے - گیان پرکاش مین ہی کہ اس وقت مین نیابت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اُس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی - بینی بہادر ملک کی خبر گیری خوب کرتا تہا رعایا شاد تھی - اور مال دولت سال بسال بڑہنے لگا - خیرات بہت کرتا تھا - برہمنون کی بہت خاطر کرتا تھا - اُس کے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکہکر پیش ہوتی تھی - اور وہ او سیر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکہتا - ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا - مقصدیونکی روزی خوب کہل گئی تھی - اور ہر ایک خوش حال تہا -

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکّہ اپنے ملک مین جاری کیا - اور کسی قدر روپئے و اشرفیان سکّے کی بادشاہ کی خدمت مین بہیجین - اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر - اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرائض لکھے کہ حضور بنگالے سے یہان تشریف لے آئین - بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اونہون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا - اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے معاودت ہوئے - شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ ہجری مین کرمناسا ندی کو کیطرف کوچ کیا اور کمنہ پور علاقہ ریوان متعلقہ بگھیلکہنڈ مین قیام کیا - یہان چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر ثانی رکہا - راجہ جیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

سنہ ۵۷ دیکھو تاریخ بندیلکھنڈ ۱۲

بجالایا اور اپنے دو بھائیون کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو
دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دین۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس آئین اور آپ بھی چند منزل مشایعت
کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[۵۱] بادشاہ نے
الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[۵۲] - وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد ہنوز لکھنؤ مین
توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان[۵۳] سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شاہ عالم
کو لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام روانگی مین اختلاف ہے۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا ہے
کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور بیس دن کے عرصے بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے
اور یہان سے دریاے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کر کے پیشوائی کی۔ تاریخ
۱۷۔ ذیقعدہ[۵۴] سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو ایک پہر اور چار گہڑی دن چڑھے سراے سید راجی اور آب کرم ناسہ
کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے
مشرف ہوئے۔ اونکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دولت آستان بوسی
کے بعد تخت و چتر اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوئے
اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد
برسات فدوی ساتھ چلے گا۔ اور بادشاہت کا بندوبست خاطر خواہ کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے
اونکی عرض کے موافق چہاونی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران بنگہیلہ کو اس خوش فنونی سے بادشاہ
کی رفاقت سے دل برداشتہ کر دیا کہ اون کا قاعدہ تہا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت مین پیش پیش یسار
کہڑے ہوتے تہے۔ وزیر نے اون سے اختلاط کر کے دوستی پیدا کرلی۔ اور بنگشون نے بھی بعد اسکے
بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر گئے۔ بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوئے
تو وہ لوگ سرداران بنگہیلہ بدستور کہڑے ہوتے ہانند تماشا کر رہے تھے۔ وزیر نے

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش ۱۲

۵۲ دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ ۵۳ دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ۱۲ ۵۴ دیکھو
خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو۔ اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور
بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷۔ ذیقعد لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کر جس سے یہ دونوں راجپوت خفیف ہو جائیں - جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونوں خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہوں تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصے ہو کر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار ہیر ہے ملک کو لوٹ گئے - بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی [1] خلاصہ کلام پہنچنے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور نہایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو میں چلتے تھے - اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہ ہوتے - جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہاں سے سبقت کر کے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکی اہتمام میں تین پہر کھڑے رہے - اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۵۰۰ اشرفیاں اس عنایت کے شکریہ میں کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کیں - جب حدود بنارس میں پہونچے تو یہاں آصف الدولہ نے حاضر ہو کر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا - اور ہیرا آشنی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنگ دان بخشا - مرآت آفتاب نما میں اسی طرح لکھا ہے - ماثر الامرا و سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ گنگا پر پل بند ہوا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵ ذیحجہ کو عبور کر کے الہ آباد میں پہنچے - اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما میں جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہیں بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تھے - بہر صورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمو میں داخل ہو کر مقام کیا - چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹوں کی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اوس پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمو میں جا واقع کر کے اوس طرف سے مرہٹوں کے تمام افسروں اور حاکموں کو نکال دیا - اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوئے - موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۷۹ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے - شجاع الدولہ اپنے صوبے کو من راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر شاہ عالم کو ہمراہ لیتے ہوئے - وہاں کے سردار بسواس راو وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہاں بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے - بعد ازاں جھانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا شیدی بشیر نے اس کے سر کرنے میں بہت کوششیں کی ہاتھیاں کو تہ الشمشیر مغلوب ہوئے اور ۵ پانچوین رجب ۱۱۸۰ ہجری کو

[1] دیکھو گیان [illegible] ۱۲

قلعہ مفتوح ہوا۔ سیدی بہان کا قلعدار مقرر ہوا ابہی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہین پایا تہا ا۔ ا۔ رجب کو خلعت ہفت[۱] پارچہ مع چارقب و مالاے مروارید ا ور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲ ماہ مذکور کو غسل خانے[۲] کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اونکی نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہو کہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دوآبہ سے مرہٹون کو نکالنے اور اون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے سے راجہ ہمت بہادر وہان کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ ان اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر مرہٹون کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا اونہون نے اطاعت نکی اور آخرکار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے ہراول پر علام شاہ تہا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بہاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش ہوگئے پٹھان بہی انحراف و اختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکہتا تہا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تہا وہ اونکو بہکاتا تہا۔ مرات التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکہنڈ مین منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس مین ناکامیابی اونکے کا حال لکہا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما مین مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور مین مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکہنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان و ہمت بہادر مامور فرمائی ان دونون سردارون نے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

سنہ ۱۱۷۶ حکومت شجاع الدولہ

---

[۱] دیکہو جام جہان نما ۱۲

[۲] دیکہو مرات آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما مین غسلخانہ کی جگہ دیوان خاص لکہا ہے۔ اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبدالحمید لاہوری نے شاہجہان نامے مین بیان کیا ہے کہ اکبر کے زمانے مین دیوانخانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تہا جس مین اکبر غسل کیا کرتا تہا۔ بادشاہ کے خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر باریاب تہے۔ اور ضروری باتین بادشاہ کے گوش گذار کرتے تہے کچہ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسل خانہ ہوگیا بالمناسبت اس وجہ سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تہا۔ شاہ جہان نے اپنے دور حکومت مین اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکہا۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا۔ راجہ گمان سنگھ بادشاہ الدنے اپنے آپکو مقابلہ فوج نواب وزیر کمزور
سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی - چنانچہ بہت سے بندیلے
بالاتفاق مقابل کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ فوج مخالف پسپا و مغلوب ہو گئی - دور تک تعاقب
کر کے بہت آدمی قتل کئے - اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول
و مجروح ہوئے اور دونون سردار گہوڑون سمیت جمنا مین کود کر اپنی جان گرداب بلا سے کنارعافیت
پر بسلامت لے گئے -

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا - اور سرداران روہیلکہنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالآخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جہانسی سے نسبت الہ آباد واپس آتے وقت سنہ ۱۱۷۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۶۲ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر
فوجکشی کرین اور خود بھی ساتھ ہوتے - کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوجکشی کے تین وجوہ تھے
وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی - یعنی ایک اخبار نویس نے روزنامہ
حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتہیون کی
لڑائی دیکھتا ہے - گلال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع
الدولہ نے یہ حال سنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کہایا اور یہ حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور
کر دیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط تخت پر قدم رکہنا باقی ہے - بادشاہ
کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے
کو مستعد ہو گئے - دوسری وجہ جو غالبا اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بعد مقتل بیان ملک دوآبہ جو مرہٹون نے پانی پت
کی شکست کے بعد خالی کیا جاتا تہا یعنی واقع تہا مرہٹے ملک دوآبہ سے نکلگئے تہے اور نواب احمد خان نے کل

برگنات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کرلئے اور شاید کچھ نا پڑھی جنپر اوسکو
کچھ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اُسقدر ملک پر
قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر موقومہ ۱۷۵۲ع کے تفویض ہوا ہے اور کل
باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے ۔ ریاست فرخ آباد کے
۳۳ محال مین سے سارھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونھون نے
پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ع مین ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور سارھے سولہ
محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تانبے کے
پتر پر تحریر ہوئی تھی ۔ اور ایک نے دوسرے کو دی تھی ۔ پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان
چھوڑکر جمنا پار ہوکر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور نربدا کے
جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان
مرہٹون کے قبضے مین آگیا تھا ۔ ۱۱۸۳ ہجری مطابق ۱۷۶۹ع سے ۱۷۷۳ع تک شجاع الدولہ
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے انکے مقامات کو بالکل صاف کردیا اور بوندیلکھنڈ مین جہانسی
تک بڑھگئے ۔ اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین
تھے لے لئے اور شکوہ آباد اور کرہ اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپوند اور مین پوری پر روہیلون نے
احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کرلیا تھا ۔ تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ
ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤگر گوسائین کو پناہ دی تھی ۔ امراؤگر ۱۱۷۶ ہجری مین نواب
شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنؤ سے بھگا لایا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد
مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا ۔ اور فخرالدین خان بخشی
کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی ۔ نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی
کہ اسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپکے پاس اسقدر
روپیہ بھی نہین ہے ۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا
یہ مجھ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤگر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان صاحب
کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیجدیا ۔ امراؤگر کے بھائی ہمت بہادر نے
امراؤگر کو شکایت لکھی کہ تمنے اس ملک کو چھوڑکر جسنے تمھاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار
کی جو تمھاری فوج کو تنخواہ بھی نہین دیسکتا ہی ۔ امراؤگر نے جواب دیا کہ طرف شجاع الدولہ کو بیغرض

مینے یہاں چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے
نکلا تو مین اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگونگا۔ بہت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف
میان عیسی کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کردیا۔ شجاع الدولہ نے ایک خط
غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور
اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اُٹھے گا نواب احمد خان نے
جواب لکھا کہ مین سواے خداے کریم کے کسی سے نہین ڈرتا جو کچھ آپ کے دل مین ہو کیجیے مینے
امراو گر کو خط بھیجکر نہین بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے
اس جواب پر بہت کچھ رنج کیا۔ مگر چند مہینے تک اوس کا کچھ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے
امرا نے امراو گر سے کہا کہ تمھارا یہان سے چلا جانا مناسب ہی کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی
تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراو گر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراو گر نے اونکی بات مانکر
وہان سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تم کو
میرے ملک سے نہین نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پانو مین
کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراو گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل
گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ
فرخ آباد مین فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جابجا پرگنات پر متعین ہی۔ اونھون نے
مشہور کیا کہ مین ملک گیری پر جاتا ہون یعنی جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہین دیا ہے
اُنسے وصول کرنے جاتا ہون کچھ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور راستے مین ریاست فرخ آباد
کے قصبہ موتی نگر کو جو دریاے جمنا پر ہے لوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل
کی سرا مین قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ مغل آباد سو آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے
پرگنہ ٹھٹھور سے[1] مین تانا مو گہاٹ تک پہنچے لشکر تو اودھر گنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کے علاقے مین
تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ کلن پور مین ایک بنگلا وریا مین مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تھا
اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا۔ جو مواضعات کلن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے
گئے۔ اخبار نویسون نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہی
جب شجاع الدولہ کلن پور پہونچے اور احمد خان نے دریافت کیا کہ یہان سے فرخ آباد تک

[1] ضلع کانپور مین ہے۔ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہی ۱۲

پہنچنے میں کتنا عرصہ لگیگا تب اس کا حال کہلا۔ محمدی کا راجہ گنگا سنگہ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا اوسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد کو فقیر کا بہیس کروایا اور خط اوس کے جوتے میں رکہنا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال میں ہو اسکو یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدہی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور مشرف خان داروغہ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پاؤں داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا بخشی بعجلت تمام طلب ہوئے اونہوں نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررین کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد میں آکر حاضر ہوں۔ اور بریلی[۵۰] اور بدایون[۵۱] اور بسولی[۵۲] اور اوجہانی[۵۳] اور اترجہنڈی[۵۴] اور آنولہ[۵۵] اور رامپور[۵۶] اور مئو[۵۷] اور شمس آباد[۵۸] اور عطائی پور[۵۹] اور تلہر[۶۰] اور شاہجہانپور[۶۱] کے پٹھانوں سے بہی مدد طلب کی۔ اوسوقت حافظ رحمت خان والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ مہرآباد میں جو اب ضلع شاہجہانپور میں ہے مقیم تہے نواب احمد خان نے

---

۵۰ بریلی حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ ۵۱ فتح خان خانسامان نواب علی محمد خان کے ایک امیر بدایون میں رہتے تھے ۱۲ ۵۲ بسولی روہیلکھنڈ میں واقع ہی ابتدا میں ایک گاؤن تہا۔ نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا۔ دوندے خان علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار تھے ۱۲ ۵۳ اوجہانی ضلع بدایون میں واقع ہے۔ یہان نواب عبداللہ خان ولد نواب علی محمد خان روہیلہ رہتے تھے ۱۲ ۵۴ اوترجہنڈی مین کہ آنولہ سے مشرق کی طرف دو تین کوس پر ہی۔ نواب سعداللہ خان رہتے تھے ۱۲

۵۵ آنولہ نواب علی محمد خان کی دارالحکومت تہا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے ۱۲
۵۶ رامپور نواب فیض اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ ۵۷ مئو کو زین خان پسر ملالہ ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہی۔ ۵۸ شمس آباد ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲
۵۹ عطائی پور پرگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ ۶۰ تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہی ۱۲
۶۱ شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان قنوج اور کالپی کے جاگیرداروں نے ۱۶۴۷ء مین شاہجہان سی اجازت لیکر اسکے نام پر آباد کیا تہا۔ ۱۲

اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو مرسے اور دوندی خان کے علاقے کو جو میان دوآب مین واقع ہے یعنی آنولہ
وشکوہ آباد و بھوپند کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہی۔ احمد خان کو مدد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہو گئے اونہون نے
جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہی۔ اور اسی واسطے حدود پر مقیم ہون سب طرح سے شرکت
کے واسطے حاضر ہون۔ مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے۔ اگر روپیہ ملے تو مین نواب سعد اللہ خان
دوندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روہیلہ کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہو سکے گا تو مین فوج سے
تو حاضر ہون۔ جب بخشی نے پہونچکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے
ہاتھ دو لاکھ روپئے بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان
وغیرہ آجاینگے تب اور بھی روپیہ دیا جاویگا۔ جسوقت یہ روپیہ پہنچا۔ اوسوقت حافظ رحمت خان نے
نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اُس طرف روانہ ہون اور اپنے نائب
معتمد آنولہ شیخ کبیر کو بھی لکھہ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خدا گنج کے پیچھے
مقام کرے۔ ان دنون نواب سعد اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی۔ سل کے عارضہ
مین مدت سے علیل تھے۔ خود تو نہ گئے۔ مگر نواب فیض اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان
کو بھیجا۔ آبرو صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہی۔ بخشی فخر الدولہ نے
حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہو کر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا۔ اس کے بعد
نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ آکر مدد دیجیے
وزیر مذکور اس وقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا
اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے
کیون نہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہیے کہ سابق مین تمنے حق ہمسائگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ
کے شریک نہوتے۔ لہذا مناسب تو یہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جا کر مدد کرو ہمکو تمہاری
مدد کی چندان ضرورت نہین ہی۔ اگر خدا چاہے گا تو مین شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا
جیسی صفدر جنگ کی تھی۔ جب خواجہ خان ڈیگ کو پہنچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے
فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہی
راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہہ دیا

دیکھو فرح بخش ۱۲

راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہے مگر ضعف ماسبق اب مین بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار
سوار جسیت و چالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون - اگر شجاع الدولہ
آگے بڑھے تو وہ کوچ در کوچ چلکر احمد خان کے شریک ہو جاوین - علاوہ ازین مین چند ہزار سوار
عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرونگا یہ سب روانہ ہوے - جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان
اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ حیات باغ مین لے گیا - بجواب پروانجات احمد خان فوجین
دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین - اور سمت انوانان شاہجہانپور و شاہ آباد ضلع
ہردوئی وغیرہ کی کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی تھی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کا
خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا - ذوالفقار گڑھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا
اور ملا سردار خان اور دوسرے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ فوج کے اوس کے ذریعہ
سے اوتر آئے - توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا - بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار
بگار ندی کے کنارے پر پہونچایا - اس مقام پر کل چیزے جو صفدر جنگ اور نول راے کی لوٹ سے
ہاتھ مین آئے تھے نکالے گئے - تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام متعاونین کی فوج ساتھ لیکر
کوچ کیا - ایک رات بعد ٹھہرا اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا -
روشن خان و امراو گر کو یہ حکم ملا کہ پانچ ہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج
کے نیچے شیخ کبیر کے جا کر شریک ہون - تھوڑے سے ہی عرصے مین شجاع الدولہ لکھنؤ
مین پہنچے - اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھیرا - یہ محض
اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تھا - جس پر حال مین نواب احمد خان نے
قبضہ کر لیا تھا - نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور
[1] ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا - خواجہ سرا نے

---

[1] آروِن صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بھی
لکھا ہے - حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کر چکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ
نہ تھا - اور اوسکی نسبت لکھتے ہین یہ شخص ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار
تھا - فرخ آباد مین رہتا تھا - تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ تھا وہ فرخ آباد مین قبل ۱۷۵۰ء
کے فوت ہوا - اوس کا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اوس کو بہت کچھ ملتا تھا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکھا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکھتے تھے اور اون کی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سردارونکی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سلسلے سالارجنگ کو مدارج گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بھیجدیا سالارجنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالارجنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاون روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالارجنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجھہ گئے کہ سالارجنگ کو قید کرلیا ہے۔ عمادالملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھہ بھیجین دیکھین کیا جواب آتا ہے جیسا کچھہ جواب دین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہو۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور رہا تھی

بقیہ حاشیہ صہ ۴۰ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرون گا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپئے تین لاکھہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹھہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاونگا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخرالامر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصرخان ۱۷۵۱ء کے قبل مرچکا تھا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدرجنگ نے انتقال کیا ہے۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصرخان ۱۷۵۰ء مین صفدرجنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات کا جواب طلب فرمایا جائے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑکر جنگل کو بھاگ جائین اور وہان جا کر رہین تو اس مین کسکا قصور ہی ۔ گلال بائی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے ۔ یہان چونکہ قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین ۔ لہذا چند لکڑیان کہڑی کرلی ہین وہان اونکو قطار سے کہڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکہلایا جاتا ہے ۔ اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تہا ۔ اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تہا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نتہا مگر مجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھے ۔ اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکہتا ہی نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تہا اب اسقدر رتبہ پاتا ہے کہ دعوے ہمسری کا رکہتا ہے ۔ اور چونکہ کوئی اُسسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکہتا ہے ۔ اس عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اونہون نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازان اوس نے التفات چاہا تہا کہ شہنشاہ خود امور مذکورہ بالا پر توجہ مبذول فرمائین ۔ اور تہوڑی دور اس مقام سے کسیطرف نہضت فرمائین تاکہ ہم تینون صاحب میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے طالع غلامان حضور سے شرف اندوز ہو ۔ یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی ایک سو آدمی اوسکی جلو مین جانے کے لئے متعین کئے گئے تہے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کردی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین بار یاب ہوا منشی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑہکر سنائی ۔ سنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دیا جائے خاموشی بہتر جواب ہی ۔ مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا ۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو بلا اجازت وہان سے چلا آیا ۔ اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا ۔ دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا ۔ عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑہنا چاہئے اوسوقت یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ نبی گنج مین آپہونچے ہین ۔ نبی گنج چہوٹا سا قصبہ پرگنہ بہوجپور میں فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ نجیب الدولہ جو

دہلی مین تھے براہ سکیٹ تلک دوآب کی طرف برسم یلغار کھیتی کو جلاتے اور مواضعات کو سمار
کرتے ہوتے بڑہے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے بگڑی بدل بہائی تہی نواب احمد خان نے اثنائی مہمان
کہانے کے ایک سو پچیس کہار و نیز ہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار و گلشیر خان سہندئے والے کے بہیجی
اور پیام دیا کہ طعام نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے ۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لئے ہے
کیونکہ بہائی بہائیوں مین تکلف نہین ہوا کرتا ہی ۔ نجیب الدولہ نے غصے ہو کر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹھاؤ
اور اوس پر اپنی نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام بہنی گنج مین چھ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب الدولہ
کی نوکری چھوڑ دی ۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دئے ۔ اور روزانہ
کہانا مقرر کر دیا ۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کر کے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین
شیخ کبیر و راجہ امراؤ گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے ۔ نجیب الدولہ نے
شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون ۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات
شمشیر بدست ملاقات ہوگی ۔ تم شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو ۔ اب مجھسے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو ۔ دوسرے
روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کئے ہوئے وہان سے روانہ ہوئے ۔ اور قنوج مین پہونچے ۔ شجاع الدولہ
نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لے گئے ۔ اور تدابیر کے دفتر کہلے ۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا
کہ افسوس ہی کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا ۔ اور اوس نے فوج جمع کر لی اور کہنے لگے
کہ اگر لڑائی ہمین جاری کی تو بہ مقابلہ مین میدان مین آونگا ۔ مگر مجھے اندیشہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سی
دل سے نہ لڑینگے ۔ اور بالفرض لڑائی شروع بہی کر دی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہی قوم و مذہب
کے تخالف کی وجہ سی جو آپ مین اور اون مین موجود ہی دیدہ و دانستہ قصور کرینگے ۔ اگر آپ کی
مرضی ہو تو سرداران روہیلکہنڈ کو لعنت ملامت کر کے راہ راست پر لے آؤن اور اس شرط پر کہ
امراؤ گر کو فرخ آباد سے رخصت کر دیا جائے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جائی
احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کر لیا ۔ دو تین روز کی بعد نجیب الدولہ
فرخ آباد کی طرف بڑہے ۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا ۔ مین
تمہاری کچھ مدارات کرنے والا ہون ۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون
مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون ۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس
صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چھوڑ کر آگے بڑہے
اور کالی ندی اوتر کر اپنے خیمے کہڑے کرائے ۔ دوسرے روز پہر روانہ ہوئے ۔ جب

وہ نجم الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اونہون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکہا اور اوسکی تمام فوج صف باندہے ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو جہلکتے ہوے گذر گئی - اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج مین خود اونکی فوج کی نسبت نامدہ سردار فیل نشین تھے - نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوسکا جواب دیا بڑہکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوئے - اور نواب سعد اللہ خان اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تو تم پٹہان کے برخلاف تمنے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکر تال مین مجہپر حملہ کیا تہا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال مین میری مدد کی تہی - پہر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتہہ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون قید کرلیا ہے - نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا - بعض کہتے ہین کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بہی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تہی - مگر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتہہ نہ چہوڑونگا - آخر تصفیہ اسپر ہوا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہئے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤگر کو اپنے یہان سے علحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتہہ شجاع الدولہ کے پاس لیجائین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا - جب حافظ صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اونہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی - نواب نے پوچہا کہ یہ مبارکباد کیسی ہے - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریون سے شجاع الدولہ نے خود کہلا کر نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کی غرض سے بہیجا ہے - احمد خان کے پاس صلح کی غرض سے بہیجا ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچہہ تمہاری راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون - مگر اسبابمین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکہکر بالکل بہ صلح ہوئے ہین - یہ خیال رکہنا چاہئے کہ جب کبہی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی بات نہین - حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو جیسی

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی اوس وقت مین بھی ممکن ہے ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی
تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمہاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی ۔ اب معاملہ صلح کا
یون طے ہوا کہ جو کچھہ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو
کسی حال مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور یہان کی حدود سے چلے جائین
نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود جاکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو ۔ حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اوس کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ
نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے
کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین ۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہی
خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا ۔ اور اوس سے اجازت حاصل کرونگا ۔ احمد خان نے کچھہ
تعرض نہ کیا ۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار جنگ کو
اپنے ساتھ لیتے گئے ۔ اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے پہر شجاع الدولہ کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور
بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے ۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت
چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے
روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت
ہو گئے یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی ۔ لیکن فرح بخش کے مولف
کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بداہون سے آگے نہین بڑہے تھے
اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی ۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت وخون ہوے طرفین نہین رہ سکتے کے تو صلح کرانے کے
لیے خود سوار ہوکر روانہ ہوے ۔ آنولے سے چلکر بداہون پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
بداہون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجاے
اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی صلاح سے باہر نہین ہون
مگر دوندے خانکو پہلے یہان بہیجدینا چاہیے ۔ نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیتر مول کو بھی دوندے خان
کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹادین - دوندی خان
انکی تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ کو ساتھ لیکر دریاے گنگ کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع
الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا دوندے
خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی
طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی - بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے
حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا - اور یہ کہدیا
کہ جسقدر تھانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اوٹھ گئی ہین
وہ بٹھادئے جاین عنایت خان ملک کے تھانے بٹھاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنو
کرتا
کو گیا اور وہانسے واپس ہوا -

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون پر چڑھائی

سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا - اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان
کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا - جب اسنے
اپنے سردارون سے اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور
رویہ سے واقف تھا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اودھر جانے سے بلکہ خود بدولت
مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہئے اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجئے کہ فوج منتخب کرکے
انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دون عالی جاہ نے آب وہوائے
رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا - مرزا نجف خان نے کہا
کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجئے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجئے
عالی جاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورے
پر بھی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا - ایکدن صبحکو ڈیڑھ لاکھ
روپیے نقد اور پانچ ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی نتھا
دیکر رخصت کیا - اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرمناسہ پر منزل
گزین ہوا - شجاع الدولہ اون دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تھے کہ میر
قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بھیجا اوسنے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا اسمٰعیل سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچہ مال دیکر وسیلہ مستحکم کر کے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے بہیجنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور استمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تہا چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ الہ آباد مین بندوبست ملک ہند کے انتظام مین مصروف تہے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب اودہ ہی کو روانہ ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تہا شجاع الدولہ دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیگئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون کو آراستہ کر کے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمایدہ بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تہے۔ جب وزیر پہنچے تو لب دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجا کر آپ کا سلام بادشاہ سے کرا دونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی اکیس کشتیان اور بہت ساجواہر اور ہاتھی بطور تحفہ کے دیئے۔ پہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹہایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہو کر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونہون نے بھی سلیہ ملازمون کو حکم دیا تہا کہ بانات کی لباس پہن کر دو رویہ بندوقین ہاتھہ مین لیکر دستہ دستہ سر دروازہ سے لیکر جہان تک گنجایش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تہے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھہ پکڑ کر اپنی مسند پر برابر بٹہایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کرونگا وزیر کو توقع تہی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانہ سے وہ خود قابض بنگالے ہو جاینگے[1]

چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکھون روپے کی قیمت رکہتی تہی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی مان بنایا شجاع الدولہ

[1] دیکہو علیدہ عہدنامجات مین عہد نامہ دہلی۔ ۱۲

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تھا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی چنانچہ
راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منظر حصول مراد تھی مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے۔ اس سے زیادہ عرصہ تک
اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالی جاہ کو بنگالے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا
تھا کہ انگریزوں کو قدم جما لینے کی فرصت نہ ملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے اودھر جلد کوچ کرنے
کی خواہش کی تو اونہوں نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار ہے
تو مجھے فرماسے مین جاکر بندیلوں کو مسخر کر لونگا وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالی جاہ جبکہ
ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعددان ہمراہ تھی جس
بہادر سے پیشتر پہنچکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلوں
نے عالی جاہ کی فوجکی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے زرداجبی کے ادا کرنے پر
راضی ہوتے اور مرزا نجف خاں کے ذریعہ سے جو کرمناسہ کے مقام سے رخصت ہو کر راجہ بوندیلہ
کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہو گیا۔ اور وصول زرخراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ
اس مہم سے فرصت پا کر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنوں انگریزوں نے قاسم علیخاں صوبہ دار بنگالہ
کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہمارے پاس
آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بھیجیں جب
کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خاں کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان
رحمت مین مذکور ہے اور بقول مولف سیر المتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی
روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تنقیح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکھا ہے
کہ چونکہ عنایت خاں دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادونکے ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ
کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد مین تھے
جب عنایت خاں الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا
اور خود بھی سوار ہو کر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے
روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیوں کا
اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسروں کی بے خبری
اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تہا۔ کوئی کسی کا خبر گیر نتہا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا
بلکہ جان سے بہی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹہان نے گاے فوج کی اور اوسکو
اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تہا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹہان پر حلہ کیا اوسکا
گہوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹہان مدد کو پہونچ گئے اور اوس پٹہان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے
اپنی فوج کے ناگونکو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹہانون
پر گذر ہوا جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوے لوٹ رہے تہے پٹہان اون ناگونکے قتل پر تل گئے
ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہوکر بہاگ نکلے۔ اس موقع پر اڑہائی سو ناگے کام آئے
پٹہانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہی۔ اور اخبار حسن مین
کہا ہے کہ پچاس پٹہان مارے گئے تہے اور بارہ مجروح ہوے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بہنی بہادر
کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تہا تو وہ اوسی وقت سوار ہوکر عنایت خان کے ڈیرے
پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ مہنت[1] گر کو جو گوسائیون اور ناگونکا
سردار تہا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پہ گئے اور صفائی کرادی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ
سے ناگے پٹہانونکے لشکر سے ایک منزل پیچہے رہین۔ ناگا گوسائیون کا فرقہ ہی جو برہنہ رہتے ہین
یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگا[2] کہتے ہین اور اپنی جانون کو فقراے ہنود مین
شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی
کے لئے جمع تہے۔ ماہ رمضان ۱۱۷۸ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم
عالی جاہ بنارس مین داخل ہوتے۔ اس مقام مین راجہ بلونت سنگہہ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے
پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگہہ نے کبہی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی
مگر زر خراج ہمیشہ بہیجتا رہتا تہا۔ اب اوسکی استدعا ہی کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرادین
عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تہے کہ راجہ بنارس
میرے دربار مین حاضر ہو اسلئے اونہون نے بخوبی اطمینان کردیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی
بلونت سنگہہ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی
ہوا تہا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا یہ شخص بڑا مالدار تہا۔ لوگ اوسکی دولت کو گرد و نواح میں

---

[1] گل رحمت میں [illegible] ۱۲

سپاہ وزر پاتے تھے - یہ بہی دو تین ہزار سوار یا پیادون کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص
ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تہا - مگر جس وقت سرکار وزیر سے خود اوسکی طلبی ہوتی تو کہتا تہا
کہ حضرت عالی خدا کی پناہ مین - جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا - وجہ اس کی یہ تھی
کہ پرتہی پت زمیندار پرتاب گڈہ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تہا بنارس مین بلدہ رام نگر کی بنیاد
اسی بلونت سنگھہ نے قایم کی ہے - اور قلعہ بجے گڑہ مین جو نہایت دشوار گذار پہاڑ پر تہا اپنا خزانہ
رکہتا تہا - میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکہہ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر گنگا سے
پار اوترین گے اوس وقت تک کہ ممالک شرقیہ پر قبضہ پاؤن گا دون گا - اب انگریزون
اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہو رہے تہے اون سے معلوم ہوتا
تہا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جاوے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم
ہو جاوے گا - مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنک کو
حکم ہوا کہ کرمناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے - مگر اسوقت
کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تہا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچہہ اعتبار نہ تہا اون مین بغاوت کی
بو آتی تھی - اون مین سے سپاہی بہاگ بہاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تہے - اس آتش بغاوت
کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تہا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت
اور ملازمت مین تہا - میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے اون سے وعدہ انعام کیا تہا
اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا - اسپر موشیر لاک کا کچہہ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا
وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا - اور وزیر کے پاس پہونچکر
اون کا نوکر ہو گیا - انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بہی
لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکہانے کا انعام مانگا کچہہ روپیہ انعام اونکو دیا
گیا اس سے کچہہ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی - غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری
طرف غلے کی قلت تھی - میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی - یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تہین
کہ انگریزون نے آگے بڑہکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چہوڑ دیا - اور لشکر اسکے بڑہکر
پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا - تینون لشکر یعنی بادشاہ
اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے مقصد حاضر ہوا کرتے تہے
شیخ کے مونہہ کے کلام سے انگریزونکی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی - وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوجین

نہ انتظام تہا اور نہ قواعد دان تھا کبھی شیخ کہتے تھے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا
منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ آئینگے - بہرحال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندہکر عبور کیا اور
تہوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تہا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری
جگہہ حرکت کررہا تہا جو کچہہ دار السلطنت شاہ جہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ
تہا میسر تہا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تہا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے
اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر کہڑے
ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہے - اگر وہ سو ہزار ہون تو پچاس ہزار اون کے مقابلے
مین عہدہ برا نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے چنیا ولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب نے
بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد سرداران جانفشان منتخب
ہمراہ لیجئے اور عورتون کو مع بہیر اور بنگاہ کے اس جگہہ چہوڑئے باقی فوج سے گذر کر پیشتر اسکے
کہ حضور کی شہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گمبیر اکر بکسر سے جاتی ہے دہاوا کرنا چاہئے
اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہئے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی
فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اونکو تباہ کرنا چاہئے - اور پسماندہ اسباب جلاکے اونٹون اور
باربرداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام رہروان کا تعاقب کرنا چاہئے - اور رات کو ایسی جگہ مقام
کرنا چاہئے جہان شبخون کا اندیشہ ہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پہنچ گئے جائے - اگر اس رہرو ہی مین
انکا خاتمہ ہوا بہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے - بلکہ شہر ام پہنچکر مع زبردست فوج کے
مقام کیجئے اور کچہہ فوج کو نہایت لایق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ
کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اوس کو مامور کیجئے اور ہر ضلع کے لئے حکام لایق اور ایماندار
مقرر کرکے اونکو وہان بہیجئے اور اونکو تاکید کردیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ
پہنچے اور محالات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتھہ کرین تاکہ زمینداران اور رعایا کی
تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل ودخل کرلینا چاہئے
اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بہیجکر اوسی طرح اودہر بھی حاکم مقرر کرنا چاہئے اور یہ دونون
فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئے
اور جسطرف سے ملاح لئے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور عظیم آباد
کے قلعہ مین داخل ہونے نہ پائے اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی - اور

بجز کلکتہ کو بہاگ گئے اور قلعہ عظیم آباد چہوڑ دینگے دوسری تدبیر نہ کر سکینگے - بعد ازان
جو کچہہ مناسب ہو عمل فرمائیگا - وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تہی پسند
نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچہہ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ
ابدالی کی لڑائی دیکھی تہی اپنے آپ کو اوسکا مقلد دل مین سمجہتے تہے اور جواب دیتے تہے کہ جنگ کو
میری راے اور سلیقے پر چہوڑنا چاہیئے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی تجاری کی اوسوقت مین شہرت
بہی بہت تہی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالیجاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوشوقت
منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکی لشکر کے غارت گر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس
تک آبادی کا نشان باقی نہ رکہتے تہے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بیچارے حیقدر وزیر
اور بادشاہ کے درود سے خوش تہے اوسی قدر عاجز ہوکر انگریزونکی فتح کے لئے دعائین کرنے لگے -
کیونکہ انگریزون کے ہاتھہ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تہا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تہا -
سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ جب یہ لشکر کرائت مین دریاے سون کے کنارے پہونچا بندہ
چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تہا جو پالکی مین سوار ہوکر دو تین خدمتگار اور
اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق
کو مع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چہوڑ کر آپ آگے کو بڑہ گیا - موضع شیخ پورہ مین جہانکے
رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گانون کو خالی کرکے بہاگ گئے تہے پہنچا
اتنے مین نظر آیا گہوڑونکا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہانسے آئے آدمی کیونکر یکبارگی مع
اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین - خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تہا کہ
گرد و غبار اور اوس مین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی - بعد اسکے دیکہا کہ ہزارون
اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچہے چلے آتے
ہین بندہ سے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلئے
دلمین یہ قرار دیا کہ ابہی دوری شاید کبہی نہ دیکہا ہوگا - کنارہ دریا سے اوترکر نیچے کی طرف
سے ریگ سون مین ہوکر اپنے ملک کو جانا چاہیے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ پرانے نوکر تہے اونکے
جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکہا ہے - اونہون نے بہی ہمین ضرور دیکہا ہوگا اگر حرکت
کو ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے - پس شایستہ ہے کہ انکے درمیان مین دلیری کے
ساتہہ جائیے - بندہ نے سمجہا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

بھیجکے ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گھوڑے پر رکھکر میری طرف پھیر کر جانا چاہا اور کہا تو کون ہی اور کہاں جاتا ہی۔ بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے وزیرالممالک نے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو داں قلعہ رہتاس مین رہتا ہے بھیجا ہے۔ وہان کو جاتا ہوں۔ اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہی مینے جواب دیا کہ میرا رفیق ہی اور میری باربرداری پیچھے آتی ہی۔ یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے کچھہ تعرض نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک دستہ ملا۔ مگر اوس نے کچھہ چھیڑ چھاڑ نہ کی چارونطرف گانوؤن مین آگ لگی ہوئی اور دھوان چھایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل راہ طے کر کے موضع مہوان مین پہنچے تو گانوؤن کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اُنسے دریافت کیا کہ آگے بھی لشکر کا مقدمہ پڑا ہے جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین۔ اور گانوؤن کو لوٹ مار کر جلا دیا ہی اور تمام مویشی اور سامان لیگئے ہین۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہنچا دو کل وہ یہان سے بھی آگے کو جاینگے تھوڑی دیر وہان ٹھیرکر آگے روانہ ہوے۔ انگریزون اور میر جعفر نے عظیم آباد مین پہونچکر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑہایا مگر اپنی فوج کو مد مقابل نہ سمجھکر قلعہ مین واپس آئے۔ اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑہا دین اور خود بچا پہاڑی کی سد پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تھی ٹھیرے اور یہان مورچے بنائے اور ایک توپ بھی بچا پہاڑی کے ٹیلے پر چڑہائی اور میر جعفر کو مع ہمراہیان ہندوستانی کے سد مذکور پر شہر سے جنوب رویہ جگہہ دی اور اپنی چند کمپنیان تلنگونکی اوسکی محافظت پر چھوڑین گویا میر جعفر خان انگریزونکی مدد پر مقیم تھا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے دریا کو پن کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدہا راستہ چھوڑکر پہلواری مین جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہے پڑاو ڈالا اس مقام مین کثرت سے کنوین تھے۔ مگر پھر بھی پانی کی قلت تھی اسلئے اور بھی کنوین بنوائے ایک روز پہلواری مین آرام کر کے دوسرے روز جنگ کے واسطے مع عالی جاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اونکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکنا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی مین توقف کرنا

۳ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۰ - ذی قعدہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کی مانند بیحساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس جنگ مین اونہون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور انوپ گیر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[1] وامراو گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بمیان عیسی اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول مین متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میمونی اور کراچی بیگخان وکریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ ۰ اران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کہڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدہے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمینا ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی فوج جمائے اوسکے ساتھ پانچ پلٹنین شمرو کی ماتحتی مین مع توپونکے انگریزی وضع پر جماق وار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھہ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج بچا پہاڑی کے مقابل جدہر جعفر خان کا مورچہ واقع تھا اوس سے ایک گولے کے ٹپے پر کہڑی ہوئی تھی - اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچہے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑہنے لگے - شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے باغ کے برابر نمایان ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور شمرو مع فوج کے عبارت کر کے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی - انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تہا - اور تلنگے زخمی ہوئے - اور کبہی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذر کر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تہا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بہیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا - ظہر کے وقت گوشائیون نے حملہ کیا - مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑہنے دیا

---

[1] بعض تاریخون مین اسکا یہان نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گہڑی کے بعد عنایت خان نے دہاوا کیا۔ انگریزون نے بندوقون کی باڑہین مارکر توپون سے گراپ مارے۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا۔ پھر تین گہڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے حملہ کیا۔ اور جلاوت دکہائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہنچکر اونمین اضطراب ڈالدیا۔ تہوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتہہ آگئے جن کے ڈہول اور طنبور چہین لئے۔ مگر اوہنون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑہین مارتے رہے جس کی تاب فوج وزیر کو نہوتی۔ اور سب کا منہ پہر گیا۔ لیکن بلونت سنگھہ اور بینی بہادر اپنی جگہون پر قایم رہے۔ شیخ دین محمد پسر تتباے شیخ مجاہد اوراوس کا بیٹا محمد شاہ مارے گئے۔ اور ابتک بچہوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی۔ اور اوس کے جہونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنا تا بندہا۔ اوسوقت سب نے دیکہا کہ تیسری باڑہ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑہالای وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بہیجکر اوس کے تساہل اور عدم پورسش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکہنے کا وقت نہین ہے۔ کل تدارک مافات کیا جائے گا۔* گل رحمت مین لکہا ہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہنچکر ایک نشیب مین گہوڑے سے اوتر گیا تہا اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تہا۔ جبکہ انگریزی توپونکی آتشباری سے نالگون کا منہ پہر گیا۔ تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑہنے کو نہوئی۔ عنایت خان نے کئی بار کہلا بہیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اودہر سے مین حملہ کرون۔ اور شجاع الدولہ نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن سواران مغلیہ نے دہاوا نہ کیا۔ بلکہ بہلواڑی کی طرف جہان کمپ قایم تہا بہاگنے لگے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکہکر کہا کہ میری راے مین بہلواڑی کو چلنا چاہئے۔ عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گہڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا۔ اور کئی بھاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چہوٹ گئی تہین وہ اپنے ساتہہ بہلواڑی کو لے گیا۔ اودہر عالی جاہ نے شمرو کو

---

* دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا - شجاع الدولہ اوس سے پیشتر پہنچ گئے تہے - عالی جاہ نے نصف
راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہو گئی - انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے نکلا
جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ ادہر ٹہرا ہے چونکہ انگریزون کو اوس سے سخت عداوت تھی ایک
باڑھ ماری جو سست لوگ پیچہے رہگئے تہے اس جسارت کو دیکہکر بہاگ نکلے - دوسرے روز
صبح کو پہر وزیر کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی لیکن ظہور مین نہ آیا - بعد دو روز کے یہ خبر اوڑی کہ
وزیر کے دنبل نکل آیا ہے - اور بعض کہتے تہے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت
دنبل کے نام سے کردی - شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریاے
پن پن کے پاس کمپ قایم کیا - ہر روز تازہ خبرین اوڑا کرتی ہتین کبہی یہ خبر مشہور ہوتی کہ میر
جعفر خان کے مورچونکی طرف یورش ہوگی کبہی شہر کے شرقی طرف سے دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی
تہی اور وزیر چند سوارونکے ہمراہ پرانے قاعدے کے مطابق شہر کے مورچون مین گشت کرتے تہے -

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا نوکر تہا لیکن اوس سے
علحدہ ہوکر انگریزون سے متفق ہوگیا تہا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گہومتے
تہے اور چند پہرے تلنگون کے بھی ہمراہ تہے - وزیر اسوقت نہایت بیخبری سے تہوڑے سے آدمیون
کے ساتھ جنگل مین پہر رہے تہے - انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوگیا - اور طرفین سے
لڑائی ہونے لگی - گولیان اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے - جب یہ دونون جماعتین کسی قدر قریب
ہوئین تو مہدی علیخان نے وزیر کو پہچانکر میجر کارنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تہا کہدیا کہ یہ
شجاع الدولہ ہے اوس نے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی - اور آپ وزیر سے
مقابلہ کرتا رہا - جب نئی فوج حصار مین سے نکلی تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین
خبر پہونچائی کہ وزیر انگریزون کے جنگل مین پہنسا چاہتے ہین اوہر وزیر نے اپنی گرفتاری کے
خوف سے اس تہلکہ سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے دلیر ہوکر اوس گرفتاری
سے بچ گئے - لیکن جب خبر لشکر مین گئی - عجیب انقلاب برپا ہوا - عالی جاہ مع اپنے رفیقون
اور کل فوج کے وزیر کے حسب قدر کہ حاضر ہو سکے جلد مدد کو جا پہنچا -

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جاکر چھاونی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھہ صلح کی گفتگو شروع کی - انگریزون کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین - اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہو جاے اس لیئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا - اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین چلی گئی یہ مقام صوبہ عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کی مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین تھا - جو وزیر کا خراج گذار تھا - برسات کا موسم آگیا تھا اسلیئے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا - اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھہ کرنا ہوگا کیا جائیگا[۵۱] اور عنایت خان رخصت ہو کر روہیلکھنڈ کو چلا گیا - حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ اوس کے دیر مین واپس آنے پر اعتراض کیا - غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے - چونکہ انسے اور بعض انگریزون خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے اول بہت ہی دوستی تھی اسلیئے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے - اور اونمین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کر دے - غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آجاے تو انگریز بہت ممنون ہونگے - وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دور ہے اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے - پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اونسے شقہ لکھوا دیجیے - سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ جنبانی کیا - چونکہ بادشاہ بسبب خود سری وزیر کے اونکے پاس رہنے سے رنجیدہ تھے فوراً راضی ہوے - ایک شقہ اپنے ہاتھہ سے لکھہ دیا - اور اوس مین یہ بھی تحریر کر دیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے - اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہیے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

---

[۵۱] مگر وہ الہ آباد کو نہین گئے تھے - مولف ماثر الامرا کی غلطی ہے کہ اوس نے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو چلے گئے اور وہان سے واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے ۱۲

یہ بھی کہ راجہ شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلوں اور بینی بہادر کے رفقا مین
تھا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے۔ یہ شقہ
حاصل کرکے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھئے کہ اوس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن
اور میجر کارنک سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہوگئی۔ جب غلام حسین بادشاہ
کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنک کو مطلع کرکے
اوس سے محافظون کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کرکے بھیجی۔ غلام حسین جب
ڈاکٹر کے گھر پہونچا تو میجر کارنک اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا۔ غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید
کردی کہ اس شقے کے مضمون سادھورام کو جو شتاب رائے کا وکیل تھا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور
شجاع الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا کہ مین حتی الوسع اخفا مین کوشش
کرونگا لیکن میری رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے۔ غرض دوسرے روز میجر کارنک نے غلام حسین
کو طلب کیا۔ اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور پچھلے دن غلام حسین اور ڈاکٹر نے جاکے میجر اور میر جعفر
خان سے ملاقات کی۔ اور شقہ دیا اوسنے شقے کو سر پر رکھکے کھولا اور تنہائی مین میر جعفر خان
اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون سے مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین
نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین ہم اونکی ایلچی گری نہین کرسکتے۔ اور برخلاف ڈاکٹر کے
اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادھورام کو طلب کرکے شقے کے مضمون سے مطلع کردیا۔
اور اوس نے اوسکی نقل کرکے راجہ شتاب رائے کے پاس بھیجدی۔ اور میجر نے غلام حسین کو رخصت
کرکے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اوس کے مضمون کو آج پر نظر
کرکے بادشاہی جاسوسونکی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوادی۔

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تھا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار وہ اونکو ممالک شرقیہ پر
قبضہ پانے تک دیتا رہیگا۔ عالی جاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضائے وزیر کے ہر
مہینے مین اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے۔ اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھکو رہتاس گڈھ کی
جانب رخصت فرمایئے تاکہ وہان جاکر عمل ودخل انگریزی مین خلل اندازی کرون۔ بالفعل اونکی فوج بھی
کم ہے نہایت متوحش ہوگئے۔ اور اوسی طرف اپنے آدمی مقرر کرکے وزیر

تفصیل حال

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تہا وزیر نے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے در دولت کے اور جاے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہی کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضایقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر نہ ہو عود کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان آپکے منزاول بھی ہمراہ ہون - جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عائد ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آیندہ سلطنت رہے وزیر مین گو قوت منفعلہ[۵] نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرینگے علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا - اور لہو و لعب مین مصروف ہوے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانساماں میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے ساز و باز پیدا کرلیا تہا اور ایک بار ترک لباس کرکے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے دیرینہ پر ... کر نئی پوشاک بنوائی - لیکن اس رنجش ہونت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر ... رنجش پیدا کرتا رہتا تہا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بدمزہ ہوکر اپنے دربار مین اوسکی ... کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پنچ دیکھا تھا وہ ہمارے ... شاید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان ... شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور وہ عالیجاہ کی طرف سے ...

[۵] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ ۔ [۵] دیکھو سیر المتاخرین ۔

بڑہتی تہی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکر سے اوٹھکر مرزا بہلو اور علی بیگ خان تسنقچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چھہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے اوس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی ناہنجاری[1] بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا - اور میر اتو وغیرہ جو عالیجاہ کے نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھی ان باتون کو وزیر کے گوش گذار کرکے اونکی طبیعت حیلہ[2] جو کو بہڑکاتے تھے - آخر کار وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایاے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و جواب کے لئے وزیر کے پاس بہیجا - اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید اعانت حاضر ہوا تہا - جو کچہہ میسر تہا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست ہے اور تقاضاے بادشاہ بموجب ہی - جناب عالی ہی نہاد کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرماتین جو اوس کے ذمے بر آمد ہوگا - اوس کے ادا کرنے مین قاصر نہوگا - اور اگر محض بموجب ہوا امیدوار ضمانت ہے -

وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین - بیچ بہاد کون ہوتا ہی ہم کل شکار کو جاتے ہین - بادشاہ کو اختیار حاصل ہی جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو بہیجدیا - اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے - نہین تو وہان خود تنہا جاکر کہنا چاہیے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آتے ہین جو کچہہ چاہے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیری اوتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کے بے سمجھے بوجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ ۱۱۸۸ھ ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹہنا چھوڑکر صحن خیمہ مین بوریا بچھاکر بیٹھا - اور اوسکے بیس مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کی ساتھ ہوتے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی رفاقت مین بد دیانتی کا موجب تہا اسلئے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذر خواہی کے لئے علی بیگ خان کو اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کیطرف سے جو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲ [2] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

بھی بھیجی اوس نے پہنچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونوں کی طرف سے کیئے عالیجاہ کو
بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا۔ علی ابراہیم خان نے گو تبدیل
لباس نہ کیا تھا۔ مگر برگوئیون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھ کر اور اسی طرح کے کپڑے
پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان
اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اس
لباس سے وزیر کی پاس جاوگے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس
لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی۔ اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین
پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کر کے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگوے
سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کردیا۔ اوسکی تدبیر
معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے مجھے بدنام کرنا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے
پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین۔ جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا
چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی۔ اور حضور نے اوس مین کدکی ناچار دنیا سے ہاتھ
اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علحدہ
ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے
بینی بہادر چاہتا تہا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنابت کیجئے۔ اور علی ابراہیم خان
راضی ہوکر بجمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا۔ بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے
دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونون طرف گفتگو سخت ہی۔ وزیر نے علی ابراہیم خان
کو اپنے حس کے خیمے مین بلاکر جو کچھہ معلوم کرنا تہا دریافت کیا۔ اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم
خان مین سوال و جواب ہوتے تھے سُنے۔ بعد اس کے کہا کہ اس وضع نے جو عالی جاہ نے
اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ
لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے۔ اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرمایئے۔ وزیر نے کہا ہم
بخوبی سمجھہ گئے تم جاکر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین۔ علی ابراہیم خان نے یہان سے
جاکر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کیئے۔ اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین۔ ابھی یہ گفتگو
ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے۔ اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس
درویشی کو دور فرمایئے۔ اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنیئے۔ عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا
اوروزیر کی بات کی تعمیل نہ کی۔ ؛

وزیر کے اشارے سے شمرو نمکحرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنون کو تیار کرکے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لئے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکہ رایج کہان تہا اشرفیان اندر سے منگوا کر دلا دین اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکہنے کا مقدور نہین ہے - سپاہیان پلٹن اور توپخانہ کے عملے کو برطرف کرکے توپین اور حقانی بندوقین خانسامانی مین داخل کردو صرف دو پلٹنین رکہہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے مل گیا تہا جواب دیا کہ اب توپین اور بندوقین اوسکی ہین جس کے پاس ہین اور وہان سے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہون نے اوسکو نوکر رکہہ لیا - یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تہا اول تو یہ فرانسیسیون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہان فوج کا عہدہ دار بن گیا تہا -

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موسیو لاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تہا - اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تہا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکہتا تہا پانچ چھہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا - اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو ہوے گی - خدا جانے اوس وقت کی دار وگیر مین تمپر کیا گذرے - اسلئے مین یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہون - انکی وجہ سے کوئی تمسے معترض نہو سکے گا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا - اور کہا کہ یہ امر مجہکو نا زیبا ہے جبکہ عالی جاہ بلا مین مبتلا ہوگا تو بندہ بھی کسی کی حفاظت نہین چاہتا - دوسرے روز پہر دن چڑہے وزیر کی فوج تیار ہوکر عالی جاہ کے خیمون کی طرف آئی - جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسیو لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتون کا اعادہ کیا - اوس نے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا - اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیمون کو گہیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بندوبست قایم کرلیا - جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تہا وہ عالی جاہ کے خیمے مین گیا - اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹھہ کر اپنے لشکر مین لیگیا اور ایک خاص مقام مین قید کردیا -

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے۔ اور اوسکو حراست مین لے لیا۔ علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تہا۔ سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب اور اعلے ارکان وزیر سے مل گئے تھے۔ مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے قید ہوکر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تھے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو۔ اوس نے تھوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکھ بھیجا اوس وقت وزیر محلسرا مین تھے۔ حرم سرا سے وزیر کی محافظ جو عورتین تھین وہ اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تہین جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی مان کے پاس زیور لیکر گیا تہا۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اون عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئین۔ اور عرضی وزیر کو پہونچا دی۔ خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارونکو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی نہ کرین۔ اور عرضی پر لکہا آپ سے تعرض نہین چند امور آپسے دریافت کرنا ہین وہ بھی نہ لیتے۔

دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور رہتا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمکو نواب وزیر طلب کرتے ہین۔ علی ابراہیم خان کرتہ اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا۔ سواران ہمراہی کم عقلہ مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی محل عالی جاہ کی جانب لیجاتے۔ اور کبھی کسی اور طرف۔ جب دو تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی۔ خان مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیجکر کہلایا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین۔ جہان حکم ہو پہونچا دین۔ اوس نے ایک آدمی بھیجکر سوارونکو تہدید کی۔ اور اونکو کہلایا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آئین۔ وہ سوارون کو برا بھلا کہتا ہوا وہان آیا۔ اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانے مین جہان آپکے بیٹے مرزا امانی کا مکتب تہا لے گیا۔ اور وہان سے وزیر کے حضور مین لے گئے۔ اوسوقت یہان علی خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ وزیر کے سامنے کہڑے تہے۔ علی ابراہیم خان نے حضور مین پہنچکر ایک اشرفی نذر دکہائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا بیتی بہادر دلاور شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو لیکر گئے تھے۔ وزیر کے ل

رعونت[۱] سے سیر راست ہے علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیون صاحب ہمنے قاسم
خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو اوس نے پچپا پہاڑی کی لڑائی کے روز شمرو سے کہا کہ جسوقت
بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہمپر فیر کرے - علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی
خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی اپنی دارالملک سے اوسکی مسند نشینی کے لئے ادہر
قدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق مین ایسا تجویز کرے - وزیر نے آشفتہ ہوکر کہا کیا مین دروغگو ہون سمرو کو
طلب کرکے مقابلہ کرا دون - علی ابراہیم خان نے آزردہ ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان
کی ہے - آپکو جہوٹھا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ
مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہوگا وزیر نے خجل ہوکر بکمال دلداری کہا
کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو - مگر عالیجاہ تم سے بہت بدظن تہا - اوسکی ناراضی نے مجھے معلوم ہے کہ اپنے
دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہے ہم جانتے
کہ تم جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اونکی
خدمت مین کوئی قصور نہین کیا - مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رہے تھا اونکے
رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس کمک کی استدعا کے لئے جانا چاہئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو
اصرار کرتا تھا - کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالی جاہ
کے لئے نہ تھی - وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کر سکے - حرم سرا کی جانب
چلدئے - مقربین نے دروازے تک مشایعت کرکے سلام گذارش کیا - وزیر نے علی ابراہیم خان
کی طرف اشارہ کرکے کچھ اپنی مقربین سے کہا - شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے
مکتب مین لے گئے - اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم
دیا ہے کہ آپکا مال و اسباب جو کچھ جاتا رہا ہی وہ جاسوس تلاش کرکے واپس لائین - چنانچہ وہ سب
مال اسباب آگیا ہی - اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے
ڈیرہ کہڑا کیا جاتا ہے اور وزیر نے فرمایا ہی کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوس کے رازدار ہو بعض
رفقا سے عالی جاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور
عالی جاہ کی امانت کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

سلہ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تمہارے حوالے کی ہین - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہین اوس کا حال بتاؤ اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتادینے سے وزیر کی مہربانی تمپر زیادہ ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین منہ سے دریافت نہین کی ہین اب آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ مجکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگھ ہرکارے کو جو سیکڑون کا حزن کرلیتا تھا اور سمرو کی مونچھ کا بال ہو رہا تھا اوران اشرفیون کا حال بھی اوسنے بیان کیا تھا طلب کرکے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کھڑا کیا - علی ابراہیم خان نے جو جواب دیا تھا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندھی تھی - اور جاکر شجاع الدولہ سے عرض کرادیا تھا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانے سے جواہرخانے تک سب جنس سمرو کے بہرونکے سپرد تھا لاکھون اشرفیان اوس کی حوالے ہوتی تھین مگر وہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگھ کیطرف متوجہ ہوے اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد اور امین ہو بے اصل ہو تو ایک کمینی اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی ابھی بہادر اس بات کو سنکر محلسرا کے دروازے پر گیا - اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور دوسرونکی نادانی ثابت کرے اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ دیگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے پروس مین آرام نہین ملیگا - اگر عنایت کرکے اپنی چھاونی مین جگہہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حرم سرا کے دروازے پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجاکر ٹھہرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا - ڈیڑھ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نچھوڑا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سراؤن وغیرہ ملازمین کی کوشش سی معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسیقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سی قبل اوس نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بھیجدیا تھا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -

اس ضبطی مال مین وزیر نے ذرا بھی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی بھی معلوم ہوتی تو لے لیتے[1] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہی خود اوسکی

[1] دیکھو تاریخ ہند مولفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب ۱۲

ساتھ ہنین کی مگر یہ اونکی بڑے درجے کی فتوت اور مروت تھی کہ ہرچند انگریزون نے بار بار باصرار اونسے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکی حوالے کرین۔ مگر اونھون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا۔

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا۔ اور شجاع الدولہ کے مقربون کے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل وہانکا قلعہ دار میرے متوسلونمین ہین اور وہانکا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرادون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال پر رہتاس کو گیا۔ اودہر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاتا ہے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو۔ غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے۔ غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلالو۔ اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ سب انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرادو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کرمرسی سے منگالی۔ اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا منگاتے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے قبضے مین آگیا۔ میر سلیمان انگریزی فوجکے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر میں شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور وزیر کی فوج میں ۵ کا شکست پانا

میجر کارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی میں بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔ وزیر[۵۱] کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزوں کے انتظام کی خبر نہ تھی چوپڑ کھیلنا۔ کبوتر اوڑانا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک میں با طمینان سیر و تماشا رکھتے تھے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے بندی تھوڑے سے دریاے گنگا تک تیار کرا دی تھی اور اوسی کی پناہ میں لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵ ستمبر کو انگریزی لشکروں کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیوں سے وزیر سے جنگ کے لئے چلیں ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہیں۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔ دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کیطرف سے پرگنہ بھبا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزوں کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجیں ادہر بڑہنے لگیں تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بھیجا جنہیں انگریزی لشکر نے گولے مار کر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثناے راہ میں بعض جگہہ دلدل میں وہ توپ ایسی پھنسگئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر میں واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر میں پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲۔ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آ کر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونوں لشکروں کے درمیان میں واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھہری تھی انگریزوں نے جاسوسوں کو شجاع الدولہ کے لشکر میں بھیجا کہ جا کر خبر لائیں۔ مگر جب وہ آدہی رات تک

---

۵۱ سیر المتاخرین میں بیان ذیل دیکھو ۱۲

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنوں کے پنجے میں گرفتار ہو گئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹھیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ و خزانہ کو دور بھیجدیا ہی۔ توپخانہ چلا آتا ہے۔ مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر ہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنیکی ضرورت دشمنو نہین ہی وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی ضد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موشیر لاک اور سمرو آٹھ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگونکے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھ سات ہزار پیادہ و سوار کے معین ہوا۔ اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر بڑھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ پر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے متصل قایم ہوا۔ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دھاوا کیا۔ درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیونپر ٹوٹ پڑے۔ اوسکی بھیر اور لشکرگاہ کو خوب قتل و غارت کیا سمرو اور موشیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو اسوقت جھیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دھاوا نہین کرسکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کھنڈرونکی آڑ مین چھپے ہوئے تھے۔ انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پر پہنچے تو دہیلو نکی آڑ سے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین۔ شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا۔ جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخزادے بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے۔ چونکہ دفعتًا اتنی باڑھین پڑنے لگی تھین اونکا جواب پورا پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشبازی نے ان کا کام تمام کردیا۔ شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے۔ اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے بھتیجے وحیدالدین خان کے پیادہ ہوکر پڑا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ پھیرا۔ میر وحیدالدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھکر خود بھی گھوڑے پر سوار ہو کر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا ؎

جو اور شتغ گشت آگہ سپاہ • گریزان بر فتند ز آوردگاہ

چنان لشکر شکست و آن انجمن   پراگندگی یافت از چند تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک و شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہوجانا اسوجہ وزیر کی فوج کے انتظام مین برہمی پڑ کر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شہزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقونکی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکے ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنون پر حملہ کیا ہی۔ اگر اونھون نے لڑائی فتح کرلی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ شمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑھنا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑھانے کی مجال نہوئی۔ اوس کے ساتھ چھہ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تھوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھجانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تھا اور ہرسے بہر منرو نے دہوئین اوڑادئے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تھوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہون نے اونھین پچھاڑ دیا۔ ملک عدم کی راہ لی جو ہمراہی بچے وہ بھاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کھڑے تھے اونھین بھی اپنا اضطراب دکھلاکر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذرکر لشکر وزیر مین داخل ہوئے اور اب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ اسیگی دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوتے تھوڑی ہی دیر وزیر امید لگائے رہے۔ جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بھاگ نکلے۔ وزیر کا اور اونکی لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکے ہاتھ لگا۔ آپسمین بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دریا بیچا۔ بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر بہر جنس سے معمور تھا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فوج بہاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اونکی تہوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچگئی میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اوس پر کشتیوں کا پل اونہون نے باندہا تھا پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہنچین اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل ٹوٹنے کے سبب سے ڈوب کر اور اور طرح سے مر گئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اوترکر اونکی ساری سپاہ کو کرمناسہ مین ڈبوکر نیست و نابود کر دیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر تلنگونکی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوتے انگریز تلنگون نے دریا کے کنارے کہڑے ہوکر فرار یونپر گراب مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیون کا مینہ برسایا کچھ ہجوم سے کچلے گئے اور گولیون سے ہلاک ہوتے۔ جو گنوارون کے بلے پڑے اون کے ہاتہ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بیعزتی سے بچکر بہاگ گئے۔ اور دریا پار مفرورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جارج نامی کا ناظم اوسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ؎

نہ دانست بیچارہ از رائے خام	ز دستور در کین برآوردہ نام
بعجب جہان تنگ نہ کردہ کار	کہ ہستی ز مستیٔ نان کینہ کار
شدے فربہی حضرت دستقد شاہ	نماندے ز انگریز یک تن سپاہ
ز اندیشہ خام آن شور بخت	شود واژگون کار و لب یار بخت
برآوردہ نامش کجا یک انگشت	سپہدار اندام ہلاک آنگشت

لڑائی جو بقابل بکسر کے ہے۔ اوس مین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچ ہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نوسو اٹھارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی تھے اور بیس توپین تھین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور جنہون نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی۔ اور سردارون مین سے میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبد الرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور ہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل ٹوٹنے کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہین۔ ۱۳۳ توپین انگریزونکے ہاتھ آئین انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا۔ ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزونسے ملگیا۔ نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا وزیر نے اپنے زخمیونکی کچہ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست وپا چھوڑ گئے اسوقت نصرتمندونکی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ باوجود تکان متواتر اون زخمیونکو جنکے رہے جن مین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بہات کہلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرحسے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر ٹانکے نہ لگا سکے۔ وزیر سے متعلقونکے الہ آباد کی ناہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لئے پیدا ہوے۔

نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوے تہے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہوگیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند مین اس مصرع سے نکلتی ہے

در ہند امیر شد فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایکدن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالکر ایک لنگڑی ہتنی پر رخصت کردیا تھا اوس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لاتے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے مینے یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر دریئے تزویر ہوت اگر زنہار ہو روانہ کرون۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہے۔ مگر اسوقت مناسب وقت نہین بروقت ضرورت طلب کرلونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فرار اوسکے ساتھ نکلگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس سے چھہ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اور اوسکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

منجی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل بہات بادشاہ پڑے ہوے تہے مقیم تہا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے اخذ سے بادشاہ کا تہوڑون مین دم تہا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک شقہ میجر منرو کو اس فتح وظفر کی تہنیت مین لکھا۔ اور بیان کیا کہ مین اپنی وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھ اس قید سی آپ چھڑائے اور میری حمایت و استعانت مین کوشش کیجئے اگرچہ مین وزیر کی ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سی جدا ہو گیا تھا یعنی بہادر نے جب یہ حالت دیکھی تو مع لشکر کے دریا کو اوتر گیا۔ انگریزی سپاہ کُسر مین کئی روز تک اس سببسے رہی کہ مُردونکو دفن کرے اور زخمیونکی خدمت اور چارہ سازی کرے۔ اب میجر منرو نے بنارس کیطرف کوچ کیا۔ بادشاہ بھی اپنے تہوڑے جو کی سمیت اسطرف چلے آتے تہے۔ اور انگریزی لشکر سے اونکا بہت تہوڑا فاصلہ تہا۔ جب بینی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا۔ انگریز بھی اون سی ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجئے۔ اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لے لیجئے۔ یا جو کچھ اور جی چاہے وہ مانگ لیجئے۔ میجر منرو نے اپنے اعلےٰ افسرون سی اس باب مین صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آئے مین منظور نہین کر سکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲۔ نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہی تو مجھکو اوسپر قابض کرا دو اور تہوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکہو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین۔ اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تہوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچا لونگا اور انگریزون سی زیادہ مدد طلب نہ کرونگا۔ اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھ وہ طلب کرینگے۔ اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سی صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاونگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوون جسنے مجھے اسقدر دقت اور تکلیف دی ہی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہی۔ اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہی کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہی۔ اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھی بخوشی دینگے۔ روہیلے جو وزیر نالایق کے ہمیشہ سی دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین[۵]۔

شرایط جو بادشاہ نے قرار دی تہین

نظر مدادر وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنا ہے سلطنت خداداد کو

[۵] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہائے بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہے۔ ہم بہ خوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرایط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرایط حال و استقبال مین جاری و قایم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اوس نے تکالیف اور خطرات جنگ ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اوٹھنے کی بھی اوٹھائے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ بلونت سنگھ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہے اوسکو دی اور وہانکا انتظام و حکومت اوسکے سپرد ہوئی جسطرح اب تک نواب شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور چونکہ راجہ بلونت سنگھ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کرلیا ہے اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی کمپنی کو مالگذاری دیا کریگا۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری کی شاہی مالگذاری کی کتاب سے اب کچھ تعلق نہین رکھتی اور وہ دفتر سے خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہوکر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرادیگی اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگھ کے ہمارے قبض و تصرف مین آوے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہمکو ملتا جائیگا خزانہ عامرہ سے اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہوجائینگے تو کمپنی کے تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شامل شاہنشاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے۔ چنانچہ بادشاہ نے بموجبات مندرجہ کے ۲۷ رجب سنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھکر غازیپور اور باقی علاقہ راجہ بلونت سنگھ انگریزی کمپنی کو عطا کردیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی سایہ حمایت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کیلئے آنا اور صلح کا کام پورا نہونا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک کیا تھا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب مین لوکہ میر قاسم اور سمرو کے حوالے کردینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہے اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ناممکن ہے لیکن صلح منظور ہو تو یون ہوسکتی ہے کہ پچیس لاکھ روپیہ سرکار کمپنی لے اور آٹھ لاکھ آپ لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہے اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے بھی دیدین تو بھی مین اوسکو خون بہا اون اپنے ہموطن مصیبت زدونکا نہین سمجھتا ہون کہ جو پٹنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوئے۔ مین کبھی صلح نہین کرونگا جب تک میر قاسم اور سمرو کو میرے حوالے نکروگے۔

چونکہ بینی بہادر عالیجاہ کا بڑا مومن تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اسیمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا قید دشوار ہے مگر عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہوکر اپنی آدمیون مین آیا اور اونکو ساتھ تمام جو ہوئی سب آگاہ کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو کچھ سن پایا تھا عالیجاہ کے حق تمام کا پاس ملحوظ کرکے جب بینی بہادر لشکر سے باغ جیسے مین مقیم تھا اوسے خبردار کردیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنے اہل عیال کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور اگرچہ میجر صاحب کو سمجھایا

مگر اونہون نے انکار کیا تو مینی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سٹیبلیس صاحب کو ہمراہ کر دیجئے - وہ یہانکی زبان خوب سمجھتے ہین -
نواب صاحب سے خود گفتگو کرین اور میجر صاحب نے کہا کہ نہ مین اونکو جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون یہ اونکی مرضی ہے
جی چاہے تو چلے جایئن - مگر کپتان صاحب مینی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اوسپر
شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا - مگر آئندہ اوسکی حمایت نکرونگا (غنی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہنے
سے اوس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا -) اور سمرو کو بھی نہ دونگا - اگر مجھے منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر
کے بہیرے پاس آمین اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو دعوت مین موت کے گھاٹ کا لقمہ بناوین - اور کپتان صاحب کو بہت
کچھہ دیدیا کہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کردین - مگر میجر صاحب ایسی باتونکو سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے دفع کرنے کو
اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے -

شجاع الدولہ کا روہیلونکے ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تہا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلئے اپنے معتمدونکو لکھنؤ
اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزاین وزر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجاوین اور بریلی مین ٹہیرین اور خود
بھی جاکر الہ آباد کو گئے اور اپنی نانی اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپرد کی اور قلعہ
چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا - اور مینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر
پھر انگریزونسے لڑنے کا ارادہ تہا اور اوس کو لکھنؤ کو رخصت ہی اس نظر سے کہ مینی بہادر بظاہر انگریزون سی ملا ہوا تہا تاکہ اوس کا
عمل صوبے مین ہی - اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آئے - ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے بسولی مین مقیم تہے
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تہا اوس نے شہر سے دور نکلکر استقبال کیا - اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی
عزت کے ساتھ مہمانداری کی منتخب العلوم اور عماد السعادت مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت
خان کے ساتھ بریلی چلے گئے - یہ صحیح نہین - کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تھا بکسر کی
شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تہا - غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کے واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس
بسولی کو روانہ کیا - عنایت خان نے پیشتر سے بسولی پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آئے ہین - چنانچہ شجاع الدولہ نے
اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی چھوڑا اور خود تمام خدم و حشم کے ساتھ قصبہ بسولی کو روانہ ہوئے - روہیلہ سردارون نے
دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لے گئے - اور بظاہر ہر ایک نے اونکی بخوبی تعظیم و تکریم کی - اور پھر اوسکے
ساتھ اپنی ریاستونکو لوٹے - دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی
کمک کے لئے لکھا تہا - مگر اونہون نے جواہر سنگہہ پسر سورجمل جاٹ والی بھرتپور کی مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت
مین لکھا ہے کہ روہیلون مین سواے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور دوسرے
دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تہے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے - بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے
تہے - کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹلین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی
ہمت نہین پڑتی تھی - حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک نتہے - یہ سارا فساد دوندی خان کا
تہا جنکو حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے - ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے
تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر
سارا حال بیان کیا - تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے - دوندیخان بھی

ملہ دیکھو گل رحمت و فرح بخش - مگر جام جہان نما مین لکھا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سرداران روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین
نواب شجاع الدولہ کو جب اس مشورہ کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی فوج مین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے
کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین۔ حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ
کے پاس بھیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھہ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا
اور سب کی کمرین کھلوا دین۔ پہردن چڑھے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اس کے حافظ رحمت خان
نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مینے اونکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر
یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون۔ انتہی پھر بہت مجھے
تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکھا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان
کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو خطرے سے حفاظت پہنچائی۔ اور جو کچھہ مال اونکی پاس باقی تھا
اوسکے چھین لینے کی فکر کی۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی عداوت کا تمام مین شہرہ
ہوگیا تھا اس لئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا۔ فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ
نے سرداران روہیلکھنڈ سی بہت کچھہ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزون سی جنگ کرین سب نے جواب
صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا۔ جھگڑا پیدا کرنا۔ اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے
خلاف ہی ہم سے یہ نہو سکیگا۔ مگر حافظ صاحب جو حلم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ
کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تہا کہ
یہان کسی سے امید رفاقت نہین۔ فرخ آباد مین چلکر جو کچھہ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا
نواب احمد خان بنگش بہی نہایت عقیل اور کار آزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اور اوس سے صفائی
نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی خط وکتابت نہین ہی۔ لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکی
جانے کو فخر سمجھین گے۔ اور اچھی طرح مہمانداری کرین گے۔ اور عمدہ مشورہ دین گے بلکہ عجب نہین
کہ خود بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شریک ہون۔ اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین
تو عجب نہین۔ شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ اہل و عیال
و اطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے۔ روہیلے شیر جنگ کے آدمیونکو
لوٹتے کھسوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے۔ شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سنکر
صبر کرتے تھے[۵]۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدلی

۵؎ - دیکھو تاریخ مظفری ؟

کے ساتھ تین ہزار روہیلون کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۵۱] ۔
اور دریاے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے ۔
اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے ۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیون کا پل تیار کراکے دوسرے روز
شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے ۔ اور مہمانی کی رسم ادا کی۔ اور بہت دلجوئی کی ۔ تیسرے روز شجاع
الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے ۔ اور جواہر اور کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا۔ پھر دونون
ملکر عماد الملک کے پاس گئے۔ اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھ نہ تھا۔ شجاع الدولہ سے عماد الملک نے
پگڑی بدلی۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک پیری
اور ضعیف بہانہ کردیا۔ فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک
اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے ۔ مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کے کسی نے
رفاقت نہ کی اور سمرو اور موشیر لاک اور ہمت بہادر اور امراؤگر بھی جو دولت کے نمک خوار تھے
نمک حرامی کرکے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تہا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے ۔ لیکن حافظ
صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[۵۲]۔ تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہمت بہادر بندیلکھنڈ کیطرف چلا گیا تھا۔ چونکہ یہان ناتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا
یہ قابو پاکر صاحب طاقت ہوگیا۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ امید نہین رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا۔
راہ مین چنار گڑھ کا محاصرہ کیا ۔ انگریزون نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی
شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کرکے اپنا رفیق بنالیا تھا اوسکی تحریک سے
میجر منرو نے قلعہ چنار گڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے بہائے بنارس سے دس کوس کے فاصلہ پر
جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا۔ سیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈرپوک[۵۳]
تھا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے ۔ اونہون نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چند روز لڑائی جاری
رکھی۔ انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کردیا تھا۔ مگر ہندوستانی سپاہ کی مردی

۵۱ ؛ دیکھو منتخب العلوم و عماد السعادت وحملہ اول قیصر التواریخ ۱۲ ۵۲ دیکھو گل رحمت ۱۲ ۵۳ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بھاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے چنار گڑہ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچھہ سپاہ یہان چھوڑ کر باقی سپاہ ساتھہ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تقریر بالا روانہ لکھنو ہو کر راجہ شتاب راے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہین۔ سمرو کا تو ملنا دشوار ہی۔ اور عالی جاہ ہاتھہ سے نکل گیا۔ شتاب راے انگریزونکا بڑا معتمد تھا۔ اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تھا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔ میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تھا شجاع الدولہ نے بھی اپنی سپاہ کو چنار گڑھ سے بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس سے کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنگ صاحب مقرر ہوے۔ میجر کارنگ کو راو شتاب راے سے اتحاد تھا۔ شتاب راے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنگ صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھہ لکھکر شتاب راے کے ذریعہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور جسقدر معاملات کا حل وعقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنگ صاحب کہتا تھا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس مین رکھدوگے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمھارے سپرد کردینگے اور بینی بہادر اسبات مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے کوڑے کیطرف آئے۔ بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تھا اوس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اوس نے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھوکا تھا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا شتاب راے نے ملہار راو اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو صاف کہدیجیے تاکہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلادون۔ آپ بخوشی خاطر جاسکتے ہے۔ اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہیے۔ جس مین ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجیے جس سے ہمارا نقصان اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکھی اور منتظر وقت رہا اور بعض محالات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزون کے لشکر سے دور ہو گیا۔ چند کمپنیان تلنگونکی اوس کے ساتھہ تعین اونکو لیکر لکھنو کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف رخ کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتھیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور رہے۔

وہ وزیر کے لشکر مین جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودہ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو پیمان یہ ٹہری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز لین اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ متقبضہ کرلے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکرونکو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے اون احکام و ہدایات کے خلاف ہی کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑہانا منظور نہین ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہو جائیگا اور نفع نہ حاصل ہوسکیگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری مقصود ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قایم رہنا مناسب ہے لارڈ کلایو اور اوسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہو جاتین کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکھین۔ توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہی۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑہانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور ملک کو بڑہانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہین۔ اور سرکار کو بھی نقصان عظیم ہو جاتے ہین اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہوجانے کو پسند کرتا تھا اور اسنے اوس لیے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کرین۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے کے لئے یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کر دئے جاوین۔ جسوقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اونہون نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہی جسکا منظور ہونا ممکن ہی کہ جو شخص اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنونکے حوالے نہین کرتا وہ بھلا اونہین قتل کیسے کرائے گا مگر یہ معلوم نہ تہا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تہا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلئے بریلی بھیجدیا تہا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کرلی کہ اپنے پرو بال درست کر کے پھر انگریزون سے جنگ کرین۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیون اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چلدیا تہا۔ جالون میں اپنی نوکری کی گفتگو کر رہا تھا انگریزون نے دو پلٹنین میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنؤ کو روانہ کی تھین۔ اونہون نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اور اوسکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کر دیا تھا۔ محمد ایلچ خان کوتوال مقرر ہوا تہا۔ اور راو

شتاب راے سب کا ہونکا منتظم تہا۔ مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بندیلکھنڈ سے یہان آگیا تہا۔ اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر رابرٹ بلیچر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی بتلادی کہ جہان پست [illegible] کا نہ تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگاکر دیوار کو توڑدیا اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہوکر قلعہ حوالے کر دیا۔ اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اس قلعہ کے فتح ہوجانے سے قلعہ چنارگڑھ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کر دیا بعض انمین سے ملازم بادشاہ ہوگئے۔ اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے۔

مرہٹونکی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ بتیس ہزار روپیے روز پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا۔ اور عماد السعادت مین لکھا ہی کہ ملہار راو کو بتیس ہزار سوارونکے ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک [illegible] چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا۔ شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان او عماد الملک گنگا کو عبور کرکے مشرق کی جانب روانہ ہوئے۔ اس عرصےمین ملہار راو آپہونچا وزیر اپنا لشکر اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے۔ کرنیل کارنگ نے یہ خبر پاکر کہ وزیر کوڑہ جہان آباد کی طرف ہین اور وہ میجر فلیچر کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا اور میجر صاحب سے ملگیا۔ سنہ ۱۷۶۵ع کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ کے سامنے نہ ٹھیر سکے توپونکے چھوٹتے ہی کوونکی طرح اوڑ گئے۔ عماد الملک بیچارہ کیا کرتا۔ وزیر کے پاس گو سپاہ تہی مگر بکسر کی شکست کا ہول اوس کے دلسے دور نہین ہوا تہا۔ غرض مرہٹے تو جمنا پار چلے گئے۔ حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم نہوا۔ گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے۔ اور آخرکار امداد سے انکار کیا۔ مگر تحریر کا منشاء حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہے۔ اور مآثر الامراسے ثابت ہوتا ہی کہ حافظ رحمت خان دریاے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہے۔ اور نواب احمد خان کے قالن اونکو پہنچکر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے۔ لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود رہے الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کہاکر دریا سے جمنا کو عبور کرکے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہو گئے۔ اور تمام کشتیون پر قبضہ کر لیا۔ انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہو گئے ہین۔ اور کشتیون پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب دریا سے کیسے اوتر سکتے ہین۔ اور بغیر عبور لڑائی ممکن نہین۔ آخر کار جوار کے ہیندو کنے گٹھے جمع کرکے اور رسون سے باندہکر ایک ایسا پشتہ تیار کر لیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوسپر بٹھاکر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچھ زیادہ مضبوط نہ تہا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہوکر وہانسے بہاگ کر پھر فرخ آباد مین پہنچے۔ یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تہا۔ بعد ازان فتحگڈھ مین ہوا۔ ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اونکو قتل کر ڈالین۔ کیونکہ اونکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بہائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین کہ دغا کرین۔ اگر فضل خدا سے مینے اپنے دشمنونکو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا۔ میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بھی اوسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تہا۔ نواب احمد خان نے کچھ اسلحہ نفیس سلاح خانہ سے منگوائے جن کی بہت تعریف ہوئی۔ بعد الان جواہرات طلب کئے۔ ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے بہنا تہا سب کو بہلا معلوم ہوا۔ اور سبنے اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصے سے لال ہوگئے اور اوس ہار کو اوتار کر دیر تک ہاتھ مین لئے رہے۔ اور ہر ایک دانے کو گہما گہما کر دیکہا۔ بعد ازان ہار کو تکیہ پر رکہکر اوٹھ کہڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون۔ نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اوٹھ کہڑے ہوئے۔ شجاع الدولہ فتحگڈھ کو روانہ ہوئے۔ اور آکر اپنے درباریون سے کہا کہ احمد خان نے بہت زیادتی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لئے گیا۔ دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دائم خان چیلا احمد خان کی گود مین تہا جو علے العموم چھوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دائم خان نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا۔ وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اور ہمیشہ شجاع الدولہ دائم خان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور آصف الدولہ نے دائم خان کو تکراؤن واقع پرگنہ ساکت اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہو گئے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل مین جمتی نہ تھی آردن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین بیان کیا ہی کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان سے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اوسکے ترک عداوت کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ تم چند معتمدونکو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہی فتح و فیروزی حاصل ہی۔ ورنہ عزت کے ساتھ جان جائیگی اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین۔ یقین ہی کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے۔ اور تمہارے اکرام و احترام مین سعی کرینگے۔ یہ روہیلے تمکو توقع رفاقت مین رکھیں گے اور کچھ بخشینگے یون ہی سعی کیا اور الٹی تمکو نقصان لگے کی مفت مین اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو۔ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ مین آگئی گل رحمت مین لکھا ہی کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی ٹیک چند کو پانسو سوارونکے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کرکے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹ - مئی سنہ ۱۷۶۵ع کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جرنیل کارنک کے لشکر مین آموجود ہوئے جرنیل صاحب نے استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوتر کر اونسے معانقہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے مین آئے شتاب رائے اور جرنیل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔ اور راجہ شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوئے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور بنی نہاد کے ساتھ رہتا تھا اوسی کے ذریعہ سے دو تین دن مین صلح ہوگئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کرکے انگریزون کے اہلکار اپنے نوکرون مین طلب کر لئے۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپس مین ملتے اور ایک دوسرے کے یہان آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی۔ سوار اور پیدل

تماشا نہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کے دیئے - لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تہا - شجاع الدولہ جنرل کارنگ کے ساتھ کشتی مین بیٹھہ کر بنارس مین نواب ناظم جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے - ۱۲ - اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی - شجاع الدولہ کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تہا - انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک چہین لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے - مگر وہ ایسے ہمایون بخت تہے کہ اونکی ریاست گئی گئوائی قایم رہی - اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف کی - کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہے - بنا سے مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر کہ جو اونکی قبضہ مین پہلے تہا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑہ کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے لئے دیدئے جائین - پچاس لاکہہ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے ادا کرین کہ بارہ لاکہہ اسوقت نقد دین اور آٹھہ لاکہہ کے جواہرات -

اور پانچ لاکہہ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکہہ باقساط ماہواری اسطرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصہ مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائے - اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی رائے کے نزدیک بہت تہوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر ظلم و ستم توڑتے - پہر اون سے ملک مین فتور رہتا - نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کی کوٹہیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین - اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و آمان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کہڑے ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسہ مین ہو رہے ہین - غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پہر لارڈ کلایو نے شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا - یہ عہد و پیمان بھی ہوئے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجہین - اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے - اور جو فوج اعانت مین طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے - راجہ بلونت سنگہہ بنارس کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب سے شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا - اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تہا - نواب کا مورچہ جو اوسکے سپرد تہا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا - اور نواب کی شکست کا ایک یہ ہی سبب ہے - اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا - اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اوسے لیلیا اور یہ ٹہیرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکہتا تہا وہی زمینداری رکہے۔ اور جو زر مالگذاری دیتا تہا دے غرض جسطرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۶ اگست سنہ ۱۷۶۵ع کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور سمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ نہوا اسلیے کہ اب اون کا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تہا۔ البتہ یہ اقرار نواب سے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے۔ اور جو انگریز فراری ہوکر اونکے ملک مین آئیگا اوسکو حوالے کردینگے۔

وزیر کو زر معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا۔ بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی۔ سو وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تہا اس لیے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے موجب مانگتے تہے۔ اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکہا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے موٴلف سیر المتاخرین کہتا ہی کہ مینے سنا تہا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع اسکا اقرار کرکے بہیجدیا تہا یہانتک کہ وزیر کی مان اور سالون اور غلامون اور نوکرون نے بہی چندہ کیا۔ وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تہے اور اوسکی کنیزون کے پاس جو کچہ زیور تہا یہانتک کہ ناک کی نتہنیون کو بہی مع موتیونکے وزیر کے پاس بہیجدیا جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچہ مجہے ملیسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک جانے اونکے بعد یہ مال اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بہی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچہ مصارف ضروری کے بعد پس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کردیتے یعنی زر معہودہ کے سرانجام ہوجانے کے بعد باقی نصف کے لیے جواہر گران بہا تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا۔ فرح بخش مین لکہا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بہی صفائی ہوئی۔ بادشاہ کی ہمقلوت مرضی تہی

کہ نواب کو پھر ملک ملے ۔ مگر چونکہ سمرو ذاتی اومنین تھا اس لیئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی
کی نظر رکھی ۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپئے طلب کئے تو نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے ۔ مگر کارنگ
صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو مبارکبادی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملیگا نواب نے
کہا کہ مجھسے اسوقت مین تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے ۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کرین آپ سے بہت
یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت مین سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت چھبیس ۲۶ لاکھ
روپئے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہین اور بنارس وغیرہ ۱۰ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات
بادشاہ نے انگریزونکو جاگیر مین دئے ہین لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہی اسلئے بنارس ہم تمکو
دیتے ہین ۔ بالفعل صلاح یہ ہی کہ تیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہم کو دیدو اور ۵۰ لاکھ
روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب مین مجرا کر لیا جائیگا ۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیون سے تمکو سبکدوش
کر دیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرا دو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر
بادشاہ سے ۳۰ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس
دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہین ۔ بابت جنگ
یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کر کے بنارس کے چھوڑ دینے کی
جیبھی کارنگ صاحب کو دیکر کلکتے کو چلے گئے ۔ جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہو کر
بادشاہ کے پاس گئے ۔ منیر الدولہ رضا قلی خان ۔ اور شتاب رائے بھی اس مشورہ پر مطلع ہو کر بادشاہ کے
پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئین شجاع الدولہ کو ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکین ۔ مگر یہ دونون
ابھی حضور مین باریاب نہین ہوئے تھے لشکر مین مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے
در دولت شاہی پر پہونچ گئے ۔ اور تسبیح خانے مین حاضر ہو کر کورنش بجا لاتے ۔ حضرت نے بڑی
توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا ۔ نواب نے تمام حالات اول سے
آخر تک عرض کئے ۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزونکے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر
ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری پرورش سے مطلقا دریغ نہین جسمین تمہاری بہبود ہو وہ کام
ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا
کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین
کر دیا ۔ نواب آداب اور شکریہ بجا لا کر رخصت ہو گئے ۔ بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے
پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ پر

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۳۰ لاکھہ روپیہ کی رسید نہ دین بادشاہ نے
مسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اوس کو ۳۲ لاکھہ روپیہ بخشے منیر الدولہ
اور شتاب راے تاسف کرتے ہوے اوٹھکر چلے گئے ۔ نواب نے ۳۲ لاکھہ روپیہ کی تو یہ رسید
اور ۲۰ لاکھہ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کردی جرنیل نے
بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھہ روپیے انمین تین لاکھہ روپیے
اہلکاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھہ روپئے میسر آے نواب
مجبور ہوکر شتاب راے کے درپے پڑگئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھہ روپئے نذر کئے
اور پچاس ہزار روپئے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئیے ۔ اسپر بھی دو لاکھہ
باقی رہگئے ۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک
کپتان کو نواب کے ساتھہ متعین کردیا ۔ اور ملک کی بحالی چٹھی اوس کے حوالے کردی اور اوسکو حکم
دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہو جاے تو یہ چٹھی نواب کو دینا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت
کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلئے
کہ صرف زبانی جمع خرچ پر دو صوبے چھوڑ دئے ۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبونپر
نواب کو قبضہ حاصل ہوسکیگا ۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھہ چھوڑ دینگے ۔ اور نواب کی مروت کا کیا
بیان ہوسکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نرکھی تحفہ و ہدایا
کا بھیجنا تو بڑی بات ہے ۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین ہے
کہ الہ آباد اور کوڑہ کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کرلیا ۔
اور ۳۰ لاکھہ روپئے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بندکرا دئے ۔ اور نواب کی دوسری
حرکات و سکنات بھی ظاہر ہین وہی کلام اس بیان مین کہی باتین صریح غلط ہین اسلئے ہم اونکی تردید سے
قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہوجانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے
عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی ۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا ۔ غرض یہ مجمع
الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا ۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے ۔ شاہ عالم وزیر کی طرح ہمایون صفت
نہ تھے ۔ وزیر باوجودیکہ انگریزونکے قابو سے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی
اونکے ساتھ جو رعایتین ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی ۔ پہلے
اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا ۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ ۲۶ لاکھہ روپیہ جو حسب تحریر

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا جب اونھون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلئے کہ لڑائی کے سبب خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اوڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرائط کے موافق ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ اور ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹھیری تھی ۔ جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کے بوجھہ سے بچ گئے ۔ اگرچہ اسیر بادشاہ اپنی ناراضی ظاہر کی تلخ کیا کرتے ۔ بادشاہ اور وزیر دونون انگریزونکی جرأت اور جلاوت کے زیر دست اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تھے ۔ چارو ناچار قبول کرنا پڑا۔ الہ آباد اور کوڑہ اودہ کے اضلاع اونکو دئے گئے ۔ اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تھا سوائے منظور کے اور کچھہ زبان سے نہ نکل سکتا تھا ۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینون ضلعونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھہ کر دیدی گئی ۔ اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکھہ روپئے مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکھی گئی ۔ اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی دو کہا کلی سیزرون سے جو بادشاہ کا تخت تھا جسپر اونہون نے بیٹھہ کر ڈیڑھ ہزار آدمیونپر حکومت اور چار کرور روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کر دیا یہ واقعہ بھی اگست ۱۷۶۵ء کا ہے۔

گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے ۔ مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جادئے ۔ فرانسیسیونکے ساتھہ لڑائی ۔ سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بیوفائی ۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا ۔ اور تاجر سے حاکم بنا دیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح جوئی کے مضمون کا خط ٹیکیت چند کے ہاتھ بھیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا ۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر مہیا کر کے حفاظت سے ساتھ اودھ کو بھیجدو ۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل و عیال بریلی سے اختیار خان عامل کر دینے کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجدئے گئے ۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ آگرہ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا ۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کر کے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے ۔ اور یہین سکونت اختیار کی لیکن قلعونکے مبادلے کی روایت صحیح نہین ۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا۔ انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریون سے متوہم ہو کر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ رکھینگے

جبکہ[1] ۱۱۷۹ ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لائے۔ اور پچاس لاکھ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کئے اور بادشاہ سے ملے۔ بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سربستہ اور تلوار جس کا قبضہ مرصع تھا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈھال اور گھوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکھنؤ اور صوبہ اودہ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپئے نقد بخشی پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہو کر فیض آباد کو گئے۔ اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنوا کر نئی آبادی بڑھائی۔ یہ شہر برہان الملک کا آباد کیا ہوا ہے۔ اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی۔ شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوج کو تیار کرنا شروع کیا۔ تلنگے اور جھلنگے بھرتی کرکے توڑے دار اور چقماق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا۔ پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کو بھی تعلیم موقوف کر دیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی۔ ستر ہزار کے قریب پیادے فی سپاہی دس روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنائین۔ اور قواعد سکھائی۔ اور اونکو [illegible] بندوق کی [illegible] چقماق دار بندوقین دین اور سوار جنکی بابت پچاس ہزار سے کم نہ تھی اور جا بجا توپین [illegible] بعض خواجہ سراؤن کو انگریزی فوج ہر ایک کے ساتھ چھ سات[2] پلٹنین مع توپخانہ اور اسباب وغیرہ متعلقہ جنگ کے مقرر کین [illegible] کے نام یہ ہین محبوب علی اور بسنت علی۔ بشیر۔ اور لطف علی عرف خواجہ لطافت ہے۔ اور ۲۲ ہزار نجیبون کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکھا تھا۔ اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو محبوب علی کے ماتحت[3] تھے برق کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور مفصل التواریخ مین

---

[1] مرأت آفتاب نما ۱۲ [2] سیر المتاخرین مین چھ اور تاریخ مظفری مین چھ سات پلٹنین لکھی ہین ۱۲

[3] دیکھو گل رحمت عماد السعادت مین ان پیادونکا نام برق پلٹن لیا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین برق انداز بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار جوان کی ہے۔ اور تاریخ مظفری میں برق اندازوں کی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہے جن میں پیادہ اور سوار دونوں تھے انکے پاس چقماق دار بندوقیں تھین اور خواجہ لطافت کے ساتھ ہزار پیادہ بندوقچی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنت علی کے ساتھ چھ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسکے سپاہی جھنگے کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ چار پانچ ہزار شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھے اون مین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو انکے پاس توڑہ دار بندوقین تھین۔ مگر وہ اونکو نہایت پھرتی سے آگ لگاتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلیے اونکی خاطرداری زیادہ تھی۔ اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ امراؤ گر و انوپ گر کے زیر حکم تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی۔ نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تھی۔ گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی۔ چارون طرف پکار ہوگئی کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تھا دفتر تحریری عمدہ حالت مین نہ تھا۔ دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے متصدیون کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔ نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن پونا سے اور بارھوین دن کابل سے فیض آباد خبر آتی تھی۔

۱۱۸۲ہجری مین کارپردازان کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ اونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کر لین۔ اسلیے انگریزون کو یہ امر ضروری معلوم ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب ۱۱۸۲ ہجری مطابق ۲۹ نومبر ۱۷۶۸ع کو مقام بنارس مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زائد نہ رکھیں گے اس مین سپاہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آ گیا۔ اور اس مین دس ہزار سوار ہونگے اور دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جمعدار اور حوالدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی۔ اور رجمنٹ نجیب کی پانچ ہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی۔ اور پانسو سپاہ توپخانے مین ہونگی اس سے زیادہ نہوگی۔ اور باقی نو ہزار پانسو سپاہ [illegible] فوج آئینی ہوگی انکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کی مثل نہونگے۔ اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوا دس ہزار فوج مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے۔ اور فقط اونکی قواعد انگریزی فوج کی طرح ہوگی۔ اور یہ اقرار کیا کہ ۳۵ ہزار پیادہ و سوار کے [illegible]

اوس کو بصرف سرکار بخشینگے ۔ اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصہ مین تمام و کمال کر دینگے اور اپنی
اقرار پر ثبات کی قسم کھائی ۔

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا ۔ بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا ۔ مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار رہتا وزیرالممالک سے دوستی پیدا کرلی ۔ وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کوٹھی کی نظامت پر مامور تھا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن وسکو اوس خدمت سے معزول نہین کرا سکتے تھے ۔ آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھہ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے ۔ اور کوٹھی کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی ۔ اور نجف خان کو معزول کرادیا اونہین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے ابھی تک بادشاہ الہ آباد مین تھے ۔ سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادئے تھے ۔ اور ۲۶ لاکھہ روپئے سالانہ خراج کا دیتے تھے ۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تھا ۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکھتے تھے ۔ مگر کچھہ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے کچھہ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تھے ۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیرالامرا مقرر کر گئے تھے ۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرسکتے تھے سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی ۔ اور مدت تک وہ خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے ۔ اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے ۔ اور اون کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزا دے واقعی دین ۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹھاتے ۔ سنہ ۱۷۷۰ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور منیرالدولہ لٹے ہوئے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تھا ۔ بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے واپس بلاکر اپنی سرکار کے تمام خرچ و کل کامونکا مختار بنایا اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین رہتے ہین ۔ اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے چلین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے مطابق اون کاموں کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہیں ۔ بادشاہ نے قبول فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے اپنے بیٹوں کے ساتھ چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا ۔ اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجالائیں ۔ شاہی متوسلونکی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ روپئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ دنون یہان رہکر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی ۔ اور یہان سے یاقوت خان ناظر کو مرہٹوں کے پاس بھیجا اور قبل اوس کے سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے ۔ بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ روپئے بھی مرہٹونکے لئے ناظر کے ساتھ کردیے تھے اور اونکو بہت سی رعایتوں کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو کچھ غنیمت حضور میں پہنچے گی وہ آدہی مرہٹونکو بانٹ دیجائیگی جب یہ امر طے پاچکا تو بادشاہ نے شاہجہان آباد کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی ڈیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سراپردے عالم چند میں نصب ہوئے ۔ بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا ۔ منیر الدولہ اور انگریز اس بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائیں ۔ ہر چند گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہوں نے نہ مانا ۔ شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی ۔ صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تھا شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جرنیل بھی آیا ۔ شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائیں ۔ میں بعد اس کے ساتھ چلکر دارالخلافت کا بندوبست کرونگا ۔ جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہیں ۔ اور پھر رخصت ہو جائیں ۔ وزیر کوڑے جہان آباد سے اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش میں مذکور ہے ۔ مگر آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے ثابت ہے کہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے دوسرے روز مع پانچہزار ہمراہیوں و شجاع الدولہ اور دوسرے سرداروں کے موضع سرپا پرگنہ پہاڑہ میں پہنچے ۔ یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشہ جنوب و مغرب میں واقع ہے ۔ احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپئے سات ہاتھی ۔ گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نذر میں پیش ہوئے ۔ اور ایک لاکھ روپئے نواب نجف خان کو دئے گئے ۔ اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور یہ معاملہ طے پایا ۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا ۔ اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا ۔ یہان بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم بینی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری میں ہے

روانہ ہوئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندھیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہے - وہان سیندھیا نے کو ر بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر بھیجا - اور شریک ہوا - مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو شان وتجمل سے دلی کو لے گئے اور ۲۵ - دسمبر اکتالیس کو بادشاہ کو تخت نشین کیا -

مرہٹون کی روہیلون پر چڑہائی وزیر اور انگریزونکی روہیلونکے بچانے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برائے نام بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین - علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہو گئے تھے - اور خفگی کیوجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا - اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک انتر بید سے دست برداری کرین اور زر پیشکش نذر کرین اونھون نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ رکھتے ہین دسوین شوال ۱۱۸۶ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی شروع کی - ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا - مگر آخرکار مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے - مرہٹون نے اونکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ تین کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے - اور ضابطہ خان کے اہل وعیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کر لیا - جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کر کے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگون پر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال واطفال اور مال واسباب کو لاد کر ترائی کیطرف دامن کوہ مین چلے گئے - اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے - اور بیلی بھیت سے شمال کی جانب ۳۰ کوس کے فاصلے پر ہے - نواب ضابطہ خان بھی بھاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

---

[1] انشاء بعض نسخون مین اونکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے -

آگئے جسوقت حافظ خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سرداروں پر ایک سناٹے کا عالم گذر گیا تھا۔ اور اونہون نے جان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلئے اون سب نے ایک رائے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہے۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری ۱۷۷۲ء مین انگریزی کمانڈرانچیف سر رابرٹ بارکر جو کہ الہ آباد کی راہ پر تھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لئے کنٹنجنٹ فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی خرابی اور سرگردانی مین ہون۔ اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو ایک زبردست قوم سے ڈانڈا میرا مل جائیگا۔ جس سے ہر وقت اندیشہ اور خوف رہیگا۔ اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے زیادہ اور خوف و خطر کا امر ہے۔ ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لئے مینے یہ تدبیر سوچی ہے کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکے ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون۔ وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا۔ اور کچھ حکمت عمل مین لاؤنگا بقدر الملک روہیلون سے بادشاہ کے لئے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لئے اور کچھ روپیہ لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑکر چلے جائین کچھ روپئے اپنے پاس رکھونگا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا۔ مگر میرے یہ تمام مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے۔ اور نہ اوس کو مانینگے۔ کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا بے ایمان جانتے تھے۔ اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہین جھوٹا جانتے۔ جرنیل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا۔ پریزیڈنسی کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے مین کیجائے۔ اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنار گڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے۔ اور ۱۳ فروری ۱۷۷۳ء کو ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین وہ جو مقصد مانگین اونہین روا سمجھ سے ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنار گڑھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین بمفصلہ ذیل تین شرطین ہین۔

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک کے لئے مدد دینے مین

سہولت حاصل ہو تو اب نے اوسکو قلعہ چنار گڑھ دیا کہ اونکی قبضے مین رہی۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین
رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد ہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے
بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار واڈیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے بیجانے اور قلعہ چنار گڑھ کے خالی
کر دینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ
انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے
خالی رہیگا کہ اپنی مطلب برار ہی یا اپنا قبضہ اوسپر کرے۔

شرط سوم جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنار گڑھ کی مرمت یا بروج کے
تیار کرنے یا میگزین واسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب
اداکرینگے۔ مگر یہ شرط ہی کہ خرچ چار لاکھہ روپئے سے زائد نہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت
اشخاص مامورہ فریقین کرینگے۔ اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جسمین
ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ
کو قلعہ الہ آباد دیدیا جاتا ہے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس
روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کردیگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی
فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی
جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے
خالی کردینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے ہو۔ اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو
وقت مناسب پر دیجائے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو اونہین
ملک دینا پسند نہوا۔ اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۲۰ ہزار مرہٹون نے
گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خانکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی
مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد سے کوچ کرکے شاہ آباد
ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی
فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی
سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کرکے نہایت
مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اس غرض سے چلے گئے کہ وہ سندھیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دوبدو گفتگو کرکے مرہٹون سے اس باب مین تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائیے جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلونکی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف ہونا مرہٹون کا قوی ہوتا ہی - پہر اگر اونکی مراجعت مزید بھی لیجائیگی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو دوبارہ لائیگا اور جس ملک پر جاوینگے وہ قبضہ کرینگے - اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی تہین کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گہبرا گئے - اور شجاع الدولہ کو اونہون نے لکہا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح والیسا لغو اور بیہودہ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچہہ رد و بدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہوگئی اسی عرصے مین جرنیل صاحب کے پاس سلکیٹ کمیٹی کی چٹہی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جاوینگے - اور روہیلونکے ملک مین وہ کسی طرح سے نہ ٹہیرینگے کچہہ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جاوین عبث ہے - یہ راے اس بات پر مبنی تہی کہ مرہٹونکے ملک مین ان کی حکومت کی ایسی حالت تہی کہ وہ ضرور بلائے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اوس نے شاہ آباد پہنچکر شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹونکے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرکے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس مجمل جواب سے شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر مین ہوئے کہ آیا روہیلونکی مدد کرکے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکہنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہی - مگر جب بارکر صاحب نے صلاح کی تو اوسنے کہا کہ روہیلونکی مدد کرنا بہتر ہے - اور اوس نے بہی اس کام مین معاونت کی - اور کپتان ہارپر صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تہا عنایت خان کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بہیجا - کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دیئے - حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہارپر صاحب کے ہمراہ ابتدا سے ۱۱۸۶ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوئے شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیرین باتین کہتے جرنیل صاحب کے روبرو اس مضمون کا اقرار نامہ لکہا لیا - کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹون کو روہیلکہنڈ سے نکالدین - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بالفعل ملک سے چلے جاوین اور لوٹکے جاوین وغیرہ

وہ لوگ روہیلکھنڈ کا قصد کریں تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے
عوض میں روہیلوں کے سردار چالیس لاکھہ روپے شجاع الدولہ کو یوں ادا کریں کہ جب نواب وزیر
شاہ آباد سے کوچ کر کے تمام اون خاندانوں کو جو مرہٹوں کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہے ہیں
اپنے گھروں میں آباد کریں تو دس لاکھہ روپیے اونکو دے جائیں اور باقی تیس لاکھہ روپیے تین برس
میں ادا کئے جائیں اور سال سنہ ۱۱۸۰ فصلی سے شروع ہو اس قرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط
پختگی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو
تیار ہوا۔ سر رابرٹ بارکر نے سلکٹ کمیٹی کو چٹھی لکھی کہ کل میں حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے
سامنے تمام عہد و پیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھہ روپیے نواب وزیر کو اس بات کے
لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹوں کو اونکے ملک سے خارج کردیں اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانوں
کو اپنے گھروں میں آباد کردیں۔ اومیں سے بیس لاکھہ روپیے سرکار کمپنی کے ہاتھہ لگینگے اور شجاع الدولہ
سے یہ بات بھی ٹھیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفائے عہد نکریں تو وہ پچاس لاکھہ سرکار کمپنی کو اس بات کے
دینگے کہ وہ مدد کر کے روہیلوں کے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادے
کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر جواب دیا کہ چالیس لاکھہ روپیے کے آدھے تم اس بات کے لئے منظور
کر لو کہ مرہٹوں کا اخراج روہیلوں کے ملک سے کیا جائیگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی
ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکھہ روپیوں کے تمسک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپیوں کی تعداد کو تاریخ کی کتابوں میں مختلف طور پر بیان کیا ہی
جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہدنامے کی نقل سے مطابق کر کے بیان کردی اون مختلف
روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھ یہاں ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہے۔
(الف) عماد السعادت میں سفر رام گہاٹ کے ضمن میں بیان کیا ہی کہ جب مرہٹوں کو دکن سے یہ خبر
پہنچی کہ نراین راو مارا گیا اور اوس کا چچا رگھناتھ جسکا عرف راگھوبا ہے اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا
تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن میں یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہان نہین ٹھہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھہ روپئے روہیلون سے دلوادین تو ہم دو آبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر وہ پہلے ساٹھ لاکھہ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کرلینگے - بلکہ تھوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکھیڑکر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کردینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جائے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو دیدین ساٹھ لاکھہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھہ روپئے بتدریج آپکو ادا کرونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدیے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہے -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہے کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کرلیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دئیے جائین - اور ادا اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرلونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ روپئے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑکر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لاٹ کر صفر ۱۱۸۶ ہجری مین مرادآباد کے علاقے مین گھس آئے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک داری کا دعوے نہ تھا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھہ روپیہ پر روہیلونسے صلح کرلی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

اب ہم یہان نہین ٹہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکہہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکہہ روپئے روہیلون سی دلاوین تو ہم دو آبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر وہ یہ ساٹھ لاکہہ روپئے دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کر لینگے - بلکہ تہوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکہیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کر دینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھ اور حافظ رحمت خان کو بُلا کر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جائے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکہہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون ۔ اون مین سی نصف آپ دوینگے اور نصف دوسرے سردارون سی دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو دیجئے یعنی ساٹھ لاکہہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکہہ ہماری طرف سی یہ چالیس لاکہہ روپئے بتدریج آپکو ادا کر دونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدیئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکہا ہی -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکہہ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہی کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کیا کہ چالیس لاکہہ روپئے اونکو دیئے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکہہ روپئے کا تمسک لکہدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکہدیا سب نے وعدہ کر لیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چہوڑ کر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکہہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بہیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچہہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہی کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لات کر سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین مراد آباد کی علاقے مین گہس آئے - چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک داری کا دعوے نہ تہا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکہہ روپیہ پر روہیلونسی صلح کر لی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

(ر) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلو نپر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خانکی معرفت جو مرہٹونکے ساتھہ تہا پچاس لاکھہ روپیو نپر صلح ہوگئی تھی۔

(س) اخبار حسن مین لکہا ہے کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھہ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکہین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کردیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھہ روپئے دینے کا ہمنے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہوسکتا ہے۔ چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی باتونکو ذہن نشین رکہنا چاہیے۔۔

(۱) اسی مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکہنڈ مین نہین آئی تھی۔ پس جام جہان نما مین جو لکہا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گہس آئے تہے اور فرح بخش مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے تہے۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تہے [۱]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تہا نہ شجاع الدولہ مرہٹونکے پاس ان روپیون کے پہنچانے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکھہ روپیو نپر مرہٹون اور روہیلو نمین صلح ہوئی تھی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کرکے شاہ جہان آباد کو اسوجہ سے نہین لوٹ گئے تہے کہ ان مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہوگئی تھی۔ کیونکہ ایسا نہین ہوا تہا۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابتہ نامہ وپیام کئے بدون ہی ندی نالونکی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے [۲]

(۵) ان چالیس لاکھہ روپیونکے دینے کا معاہدہ سفر رام گہاٹ سے پہلے واقع ہوا ہے یہ معاہدہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تہا۔ اور سفر رام سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا ہے

---

[۱] دیکہو روہیلکہنڈ گزیٹیر ۱۲ [۲] دیکہو مرات آفتاب نما ۱۲ [۳] دیکہو فرح بخش

عماد السعادت مین جو اسکو سفر رام گہاٹ مین سمجہا ہی یہ صحیح نہین -

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹونکی بامردی سے ہوئی تھی - مرات آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منولال اور شاہ نوازخانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۶ ہجری مین نواب ضابطہ خان تکو جی کرتے تھے اور اوس سے وعدہ کیا کہ مین تم کو کئی لاکہہ روپئے دونگا - اگر بادشاہ سے قصور معاف کرا دو - تکو نے حامی بھرلی - اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت بیاجی اور مہاجی سے بھی تصفیہ کر لیا - تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑہا اور بادشاہ سے اونکے عفو قصور کی درخواست کی - مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی - چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹونکی پچاس ہزار فوج کا نقطۂ مقابل نہین ہو سکتا تھا آخر کار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہو گئی ۲ - شوال ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا - اور منصب میر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی - اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکھنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچہہ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدھی ہماری آدھی تمہاری - بادشاہ نے چالیس لاکہہ روپئے مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین کیاتہا پس اخبار حسن مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیاتہا یہ غلط ہے -

(۸) اصل واقعہ یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھدیا تہا کہ وہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹونکو روہیلون کے ملک سے نکالدین - اور اگر موسم برسات کے بعد پہر وہ لوگ روہیلونکے ملک کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج پہر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکہہ روپئے شجاع الدولہ کو خرچۂ جنگ کی بابت ادا کرینگے - اور اس اقرار نامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط بطور گواہی کے کرائے گئے تھے - اور یہ اقرار نامہ حافظ رحمت خان نے اور سرداروں کے مشورے کے بدون لکھا تہا - مولف گلستان رحمت نے جو یہ لکھا ہی کہ اور بھی سردارونکی صلاح لیکر لکھا تھا یہ قول صحیح نہین اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکھا ہے - کہ حافظ رحمت خانصاحب کی صفائی

دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سرداروں کی کج ادائی ثابت ہو۔ فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو بھتی چھیڑی باتون مین پرچاکر چالیس لاکھ روپئے کا تمسک لکھایا اور وعدہ کیا
کہ مین مرہٹون سے معاملہ کرادونگا - اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکھنیون کے
معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش وحواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے
قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر
شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپیہ کے عوض مین دکھنیون کی بابت مقید اور مرتہن
کرادیا - نہین تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کھاکر اسطرح دام بلا مین کبھی گرفتار ہوتے -

بہرصورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کی وجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف
چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹون کے لڑانے مین انگلی بھی نہین ہلانا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹہ اور
بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد الیچ خان
کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی - اور اوس کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھن کے سرداران
عالیشان عفت اور جوانمردی مین شہرۂ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے -
بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین - اور یہ لوگ عورتون اور بچون پر
جور وجفا روا نہین رکھتے - مرد وپیر پر سختی کرتے ہین - اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان تقصیر وار
ہین نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنے جورو بچون کی محبت مین آپکے لشکر مین
حاضر ہوجائین - کیونکہ اونکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - بس اونکا آپکے لشکر مین
آجانا آپنے کیسے متصور کیا ہے - اس صورت مین اونکے زن وفرزند کے قید کئے ہین کیا فائدہ ہے
اسلئے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیونکو یہان بھجوا دیا
جاتے - اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہے اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم
کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی دیجئے اور اس تحریر
کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکر گذار بنائیے - فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپکی
قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نہ چھوڑئیے - سیندھیا نے اس دستار
اور تحریر کی بڑی عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھ لیا - اور ضابطہ خان کے
اہل وعیال کو اسباب وغیرہ کے جو بریلی مین ضابطہ خان کے پاس پہنچا گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کر دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اون سے ناراض تھے اور بوستان اودہ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جما دی تھی۔ چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق عجلت سے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی۔ اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکہنو کو متوجہ ہوے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے۔ راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین۔ چونکہ راجہ کے تحت مین تمام مغلیہ سپاہ تھی اور پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکہتا تھا اس لئے نواب نے بعض استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اوس کے خیمے مین ٹہیر گئے اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہی کچھہ کھانے کو دو۔ راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کہانا منگواکر کہلایا۔ نواب نے دو پہر آرام کیا۔ استراحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی۔ اور دن ڈہل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوتے اور چلتے وقت راجہ کو بامرار اپنے ہاتھی پر خواصے مین بٹہا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی۔ راجہ جانے سے انکار کرتا تھا۔ مگر نواب نے نہ مانا۔ جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہونچے تو اپنے مصاحبون مین سے ایک شخص کو خواصی مین بٹھا لیا۔ اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہو لو۔ اگرچہ راجہ فراست سے اون کا مافی الضمیر سمجھہ گیا۔ مگر حکم کی تعمیل کی۔ جب راجہ عماری مین بیٹھہ گیا تو ہاتھی بانون کو نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈھکدے اور خیر آباد کو روانہ ہوئے اور پیادون کو حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر مین جاکر سنا دو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے اب تک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے۔ آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہئے کہ شکر الہی بجا لاؤ اور راجہ کے تمام اسباب و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو۔ انشاء اللہ تمہارے ساتھ واجبی رعایت کیجائیگی پیادون نے حکم جاکر سنایا تو سب نے دعا و کورنش تسلیم کیا۔ لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی ہر ایک جو اس باختہ بھاگنے لگا۔ حتی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے۔ القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہوگیا۔ راجہ کے اصطبل مین اسپ خاصہ ۱۲۰۰ سو تھے۔ ایک سو اسی ہاتھی تھے۔ شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہو اور مقابلہ کرسکے اس سبب سے محمد قلی خان کو مروا ڈالا۔ وہی پاداش تمکو دیتا ہون۔ اور راجہ کو اندھا کرادیا۔[۱] راجہ بینی بہادر ایک برہمن تھا

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

بیسواڑہ توابع اودھ کا رہنے والا راجہ رام نرائن دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نرائن نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت وامانت کی شہرت تمام مین ہوگئی - مہانراین پسر کلان رام نرائن نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کامون کا مختار کر دیا - رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہانراین سے متعلق ہوگیا مہانراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو ولعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس سے نہایت آزردہ تھے - مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا - ایک دن تین لاکھ روپئے نواب نے منگاتے مہانراین نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بدا کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا - بینی بہادر نواب کے پاس گیا - اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو - اور سود مقیدی دو روپیہ منظور کیا جائے - اور خیرآباد کی نظامت فدوی کو دیجائے تو روپیون کا انتظام کر کے حاضر کرے - پھر پرگنہ خیرآباد سے یہ روپیہ وصول کر کے مہاجن کو دیکر سید خزانے مین داخل کر دیجائے گی - نواب نے اوس کی عرض قبول کر کے خلعت فاخرہ بخشا - راجہ نے دوسرے دن ہی زر معتولہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربین سے بڑھ گیا - اور اس کے بعد مہانراین عہدہ دیوانی سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا - اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہوکر عہدۂ دیوانی بر فائز ہوا اور اس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی وملکی کا ہوگیا -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزونکے ہاتھ سے بکسر مین شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا - بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۶۴ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو - مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سی نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء مین اپنے ملک پر بحال رہے - علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دیئے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کرلی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رکھین - بشرطیکہ راجہ حسبقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے - بلونت سنگھ تیس لاکھ اٹھانوے ہزار چارسو انچاس روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیا تھا۔ سنہ ۱۷۷۰ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بیدخل کر دے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخری ۱۱۸۴ ہجری مطابق ۱۷ ستمبر ۱۷۷۰ء اپنی ضمانت پر دلوائی چیت سنگھ اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا ڈھائی لاکھ روپے اضافہ کئے۔ نواب نے اس سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے تو تمھارا ملک اور تمھاری رعیت اسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثوں کے اور تمھارے اور تمھارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے لا اوبالی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دل سے خواہان تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کر کے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۱۸۵ ہجری میں اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخر کار شکست و ذلت اوٹھا کر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نواح میں فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر مقیم تھے عنایت خان کی خبر سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضی خان بڑیچ اور بہت بہادر کو پیشوائی کے لئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھوں نے خلعت اور شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایکدن اونھوں نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں کے مصارف کے لئے کافی نہیں۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ زیر اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی طرف تھا۔ عنایت خاں مغرض کو پہونچ گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے باپ کو بیان کیا کہ بالفعل یہاں ٹہرنا مناسب نہیں۔ شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے۔ شجاع الدولہ نے نوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خاں ساتھ تھا لکھنؤ داخل ہوئے۔ اور یہاں آٹھ ہزار روپئے عنایت خاں کو بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنوں کے بعد تمھارے معارف کیلئے جاگیر مقرر کردونگا۔ اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہاں سے سہری گھاٹ کیطرف کوچ کیا۔ عنایت خاں بدون رخصت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا۔ یہ بیان گل رحمت کے مولف کا ہی۔ لیکن فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خاں کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ برس روز تک فیض آباد میں بڑی سختی سے گذر کی۔ آخر بیچارہ مجبور ہوکر بریلی کو لوٹ گیا۔

مرہٹوں کے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایوں کی طرف روانگی

سنہ ۱۱۸۶ ہجری میں مہاجی پیشوا اور مہاجی سندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خاں کی صفائی کرا کے بخشی خان کے تین ہزار روپئے۔ دوسرے قول کے بموجب پانچ ہزار روپیہ روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا۔ اور روہیلکھنڈ کے سرداروں کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کریں۔ مگر حافظ رحمت خاں مرہٹوں کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمیں کھاتے تب بھی حافظ صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے۔ تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اسطرح معلوم ہوتی ہی کہ مہاجی سندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خاں سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کریں اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائیں تو جو ملک ہاتھ لگے آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے۔ اور اگر آپ کسی طرف نہ بولیں اور گنگا پار ہونے میں ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئیں۔ اور ہمارے سفر میں خارج نہ ہوں تو ہم چالیس لاکھ روپئے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہیں واپس دیدیں۔ اور اگر دونوں شرطیں آپکو نامنظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹ کھسوٹینگے۔ اور آبادی کو ویرانہ بنادینگے۔ اسپر حافظ رحمت خاں نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ مجھکو کبھی ہرگز تمھارے ساتھ ملکر مسلمانوں سے نہیں لڑونگا اس لئے میں تمھاری شرائط ترغیب و تحریص میں نہیں آتا۔ اور اپنے عہد کو نہیں توڑونگا اوس کا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو چکھنے کو میں موجود ہوں۔ اور شجاع الدولہ کو سارا

ان ماجروں سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گہاٹون کا انتظام کرلینا چاہئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھ روپے کا تمسک واپس کیا جائے جس کا ابتک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بھیجا گیا ہی - اور نہ آئندہ ایسی حالت مین مرہٹونکے پاس بہیجا جائے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بناکر حافظ صاحب کے پاس بہیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر آپ میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹونکو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جائے گا - انتہی -

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ چالیس لاکھ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹھیرا تھا - نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹونکے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹونکے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹونکے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپئے تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا - بہرصورت مرہٹونکی فوج سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلکھنڈ مین گھس آئی - اس بار اونکی یورش بدایون اور سنبھل اور مراد آباد کے علاقے مین تھی -

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپئونکے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا کہلا بہیجا - یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا - اور فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ مرہٹون نے اوس تمسک کے چالیس لاکھ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بھیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا - اور حقیقت مین پایاب گہاٹونکی تلاش مین مصروف تھے - روہیلونکی طرف سے اس کا کچھ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ اور فتح خان خانسامان اور احمد خان بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندی خان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوئے اور بسولی مین جاکر ٹھیر گئے - احمد خان بخشی کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تہا اسلئے اوس کو آگے کو بھیدیا تاکہ وہ سام گھاٹ پر پہونچکر گہاٹون کا بندوبست اور کشتیونکی حفاظت رکھی اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گھاٹ کے قریب [illegible] اسد پور مین ایک[۱] ۲۷ ذالحجہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کی ایک جمعیت نے گنگا اوترکر اوسکی فوج پر حملہ کیا اور بعد تکو ملکر بھی اپنی فوج کے ساتھ اس جمعیت کی مدد کو آگیا - اور احمد خانکو گھیر لیا - اور پامردی سے مقابلہ کرکے تمام توشہ خانہ اور سامان و اسباب گہوڑے ہاتھی ضبط کرکے

[illegible]

(۱) دیکھو [illegible]

احمد خان کو اپنے کسب میں گنگا پار بھیجا۔ اب مرہٹے نکلے طول اطمینان کے ساتھ اس علاقے میں پھرنے لگے۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجئے۔ اور چونکہ مرہٹونکی یہ چڑھائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلئے اونہون نے بھی شجاع الدولہ کو در پردہ لکھا کہ اس قوم کا استیصال کر دینا چاہیے۔ بادشاہ کا دل مرہٹون سے مکدر ہو گیا تھا مگر وہ اونکے ہاتھ سے مجبور تھے اسلئے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ میں بادشاہ کی جانب سے مرہٹون کا شریک ہونا پڑا۔ افاغنہ علی محمد خانی کے رفع کر لینے کے بعد اب کی بار مرہٹون کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزون کے ملک پر چڑھائی کرنے کا تھا[۱]۔

شجاع الدولہ کو جسوقت مرہٹونکی یورش کی خبر پہنچی اوسی وقت اوسنے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی اوسکے جواب میں سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لیکر اودہ پہنچا۔ اور وہان ہی شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیان کرتے ہوئے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ علامہ علی آزاد نے یہان بڑی ڈینگ کی ہے۔ شجاع الدولہ کے لشکر میں ایک لاکھ پندرہ ہزار دوکالونکی تعداد درج کی ہے۔ جب دوکالونکی تعداد یہ تھی تو لشکر و سپاہ کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہو سکا۔ یہ بزرگوار آنکھیں بند کرکے جو چاہا لکھ گئے ہین۔ لطف یہ ہے کہ کم فہم سی کو مان لیتے ہین۔

روہیلکھنڈ میں پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج میں گرفتار ہو گیا۔ اور مرہٹونکی فوج مع اپنے توپخانہ کے گنگا پار اوتر آئی۔ اس فوج کا بڑا افسر بساجی پنڈت تھا۔ حافظ رحمت خان ہنوز پیلی بھیت میں احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہین۔ اونکا منشا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جھگڑے سے اپنی جان بھی بچے۔ اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے روپیونکی ادا کرنے میں بھی کوئی مجبت ہاتھ لگ جائے[۲] لیکن مستجاب خان مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہو گئے تھے[۳] اور مرہٹون کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے۔ مرہٹون کے گنگا پار اوتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی۔ اور وہ مرہٹونکی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی[۴]۔ مرہٹون کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دیناپور کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں مشغول تھے۔ لیکن انگریزی فوج کے پہونچتے ہی وہ لوگ

---

[۱] دیکھو مرات آفتاب نما و تاریخ مظفری [۲] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر [۳] ملیسن نے غوث پور لکھا ہے۔ مگر اصل دیناپور مشہور ہے ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی - اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اونکا تعاقب کیا - اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علحدہ علحدہ ہو گئی - یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مرادآباد کی طرف روانہ ہو چکی تھی - اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رہتی اسدپور کے پاس پہونچکر مرہٹوں کی فوج میں سے ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا - اوس کے جواب میں ادھر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہو گئی اور مرہٹوں نے اپنا کمپ اوٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[۹] - اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان شجاع الدولہ سے آکر ملے - اور جب پور بسی کا نوب شہر کے مقابل گنگا کے کنارے ٹھہرے[۱۰] - عماد السعادت میں لکھا ہے کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونوں کے ہاتھی برابر رہتے تھے - اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے - اور نواب شجاع الدولہ اونکو حافظ جیو کہتے تھے - اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو - اور شجاع الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین - اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کر کے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں روانہ ہوا جو ایک ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی دم تر نہو سکتی تھی[۱۱] گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں تھا اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے - محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق اندازون کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا - بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بدایون کی آخری حد تک کہین نہ ٹھیرا جسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا - اور دوسرے دن سرحد بدایون تک یہ فوج اوس کا پیچھا کرا آئی - یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا معاہدے کے رو سے یون ہی جھگڑا لینے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے - اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑھانیکی کوشش نہ کی - جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی اوسی کو پورا کرنا پڑا - چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑھا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا - یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے - اور گلستان رحمت و گل رحمت اور فرحت بخش وغیرہ فارسی کی تاریخون کے خلاف ہے - اونمین لکھا ہے کہ مرہاجی سندھیا کا انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تکو جی کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا - مگر تکو اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اوس کا تعاقب نہ کر سکی - تکو کی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مرادآباد کو لوٹ لاتا کر غرہ محرم سنہ ۱۱۸۸ ہجری کو قصبہ اٹار کے گھاٹ سے گنگا کو اوتر گیا - جسقدر سپاہ روہیلون کی گھاٹون کی حفاظت کے لئے متعین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی بلسی

[۹] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [۱۰] دیکھو گل رحمت وغیرہ ۱۲ [۱۱] دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور خود انکو جس کے تعاقب حافظ رحمت خان بہیجے چھپوند کے قریب گنگا کو عبور کر گیا حافظ رحمت خان انکو کے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔ اس کام کو پورا کر کے سنہ ۱۱۸۵ع مین شجاع الدولہ دہلکہٹہ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گہاٹ پر اس نیت سے ٹہیر گئے کہ بعض وہلہ سرداروں سے موافقت پیدا کر لین۔ احمد خان بخشی نے انکو دس ہزار روپئے دیے لوٹ مار کی بابت۔ احمد خان اپنے لشکر مین پہنچا۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور شاباش حاصل کر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گہاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان دین و ایمان کی قسم لے ساتھ کر کے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد مین داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان مین جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت مین لکھا ہے کہ جب رام گہاٹ کی مہم مین مرہٹون کو شکست ہو جانے کے بعد نواب وزیر اودہ مین گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بہیجے۔ اونہون نے کانون پر ہاتھ دہرا کہ مینے وعدہ واپسی تمسک کا نہین کیا مجہہ پر یہ تہمت ہے۔ کہ شاہ من (جنکی معرفت شجاع الدولہ نے مرہٹون کی جڑہائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لئے بلائے گئے۔ اونہون نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام چلے آئے۔ اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا۔ اس وقت شجاع الدولہ پرگنات اناوہ اور شکوہ آباد سے مرہٹونکو نکال رہے تھے۔ حافظ صاحب نے انکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر مین دئے ہین مین لشکر لیکر اونکا بندوبست کرنے جاتا ہون مجبوری سے مرہٹون کے ہاتھ مین وہ چلے گئے تھے اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنون پر کچھہ نہین ہے مین انکو اوسی طرح اپنے قبضے مین رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹون کا فتح کر کے اپنے قبضہ مین رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا اب پھر اونہون نے جواب لکھا کہ پرگنات کی بابت پھر سوچونگا۔ اور جواب دونگا۔ بالفعل ۴۰ لاکھ روپئے بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہیلکہنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا۔ اور اونہون نے سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپ نے مرہٹون کو دیا ہے وہ مجھ سے لیجئے۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی۔ بڑے بڑے سردار اونکی لڑائیون مین

ارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی
شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔
یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے
ہین نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا مین صفدر جنگ کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ اور اونکے ہر ایک
مشورے مین شریک ہوتے تھے۔ صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم
بنگالہ کے پاس چلے گئے وہان بھی عزت کے ساتھ رہی۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر اودہ مین چلے آئے
شاہ آباد ضلع ہردوئی مین جو شاہجہانپور کے متصل ہی رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا
کر لیا۔ شجاع الدولہ اونکی عزت کرتے تھے۔ پھر خالص پور مین جو لکھنؤ سے پانچ کوس پر ہی سکونت
اختیار کر لی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت مین اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلونکی
دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہین۔ شاہ مدن کے ہان ہر سال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔
ہندوستان کے شہرون سے ہزارون علما۔ طلبا۔ مشایخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب
کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہان سے ادا کیے جاتے۔ اور اونکو کھانا دیا جاتا۔
تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیونکو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کئی نقال اس
کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے ملنگے اور بیرگی بھی اس مین شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگون کو سوا
خوراک کے بھنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی
پیرزادگی کی وجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عماد السعادت مین لکھا ہی کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہو جانے کی بڑی
وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹون نے دبا لیا تھا
اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو اوسپر شجاع الدولہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ جب شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپے جو مرہٹونکی بابت آپکے ذمے ہین ادا کیجیے
حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مین تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہین ہون۔ دوسرے سردار بھی یہانکے
رئیس ہین اول آپ اونسے طلب کرین۔ مینے اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہین کرتے۔ اون
روپیون مین سے میرے حصے مین بیس لاکھ روپے ہین تو اس کا تقاضا مجھپر کرنا آپ کو مناسب نہین۔ کیونکہ
ملک دوآبہ جو میرا تھا اوسپر آپنے قبضہ کر لیا ہے۔ اور مین خاموش ہون۔ اس قدر ملک اس تھوڑے سے
روپے مین گران نہین ہی۔ مین ایک روپیہ بھی نہین دونگا۔ آپ کا جو ارادہ ہو کیجیے مین مقابلے کو حاضر

ہون - تو انہیں دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے نقل کیتے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہی - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے - وہ فقرے یہ ہین اگر با صلح کیشان ہم رنگ حکم اللہ داگر باستیزہ و جنگ بسم اللہ - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہو جاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عمدہ برتاؤ نہین کیا تھا - اور چالیس لاکھ روپیہ دیونکے دینے مین حیلہ و حجت کرتی تھی اسلئے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینہ دیرینہ تازہ ہو گیا تہا[1] - انکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہو گیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کر دیا تھا - اولوالعزمی - ملک گیری بہانہ جوئی - بے مروتی اونکے ضمیر مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے مجوزہ امداد کی مدد نے اونکو روہیلونکی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کر رہا تھا - اودھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہو گیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہی جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہی - اور کچھ نہین ہوتا کہ اصل کیا ہے -

(الف) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کر کے اونسے دوستی پیدا کر لی - اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھ مدد دینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کر لیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدل دیا یعنی بجاے ۱۱۷۸ ہجری کے ۱۱۸۶ ہجری بنا کر اپنا رسوخ اور کمال خیر خواہی جتانے کے لئے مسٹر صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمہارے نصیب ہو گی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ یہ بلا ہمہی سے مخصوص ہی - اگر نصارے کا ہاتھ پہونچیگا تو ایک مسلمان متنفس کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے - اسلئے صلاح یہ ہی کہ ہم اور آپ متفق ہو کر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت حاصل ہو جاے تباہ کر دین ابھی فتنے کی ابتدا ہے - اگر انکو زور پیدا ہو گیا اور ہندوستان مین اپنا پاؤن انہون نے جما لیا تو ان کا یہان سے اوکھڑنا مشکل ہو جائیگا اسلئے انکا جلد استیصال کرنا چاہئے اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا آپکی بھی سلامتی کا باعث ہے - لیکن ہم روہیلون کو چار

(۱) دیکھو جام جہان نما ۱۲

لاکھ روپئے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا قول قابل اعتبار نہین جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہر ونشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بینظیر ہین لیکن عقلمند نہین اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہین۔ جب تک اونکی مہری تحریر مستحکم اور ایمان کے ساتھ موکد نہوگی اونکی بات کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ مسٹر گورنر صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد برآشفتہ ہوئے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لیئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیر خواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت مجل ہوئے دریائے حیرت مین ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجین کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر مینے حافظ رحمت خان کو اوس وقت مین لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے درمیان مین صلح نہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اوس کا مضائقہ نہین یہ میرا خط تاریخ مہکی دشمنون نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے چچازاد بھائی کا اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین فوت ہو چکے ہین۔ اور اس خط مین سنہ ۱۱۸۲ ہجری قوم ہے اگر یہ خط دوندیخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو ہم نے یہ خط بیشک کیا ہے اوس کا قول درست ہے اور اگر دوندیخان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سوائے اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے جو امرا اور وزرا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہوگیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب العلوم اور قیصر التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے۔

(ب) انتخاب یادگار مولفہ منشی امیر احمد مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہوگئی مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا سکے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ ہوا کہ فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑئے۔ جب فوج قریب ترتیب پہنچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے سہو یا انتہا کی خیر خواہی کی وجہہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے مین ملفوف کر کے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضیا حافظ رحمت خان کی نیت فاسد سی ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لئے دکھلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہی کہ جبکہ سرکار انگلشیہ سے مصالحہ ہوا تھا۔ اور بکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہد نامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی۔ گورنر جنرل اصل کار کو سمجھہ تو گئے مگر ثابت نہ کر سکے۔

درج اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لئے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران انگریزی کو گانٹھ لیا ہی۔ مناسب وقت یہ ہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہمارے مہمان ہین ہمارے شریک ہوتے ہین اونکے ساتھ یہ دغا بازی فتوت کے خلاف ہی۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو مظاہراً ان سے جنگ کرنا چاہیئے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی۔ یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لئے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھہ روپیہ دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اوسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر اتنا لیت و لعل کیا کہ خان محمد خان نے دو تین بولی شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور دینا تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑ کر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام پر تھی جنرل چمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوئے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکھائی۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی مینے لکھی تھی لیکن اوسوقت مین لکھی تھی جب مجھسے اور انگریزون سے بکسر لڑائی ہونی تھی۔ حافظ رحمت خان نے تبدیل تاریخ کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لئے اب بھیجی ہے۔

(د) مولوی سید ولی اللہ فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو بعض خطوط شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ خطوط حافظ صاحب نے منیر الدولہ کے ذریعہ سے انگریزون کو بھیجا دئے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزون مین مخالفت پیدا ہو جاوے۔ انگریزون کو شجاع الدولہ کی طرف سے کدورت پیدا ہوئی۔ اور منیر الدولہ نے یہ کہکر کہ شجاع الدولہ اپنی فوج کو بڑہا رہے ہین اور اوسکی قواعد و پریڈ اور مہیا رکھنے کی درستی کر رہے ہین اس کدورت کو اور زیادہ کر دیا انگریز کلکتہ سے بنارس آئے اس امر کی تحقیقات کرنیکے لئے آئے۔ شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت اونکے دل صاف کردئے اور ظاہر کیا کہ یہ خطوط بکسر کی لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے۔ اور یہ جدید فوج سرکار کمپنی کے دشمنون کی سرکوبی کے لئے تیار کی گئی ہے

فرح بخش مین لکھا ہے کہ جب گورنر ہسٹنگز بنارس مین اس واقعہ کی تحقیقات کو آیا تو شجاع الدولہ اوسکے ارادہ سے مطلع ہو کر اپنی عورتون اور بچون کے ساتھ بریلی روانہ گئے۔ اور تیس لاکھ روپئے ساتھ لیتے گئے۔ وہ روپئے گورنر کی تواضع کئے اور صفائی کرلی۔ بہرصورت اس خط کی تحقیقات کا واقعہ بنارس کے اندر ستمبر ۱۷۷۳ء مین ہوا۔ کیونکہ اس زمانے مین ہسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس مین ملاقات ہوئی تھی۔ ایک بڑا معاملہ اوس ملاقات مین گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جنکو زبردستی بادشاہ سے مرہٹون نے اپنے نام لکھا لیا تھا۔ اور ناظم شاہی نے مرہٹون سے اونہین بچانے کے لئے انگریزون کے سپرد کر دیا تھا۔ وہ اضلاع فروخت کر دئے گئے۔ سرکار کمپنی کا مقصد سے ارادہ تھا کہ ان اضلاع کو اپنی حفاظت مین نہ رکھے کیونکہ وہ اوسکی حکومت سے بہت دور ہے۔ اور گورنمنٹ کا خرچ بہت پڑتا تھا۔ پانچ برس مین دو کروڑ روپیہ اونہین خرچ ہو گیا تھا۔ اور آمدنی اسقدر نہ تھی اسلئے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹون کے ہاتھ مین اونکا دیا جانا تو اندیشہ اور خوف سے خالی نہین۔ بادشاہ مین خود یہ قابلیت نہین کہ اونکو اپنے پاس رکھ سکیں۔ اسلئے وزیر کو دینا مناسب ہے۔ منشی ذکاء اللہ لکھتے ہین کہ اسوقت اس بات پر خیال نہین کیا کہ بادشاہ نہ اوسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تھا جب اوسکو یہ اضلاع دئے گئے تھے۔ اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے۔ مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دئے جاتے تھے وہ نامرد

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزونکی دستگیری کے حکومت کر سکتا - کیونکہ گورنر خود
لکہتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری
استعانت کے نہین کر سکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ تاک کرتا مگر یہان ہم بہول گئے کہ بادشاہ
روپیہ نہین دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو یہ منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے
روپیہ پیدا کیجئے اس لیئے اوس نے ان اضلاع کو بہی اپنی ٹکسال مین ڈہالکر روپیہ بنایا
اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکہ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکہ روپئے نقد لیئے گئے - باقی
دو برس کے وعدے پر - پندرہ لاکہ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اونکے اضلاع مین بالکل شامل ہوجائین
اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تہا جس مین چند برس ہوئے کہ سب دیکھ چکے ہتے
کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کر کے مار ڈالا
تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکہ روپئے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو
دینا بہی موقوف کر دیئے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بہی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اونکی
مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک بریگیڈ کا خرچ دو لاکہ دس ہزار روپیہ
سکہ رائج الوقت اودہ ہوگا - اور بریگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورونکی - چہہ پلٹن سپاہ
ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس
تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد
ضلع بہار مین آئے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بہی اوسی
طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے
بعد ۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بہیجی کہ وزیر کو عنادولی روہیلون سے تہی وہی میری
ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اونکی امداد کر کے روہیلون کے
ملک پر قبضہ کرا دین - گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بہر لی - بلکہ شجاع الدولہ کو اوبہارا
اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلون کے ستیاناس ملانے والے تہے اور انگریز اون کے
وہ حضرت پیر و مرشد تہے جو وہ کہتے تہے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے
ضرور تہا - گو کبہی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا - اور کوئی اونسے بگاڑ کی بات
نہین کی - مگر حضرت برائے مصلحت سب کچہ جائز ہے - اودہر انگلستان سے
کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹہی پر چٹہی آئی کہ روپیہ بہیجو روپیہ بہیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کروا دے پھر یہان فوج کی تنخواہ کا تنخواہ پر چڑھنا فصلون کا کھٹا
ہونا کاشتکارون کا بھاگنا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کروڑ روپیہ کا قرض
پھر اوس کا سود بر سود چڑھنا کیا کیا آفتین تھین۔ یہ وقت بہت نازک تھا۔ اس لئے آپس مین
معاہدہ ہو گیا کہ چالیس لاکھ روپیے نواب وزیر نقد دین اور سپاہ جب تک اون کے
کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکھتا ہے کہ اس معاہدے سے
ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہو جاویگا
اور چالیس لاکھ روپیہ سے خزانہ معمور ہو گا۔ اور وزیر کے ہمسایہ بد سے نجات ہوگی۔
اور اون کا ملک محفوظ ہو جاوے گا۔ انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تھا
مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لیے
جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضے نہو بڑے حیف کی بات ہے۔ اور ایسی
ہی کامون کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔ عدالت اور ضرورت
جو اپنے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب و ضعیف و کمزور ہین
عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ
و حوالہ تبلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت کرنے اور مرہٹون
کے نکالنے پر موعود تھا جبکہ مرہٹون کی یورش کا برابر کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اور روہیلون کو اونکی
طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہوا تھا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو کبھی ذرا
اونکے دفع کرنے مین اونگلی بھی نہ ہلاتا۔ وزیر ابھی زر موعود کس منہ سے مانگتے تھے
کہین بھی یہ انصاف ہے۔ روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے درپے ہو
کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونہین بھسم کرتی اپنے سر مین
آپ کیون کلہاڑی مارتے پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اونہون نے مرہٹون کی
امداد کی تھی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اونسے لڑنے کے لئے آمادہ رکھتے تھے۔ مگر
کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اونہون نے کتاب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت
ہوتے دیکھ کر اونکی آتش غضب کو ٹھنڈا کر دیا۔ حق پوچھئے تو روہیلون کے مرہٹون کی مدد نہ کرنے پر
ہی مرہٹے روہیلون کے ملک کو تاخت و تاراج کرتی تھی۔ اگر یہ دشمنی ہو جاتے تو وزیر اور اونکی ملک کی خیر نہ تھی مرہٹے اون کے
ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گھر کے چولہے مین آگ اور گھڑے مین پانی تک نہ چھوڑتے وزیر نے اگر

جنسے یہ جبر سے کچھہ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت اور نیز یہ غرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا
تو عقلا بہی نامناسب تہا گورنر جو ولکھتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیے اوس کا ملک بمنزلہ سرکار
کمپنی کی گرد نیز ملک کی حفاظت کا بوجہ رکہتا ہی۔ ہیسٹنگز نے گورنر کا کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو
اپنی طرف سے اوس کے لیے اوکساتے رہے۔ ہیسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتہہ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلے تہا اوسکی کونسل مین پہلے
یہ لوگ ممبر مقرر ہوئے تہے فرنسس جو عہد اعلے پر طلب فرنسس ہوا اور کرنیل مونسن اور
جنرل کلیورنگ اور بارویل کلکتے مین آنکر ہیسٹنگز صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا جس کے بڑے
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوئے۔ اب تک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی ریاستون سے جو خط کتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھہ مین تھا اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بہی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاستہا سے جو نہ سے جو سول گورنمنٹ
کا افسر ہو وہ خط وکتابت کیا کرے۔ اونہون نے یہ بہی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجہہ مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق رائے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط وکتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جن مین تحریرات سے تہیلا پڑجاتا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکی ساتہہ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجہے ہی اختیار دیا جاے اور مین ہی اوس سے خط وکتابت کیا کرون اور
اوسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے منہ مینٹ مڈلٹن
کو کچہہ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتہہ اپنی
خفیہ خط وکتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچہہ عرصے کے کونسل کے ممبرون مین ہی فرنسس
اس بات پر کہ تمام تحریرات معاملات اودہ کی ہیسٹنگز صاحب نے اوسکو دکہانا نہین افروختہ خاطر ہوکر
ہیسٹنگز سے سخت دشمنی کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور
کلیورنگ بہی اسی کا دم بہرنے لگے۔ اسلیے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارویل جسنے
تہوڑے مدت تک کام کیا تہا ہیسٹنگز کا طرفدار رہتا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکہہ بہیجا کہ تم ہم سے

ساری خط وکتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو اودھ ہی واپس بلالین - اسپر مسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین گورنمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہو جاے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار ہے اوسکو ساقط الاختیار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لیئے اونکی راے کو غلبہ کرتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا - مسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکہنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے -

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآبہ پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لینا

بنارس مین مسٹنگز صاحب سے ملاقات کر کے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اسوقت مین ایسی سخت بارش ہو رہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تھا - تھوڑی ہی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کر کے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھوا کر اوس کو عبور کیا - اور دوبے کیطرف کوچ کیا - اور محالات جیکلہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے انشاے فیض بخش مولفہ محمد فیض ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے - جس سے اس مہم کی کچھہ تفصیل معلوم ہوتی ہے - اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ و سوار کے ہمراہ لیکر ۲۰ - رمضان ۱۱۸۷ ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا - اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا - نواب کا گذر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا - نواب نے چارون کی گردن اوڑوا دی - کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستاسے - اسی مقام مین سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین اپنا سامان جمع کر کے جنگ کیلیئے مستعد ہین نواب کے حکم سے

مرتضے خان اور محمد لشکر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ وفوج لیجاکر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھ توپین چڑھاکر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہوگئی اور اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹۔ رمضان کو اوہنون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت پنڈت مرہٹون کا افسر اس قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرکے قلعہ خالی کردیا نواب نے بہت عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلا گیا یہ سید علی داروغہ کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کرکے وہان پار مقیم ہو جاؤ تاکہ مرہٹون کی کوئی فوج اودہر سے عبور کرکے قلعہ کیطرف مدد کیلئے نہ آئے اور نہ اودہر رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چارسو سوار اور بار برداری اور اونٹونکے ساتھ ادہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر باڑھ پر رکھ لیا بہت سی آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتھیار ڈالدئے میر مذکور نے اونکو مارا نہ کیا۔ بلکہ اوسی جاتھین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلوا کر چھوڑ دیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۲۔ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوئے اور یہانپر فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے۔ نواب وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوے کو فتح کرکے فرخ آباد کیطرف کوچ کیا اور اوس کے متصل ٹہیر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ یا ۱۴ برس کی تہی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی تعزیت کیلئے فرخ آباد کو بھیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کرلیا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ع مین یہ نواب بنگش اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ سمجھو دریافت نہیں ہوئی اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد میں ہی ایک جز اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فوج فتحگڈھ مین مقیم تھی[سلہ] آرون صاحب تاریخ فرخ آباد سے

سلہ دیکھو فرخ بخش وگیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اتاوہ فتح کرتے مین بہی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تہا نواب مظفر جنگ نے بذات خود اتاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب زبردستی اوسکی ساتھ تعظیم وتکریم سے پیش آئے اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑہ مین کوریا گنج و سہرورگنج کو روانہ ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعو کی بستی ہے انجام دیے گئے - ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا - فی الحقیقت اس لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[۱] وتروا و ٹھٹھیا اور سکت پورا[۲] اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ پایکا کہ اسطرح سے اودہ مین شامل کیا گیا تہا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکہن شامل ہو گیا ماسواے چہبرامو[۳] و سکراول[۴] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنون مین شامل ہین - بعد تہوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور شخص تہا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا - عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تہا کہ اوس نے اپنے ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے چہین لین سا جہ تروا اور ٹھٹھیا اور چودہری کشن گڈہ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تہا وہان کوئی متعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین پہونچنے دیا - ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعتون کی حالتو مین پیدا ہوا - اس مین شبہہ نہین کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والون کی بہ نسبت دکہن کے کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا -

عماد السعادت مین لکہا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا - تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکہا کہ یہ کیا مصیبت آئی تہی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کرلی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگئے اور پٹہانون کا نام ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی - اگر تم فرخ آباد سے نہ نکلتے - اور اپنی جگہہ پر بیٹہے رہتے تو

[۱] تحصیل چہبرامو ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین تعلقہ ٹھٹھیا و تروا شامل تہا ۱۲ [۲] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہی [۳] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [۴] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھ تمہارا کچھ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ آباد کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹہان تمہاری مدد کو مستعد تھے اس قدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوئے۔ افسوس ہے کہ اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگون کو بے اعتبار کردیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اُسے دیکھکر بہت آزردہ ہوئے۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر بلدہ اور کورٹیا گنج کے نواح مین پہنچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و چرب باتین لکھکر اپنے ساتھ اپنے پاس بلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کے تبع ہوگئے۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال مین نہ لاتے تھے ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہتے انہون نے عزت و حمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپون کا نام ڈبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون مین داخل ہوگئے درجہ امارت و حکومت کو ہاتھ سے کھو دیا۔

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ چالبازی

سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھہ جاٹ والی بہرتپور کے ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے ہگادیا نول سنگھہ ڈیگ مین پناہ گزین ہوا قلعہ اکبرآباد پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بہرتپور کی ریاست کیطرف سے دانشاہ وہان نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپون سے آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھہ کی ہزیمت کی خبر سنکر یہ خیال کیا کہ آگرہ بھی نجف خان ضرور فتح کرلیگا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کیطرف سے بہت کدورت تھی اسلیئے ایلچ خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کیا کہ اس خانہ زاد کے ذریعے سے جاٹون کا پیشکش قبول فرمایا جائے اور اونکا [illegible] ہو جاتے ہے۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھہ کی بڑی آرزو ہے۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقارالدولہ سے مجد الدولہ بھی رنجیدہ تھا اوس نے نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے تمام آن طرف جمنا کو نواب ضابطہ خان کے سپرد کرا دیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقارالدولہ کی کساد بازاری کی فکر کرنے لگے - جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا اون نہ چلا تو انہہ اپنے ریاکاری سے دلی دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا - اور ذوالفقارالدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا اور اوس سے ملاقات کرکے جھولیر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور لسبنت علی خان کو ہمراہ کرکے مقام[۱] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بھیجا اور اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقارالدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے کیون اتفاق کیا[۲] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئے گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے - نواب نجیب الدولہ کے مرنے کے بعد سارے روہیلون مین کوئی شخص حافظ رحمت خانکی برابر معزز اور دانشمند نہ مانا جاتا تھا - مگر اسوقت وہ خود مخمصون مین مبتلا ہو رہے تھے - سیرالمتاخرین کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس لئے روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا - اور سقدر محبت و اخلاص نواب سعد اللہ خان اور عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تھا بالکل فراموش کردیا - عنایت خان پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تھا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو جنگ پیش تھی - یہ سب احسانات اونہون نے بالائے طاق رکھدئے - اور مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر کو تیس لاکھہ روپئے رشوت مین دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا - گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرم ناسہ اور حدود صوبہ اودہ و الہ آباد سے تھے آگے کو قدم رکھے اور ہمے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے کے لئے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگائے - اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا ملک فتح کرے - اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے . . .

---

[۱] دیکھو انشائے فیض بخش ۱۲ [۲] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملوں سے اوس ملک کو محفوظ رکھے اور اگر کوئی انگریزون کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزونکی شرکت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھہ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کے سد راہ اور غنیمہ ہے جو کوئی اودہ کا قصد کریگا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاؤ کے لئے اوس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزونکی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑہائی حافظ رحمت خانکی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلونکو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹونکی چڑہائی کے وقت پایا تھا تو اون چالیس لاکھہ روپیون کے پورا کرنے کے واسطے جو بوجہ عہدنامہ کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامہ کے اقرار سے بہی مخالفت ظاہر کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۷ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون کے ملک پر چڑہائی کرین تو ...م کئی لاکھہ روپئے ایلچ خان کی معرفت نذر کریگا۔ اور خالصے کے علاقے پٹھانون کے ہاتھ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھہ لانا چاہئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکالدینے کے واسطے مجھہ سے کمک چاہی تھی اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی مین کج معاگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے کھڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوس کی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو پتا لگی ہسلئے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتھہ روانہ ہونے کا حکم دیا۔ عالم نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان بنارس دوندیخان نے بھی اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بدایون کا حصہ ان لوگون کے قبضہ مین تہا ملکہ انتی بادی کا رستے

ثابت ہی کہ روہیلونکی نسبت اس خانہ برانداز سازش مین نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے ۔ مگر اون پر محض افترا ہے ۔

۸ ۔ نومبر ۱۷۷۳ء کو بمقام بنارس شجاع الدولہ نے گورنر کو لکہا کہ روہیلونکے استیصال کے واسطے وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اوسکا ایفا ہو اس بابت درخواست ہے گورنر چکرائے ۔ ابتک کونسل کو کچھ خبر نہ تھی ۔ غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹھہری کہ سپاہ کمک کے لئے بہیجی جائے اور شرائط سپاہ بہیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھہری ہیں اسوقت گورنر اپنی صفائی کو دکہایا کہ اوس نے اپنے ہمراہیوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ آف ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق میں نہایت فائدہ مند ہیں ۔ اور وزیر پر ایک بار گران ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منظور نکرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ پہنسنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اعلے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے ۔ اگرچہ لندن میں کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی ایذا دہی پر سپاہ بہیجنے پر لعنت ملامت کی ۔ مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اوس عہد نامہ کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا ۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ہیسٹنگز کے گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونے کے بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلائے عام) میں ۴ ۔ اپریل ۱۷۸۶ء کو اونپر اس خونناک کام کے لئے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر بحیثیت الزام لگایا گیا ۔ تو ۲ ۔ جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا تہا ۔

اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپئے دینے کا وعدہ کیا تہا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین برگیڈ میں سے جو دوسرا برگیڈ الہ آباد میں رہتا تہا ۔ اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے ۔ کرنیل چمپین جو کمانڈر انچیف تہا ہر طرح سامان لڑائی کا انتظام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا ۔ ۲۴ ۔ فروری کو شجاع الدولہ کے ملک میں پہنچا ۔ شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اوسکی سرحد پر واقع تہا ۔ انگریزی فوج سے ملے ۔ اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑہائی کرنے کا فرخ آباد کیطرف سے مصمم ہوا تہا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑہانے کا حکم دیا اور رام گہاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی ۔ اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دہمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی ۔ حافظ صاحب اس کارروائی سے آگاہ

ہوکر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا
محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں احمد خاں و محمد خاں وغیرہ
پسران بخشی سردار خاں اور احمد خاں و اعظم خاں وغیرہ انہاے فتح خاں خانساماں نے
حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاو کر رکھا تھا ۔ اونکو خیال بھی نہیں لاتے تھے
اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا ۔ سنہ ۱۱۸۷ ہجری کے آخر سال اب شجاع الدولہ کی
طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہوگئے تھے ۔ اور اونکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک کہ
دلوں میں نشو ونما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بد ظن ہوگئے ۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ
اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا ۔ چنانچہ محب اللہ خاں
اور فتح اللہ خاں نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھکر کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک
ہوگیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاے گا ۔ شجاع الدولہ کے پاس
بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں ۔ وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کردی
اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا ۔ اور خود
وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا ۔ اسیطرح محتشم خاں نے جو ایک نامی
اور معزز رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ ۱۵ سو روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالہ کی
تنخواہ علحدہ دیتے تھے ۔ اور چند گاؤں جاگیر میں دے رکھے تھے ۔ شجاع الدولہ سے خفیہ
سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی ۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی
بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا ۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے
اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے ۔
جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کرنے کا ہے ۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے ۱۲ محرم سنہ ۱۱۸۸
ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے ۔ اور آنولے میں پہنچکر یہاں لڑائی کا جھنڈا
کھڑا کیا ۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوے ۔ کچھہ راجپوت چھوٹی چھوٹی
جاگیردار اور میاں دوآب یعنی فرخ آباد کے بنگش پٹھان شریک ہوے ۔ نواب فیض اللہ خاں
والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے
پاس چلے تھے ۔ اور اون کے بھائی محمد یار خاں اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی دو دو

ہزار آدمیونکی جمعیت سے پہنچ گئے۔ ہفتے کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان
پسر فتح خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر مین شامل ہوئے۔ مگر یہ دونوں باطنا یہی چاہتے
تھے کہ حافظ صاحب مارے جائین کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرفسے
بیدل کر رکھا تہا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ غرضکہ تہوڑے عرصے سے روہیلکھنڈ
مین فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پہیل گیا تہا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کیطرف مصروف
تہا۔ اور دوسرے کی خرابی سمجھتے عزت کو کیا کرتا تہا۔ محب اللہ خان ابنائے دوندیخان
اس لڑائی مین اول سے شریک ہوتے۔ کیونکہ انکو جسقدر حافظ رحمت خان کی مدد کرنے کا
خیال تہا اوسی قدر شجاع الدولہ کے معاہدہ کا پاس تہا یہ دونون سردار نواب شجاع الدولہ کی چکنی
چپڑی تحریرون اور غلام محمد کی چرب زبانی پر کہ قرآن مجید لاکر عہد و پیمان کیا تہا حافظ صاحب سے
باطنا منحرف تہے اسکے علاوہ انکے پاس سامان درست تہا نہ روپیہ تہا سپاہ فقر و فاقہ کی
وجہ سے گریبان گیر تہی اس لیئے ان دونون بہائیون نے روپیہ نہونیکا عذر پیش کر کے حافظ جی
سے مجبوری ظاہر کی اور یہی کچھ بہیجا اسیپر ہی وہ لوگ جو نجات الدولہ سے ملے ہوئے تہے سامان
سفر کی تیاری کا بہانہ کر کے اپنے مقامون سے نہ نکلے۔ مو فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے پٹہان
نوکر بے نوکر تنگ قوتی کی وجہ سے جوق جوق آکر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہوگئی تو
منافق بہی اپنے بیگانون کی طعن و تشنیع کی وجہ سے تہوڑی تہوڑی جمعیت کے ساتہہ
آنے لگے۔

جسوقت حافظ رحمت خان آنولے مین اپنے سامان جنگ کی درستی مین مصروف تہے اوسوقت
شجاع الدولہ کو کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے مین یعنی رام گہاٹ پر گنگا کے پل
کی تیاری مناسب نہین اپنے ہی علاقے مین پل تیار کر کے سیدھی اپنی ملک سے روہیلکھنڈ مین داخل ہوویں
اسلئے کہ سیدھی اچھی طرح اپنی ملک سے پہنچ سکنے کی اسباب برائے قایم ہوکر شجاع الدولہ نے
گہاٹ نانیو پر پل تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتہہ جس کا افسر کرنیل چمپین تہا روہیلکھنڈ کی
جانب روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان
بنگش بہی ایک ایک ہزار سپاہ کے ساتہہ شجاع الدولہ کی شریک تہے شجاع الدولہ نے کوہ پہنچکر بہاکی راناکو

دیکہو تاریخ فرخ آباد مؤلفہ ولی اللہ و سیر المتاخرین و غرح مجنز داخبار و تذکرہ حکومۃ المسلمین وغیرہ ۱۲

جو حافظ الملک سے منحرف کردیا تہا۔ شجاع الدولہ جب روہیلکہنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کرتے
ایک تحریر روپیونکی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اونہون نے بہیجی گئی اونہون نے اس تحریر کو دیکہہ کر
اپنی فوج کے ساتہہ مخالف کی جانب بڑہنا شروع کیا اور کیارا کے گہاٹ رام گنگا کو عبور کرکے
فریدپور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کی فاصلے پر ہی شجاع الدولہ کی فوج
روہیلکہنڈ مین داخل ہوکر شاہجہانپور کے قریب پہنچی۔ عبد اللہ خان نبیرہ نواب بہادر خان
رئیس شاہجہانپور حافظ صاحب کیطرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تہا یہ شخص حافظ صاحب
سے علاوہ دوستی رکہنے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بہی تہا جب اوس نے یہ حال
سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہی ہین تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا
شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحتاً خلعت عنایت کیا اور ساتہہ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
پر مقام کیا۔ سنا جاتا ہی کہ شاہجہانپور کے پٹہانونکی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے
لکہنو والون سے بہت زیادہ تہا۔ علاقہ اودہ اور روہیلکہنڈ کے خاص دہورے پر ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ جہگڑے اور سازشین بنا کرتا تہا بلکہ روہیلکہنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ
کی دست برد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹہہ یعنی شمالی اور مشرقی
حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا قبضہ نہ تہا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹہانون کے
تصرف مین تہا۔

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہجہانپور پہنچنے کی خبر سنکر جو بیس ہزار سوار اور چار ہزار بان انداز
اور ساٹہہ توپون کے ساتہہ فریدپور سے روانہ ہوئے اور بہگل ندی کو عبور کرکے میران پور کٹرہ کے
مقام پر آئے یہان آبادی کے قریب انہون نے باغون مین فوج کا حصار بناکر قیام کیا حافظ رحمت خان
کی طرف سے جسقدر تاخیر ہوتی تہی وہ اونکے واسطے مفید تہی کہ اونکی جماعت روز بروز بڑہتی جاتی
تہی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تہی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تہا۔ آخرکار انگریزی فوج اور شجاع
الدولہ کی فوج تلہر ضلع شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑہی کہ روہیلون کو جلدی لڑائی
مین مشغول کرے اور موضع [illegible] کے قریب میدان مین ٹہہری۔ اس پیشقدمی سے روہیلون پر ظاہر کیا کہ
مخالف کا ارادہ بریلی پر [illegible] کرنیکا ہی جہان پر حافظ صاحب کے اہل وعیال موجود ہین اسواسطے حافظ رحمت خان

[1] دیکہو روہیلکہنڈ گزیٹیر - ۱۲

اس فوج کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑ کر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار بڑھتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آ پہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جو کسی قدر اس کے قابل جگہہ تھی تو کرنیل چمپین صاحب جنہوں نے وہ تدبیر بتائی تھی۔ اور نقشہ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزیٹیر کے حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۲۵ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر بے نوکر سب شامل ہیں اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور سیرالمتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مصنفوں نے لکھا ہے کہ اونکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب بلکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار اکیلے اور سناٹے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہئے۔ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آئے ہیں اونسے صلح کرلینا چاہئے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیں اون سے بات چیت کر لونگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا پھر سب سے سہولت کے ساتھ رفتہ رفتہ وصول کرلیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا۔ مگر اس کے خلاف سیرالمتاخرین میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدت گذر چکی اور اب تک آپ نے وہ روپیے ادا نہ کیے۔ اب مناسب یہی ہے کہ وہ روپیے جلد پہونچائیے۔ ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا چاہئے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دوراندیش تھے فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دونڈے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک چھین لیں۔ اونکی امداد کے مددگاروں کی جنگ سے عہدہ برا ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہے کہ اس ملا کو روپیہ دیکر ٹالدین کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہیں کے ہاتھ میں ہے
ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے
ور بیرده دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہیں
البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو مجھے بھی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہنچنے
سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے۔ اور ان احمقوں نے اون روپیوں کے دینے میں جنکے ضامن
امنکے اور دوسروں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوئے تھے پہلو تہی کی[1] اور لڑائی کرنے
کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے غرور و شجاعت
کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب
کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے۔ اور اون سے شراکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے
بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔ میدان جنگ میں آبروئے
مردمی جاتی رہیگی بھاگتے نظر آوگے۔ انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملادیگی
چونکہ ان روہیلوں کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا پر
ہوئے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اونکی سزا کا وقت آچکا تھا۔ اونکی عقلوں پر بیوقوفی کے
پردے پڑ گئے تھے۔ اسلئے اون مستحقین غضب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت
پر التفات نہ کیا۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے
وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار لڑائی کے ارادے
سے اوتارا تو بہادر سنگھ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر
شجاع الدولہ کو دیدیجئے۔ اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے چمپین واپس
کیجئے۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے۔ میں قرض نہیں دیتا۔ مجھے پھر ایسی وقت
کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملیگی۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے
لئے تیار ہوئے۔ یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم
کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ
صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرا دیجئے۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اوسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے ۱۲

چالیس لاکھ روپیون نے بھیجے دیدے اور انہون نے دو کروڑ روپے لیے۔ غرضکہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹ - اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ ہجری کو لڑائی کے لیے سوار ہوتے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ ہوا - ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے توپخانے کو بڑا کر لاہی کھیڑے[۵۱] کے نشیب مین دریاے بہگل کے کنارے پر جما دیا - حافظ صاحبکو انکی مخبرون نے اسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لیے کل کا دن مقرر کیا ہے[۵۲] ۱۱ صفر ۱۱۸۸ ہجری مطابق ۲۳ - اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے لیسنت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کرکے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا - اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ بندوقچی کے ساتھ جن کو نجیب کہتے تھے بھاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بھیجا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بانسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹھہرے - فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار ہوا تھا - حافظ

---

۵۱ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ مقام لاہی کھیڑے مین دریاے بہگل کے کنارے فریدپور کے متصل میدان کرک مین جنگ ہوئی تھی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کٹرہ کا لڑی خان اور فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کھیڑے کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تھا - کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی و شمالی مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھ میل اور شاہجہانپور سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے - آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے - اور روہیلکھنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہے - ۱۲

۵۲ دیکھو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل ڈر گیا بس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین معروف تھے کہ انگریزی لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی۔ حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے تھے کہ ہرکارے خبر لائے کہ انگریزون نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کیلئے کھڑے ہوئے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے مین آئے۔ اور اون سے مشورہ کیا۔ حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ بیا دا اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نکرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا پہلکھنڈ مین وہانسے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمہارے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اُسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلون کا لشکر پورے طور پر درست ہونے اور سنبھلنے بلکہ جمع بھی ہونے نہ پایا تھا نہ تک کہ نقارہ بجانے کا اور عہدہ دارون کو تیاری کا حکم بھی عام طور پر نہ دیا گیا۔ سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گھاس چارہ کی فکر مین اور بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے۔ آج بڑی غفلت روہیلونکے لشکر مین رہی دشمن لڑائی کو سر پر موجود ہے اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے۔ پہر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان ابن شیخ کبیر غنیم کا مقابلہ بھی کر گیا جو بقول مولف گلستان رحمت حافظ رحمت خان کے لشکر کے ہراول مین تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین پہنچکر مستقیم خان کے غول مین کھڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانو کے ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تھا۔ سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے ساتھ جانب جب سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ مگر بہت سے سپاہی فوج کی زد سے نکلکر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہنچے اور کچھ اون کے صدمے سے ہلاک ہوئے۔ مگر پھر بھی کسیقدر دل بنے انگریزی لشکر مین گھس گئے۔ اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب نہوئے۔ اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھہ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ سید ھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے۔ اور مادس کے غول مین گھس گئے۔ اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ گالون چھین لیا۔ جس کی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے۔

ادھر دوسری آڑ پکڑ کر بندوق دہان سے لڑنے لگے منتخب الاخبار میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان اور مستقیم خان بسنت علی خان کی فوج سے لڑنے لگے۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے مقابلے میں نمودار ہوئی تو اونکے توپخانے نے بڑی تیزی کے ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ یکایک احمد خان پسر سردار خان بخشی جو شجاع الدولہ سے ملا ہوا تھا بغیر لڑے بھڑے بھاگنے کا غلغلہ لشکر میں ڈالکر بھاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے پانوں میدان جنگ سے اوکھڑنے لگے۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی پٹھان جوق جوق منتشر و متفرق بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحب کے ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی جبکہ مخالف نے یہ حال دیکھا تو اونے تین طرف سے زور دیا ایکطرف مستقیم خاں پر دوسری جانب نواب فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولوں کی خوب بارش ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بھاگنے لگی۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے کمک طلب کی۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوج کے معدود سپاہ ساتھ تھی اوسی کو لیکر اودہر توجہ کی کچھ دور چلے تھے کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوج کے مقابلے کو لوٹے۔ سواروں کے کئی دھاوے انگریزی فوج کی جانب سے ہوئے۔ مگر کوئی نتیجے کی بات پیدا نہوئی۔ عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے۔ اونکی غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوجیں کو لشکر سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاویں اونکو اپنی فتح اور بہادری کا یہانتک گھمنڈ تھا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سرداروں پر تقسیم کر دئیے تھے۔ اور کہدیا تھا کہ جو جس محلے میں داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لئے معاف ہیں۔ کرنل چمپین بھی حافظ رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کوئی چالیس ہزار اونکی سپاہ ہوگی وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہمسے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر میں گھس آئے اور اپنے جھنڈے گاڑ دئیے تاکہ اوروں کو حوصلہ آگے بڑھنے کا ہو بار بار ہماری توپوں کے چھیننے کا قصد کیا۔ مگر ہماری توپوں نے اونکو بڑھنے نہ دیا جب پاس آئے اونکو اوڑا دیا۔ اونکی بہادری کا بیان ناممکن ہے۔ اونہوں نے سب طرح سے اپنا فن سپاہگری دکھایا غرض دو گھنٹے اور بیس منٹ تک آدمیوں پر توپوں سے خوب آگ برسی۔ اور کچھ اوپر منٹ بندوقوں کی گولیوں کے اولے خوب برسے سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرزوں کی طرح اوڑتے تھے دو ہزار روہیلے اور بہت سے سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے رہرو ہوئے۔ مستقیم خاں کے فرار ہونے کے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑی کو آگے بڑھا کر انگریزی فوجکے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزوں نے دوربین سے سوچ کہی کو اونکے سر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلب کے محاذی لگا مگر کہا کر فاصلے پر گر پڑا تنقیح الاخبار کا مولف کہتا ہی کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ مان رائے جو اوسجگہ موجود تہا - کہتا تہا کہ گولا حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تہا جسکا ایک نیلگون داغ اونکی جلد پر پڑ گیا تہا - قیصر التواریخ میں لکھا ہے - عجیب بات یہہ ہی جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اوسوقت حافظ صاحب جامہ ہندوستانی قدیم پر تین قرآن شریف پہنے ہوئے تھے - وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا چھاتی میں ایک سیاہ دہبہ گولے کی دہمک کا لگ گیا تہا - جس کے صدمے سے حافظ صاحب گہوڑے سے گر پڑے - پگڑی سر سے اوتر گئی - خدمتگاروں نے اوٹھا کر سر پر رکھی اور منہ میں پانی ڈالا - ایک دو مرتبہ ہونٹھ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکلگئی احمد خان پسر فتح خان اپنی فوجکو لئے ہوئے علیحدہ کھڑا تھا - یہ حال دیکھکر فرار ہوگیا - حافظ صاحب کے بیٹے یعنی محبت خاں اور حافظ محمد یار خان اور محمد دیدار خان اور الہ یار خان اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بہاگنے لگے تو یہ بھی میدان سے بہاگ نکلے اور پیلی بہیت کیطرف چلے گئے - نواب فیض اللہ خان اوسوقت تک اوس گانون کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے - حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر دو تین رستمانہ حملے خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے دیرونکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں پہنچکر فوجکو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے - وہ وہیں پہونچے تو نکل گئے کیمپ پڑے تھے - بازار لشکر کا نام ونشان بھی باقی نہ تہا - افسوس کیا اور خود بھی اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے - محب اللہ خان جو عین معرکے پہونچا تہا دو ایک حملے کرکے یہ بھی بہاگ نکلا - اسیطرح دوسرے افسر جو ایک لڑائی میں مصروف تہے یہ خبر سنکر بہاگنے لگے - انگریزونکی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے بہت سے گولے مارے - نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتہی سے اوترکر سجدہ شکر ادا کیا - اور سواروں کو لوٹنے کے لئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بہیجا - سلطان خاں برادر

دیکھو گل رحمت ۱۲

مرتضیٰ خان بڑیچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت
کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اونہون نے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدے سے سر
اوٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تھا چاہا کہ اونکی پیشانی کی خاک رومال سے
صاف کردے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد
للہ کہ آج اس قوم کی سب ناشایستہ گستاخیون کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانون کے
ساتھ کی تھین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر
فرمایا خدا شاہد حال ہی مین ایسا روز بد تمہارے لئے مچا تھا[۱]۔ اور سلطان خان بڑیچ
کو ایک ہاتھی اور دوشالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا حبیب بانگے کو ایک لاکھ روپے دئے[۲]
نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بھی شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ کے
لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون نوابون کے پاس شناخت کے
لئے لیجاؤ اور شاہ مدن شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون
نوابون کے پاس شناخت کے لئے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو بھی جو حافظ رحمت خان
کو پہچانتے تھے دکھاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکھکر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا
ہے دوسرے کا نہین اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ ابن[۳] ولوس (حلم طراق[۴]) برجستہ علی
کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوتے تھے۔ اور شاہ مدن آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا کہ ہان
یہ اوسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا
اور کہا کہ اسنے یہ توقع نہ تھی دوسرون کا کام تھا۔ پھر کچھ دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن
کو قید کر دیا اور اونکی جاگیر بھی جو ایک لاکھ روپئے کے قریب تھی ضبط کرلی اور نواب نے اپنے
دستخط سے رقعہ جواہر علی خان کو اس مضمون کا لکھا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات اور مصاحبین
کے قید کر کے اپنے پاس نگاہ رکھو شجاع الدولہ نے پالکی فاصدہ بھیجکر حافظ صاحب کی لاش
میدان سے منگا کر سر اوس کے ساتھ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی
منگلشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی علما۔ شرفا سادات اور فقرا نے جمع ہو کر تجہیز و تکفین کی۔ اور ظہر
و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا قبر مین اوتارنے کے وقت تک گردن سے خون
جاری تھا اونکی وفات کی تاریخ یہ ہی فی جنت خلد (۱۱۸۸ ہجری) ایک صاحب نے حافظ صاحب کی
جانبکی تاریخ لطافت معمیہ کے ساتھ اسطرح پائی ہے: جو از لفظ ظفر تاریخ جستند * بنے یافتی سر حافظ بریدند

[۱] دیکھو قیصر التواریخ ۔ [۲] دیکھو تاریخ اودہ مولفہ [illegible] [۳] مصطلحات [illegible] کے یہی معنی لکھے ہین !!

لفظ ظفر کے اعداد بر کہ گیارہ سو اسی ہین عدد مرا لفظ حافظ کے کہ رح ہی ملانے سے سال مطلوب
یعنی سنہ ۱۱۸۸ ہجری حاصل ہوتے ہین مساکن فلسفی مین مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج اباد کرکے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔
گورسہاے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ مین لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر
نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہی اس فتح سے اوس کا ازالہ نہین ہو سکتا
اور نامبردہ نجابت خانیون کا رسالہ دار تھا کہ اٹاوے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر نجابت جنگ کا
خطاب ملا تھا اور شش ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا
قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۰ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو یکسالہ یا دوسالہ تھا
مقرر ہوا تھا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالاراو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کردیا اور سات سو
سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گو سے کالپی کے
شریک ہوگئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توپ سے اوڑا دین اور آپ بندیل کھنڈ کو جاتے تھے مگر پٹھانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
بسنت کو کمیو کے اودھر بھیجا جسنے وہان جاکر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹھانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بھی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون
کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اوس کا
حال بیان کرنا ضرور ہی تاکہ گورمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ ذرا بھی
اعتبار کے قابل نہین۔ لڑائی سے ایک رات پہلے مینے بعض خاص توپین اوسکی مانگین جنکی
اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی۔ مگر اوس نے صاف انکار کردیا۔ اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا
وعدہ کیا کہ کل مین تمہارا لشکر سے پہلے موجود ہونگا اور سب طرحکی مدد کرونگا اور سوارونکو تیرے پاس
کھڑا رہونگا۔ مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کھڑا رہا جہان مینے اوس کو لشکر لیے
صبح کو دیکھا جب فتح کی خبر پہونچی تو اوسی وقت فوج لیکر میدان مین آکودا اور
روہیلون کے کیمپ کو خوب دل کھولکر لوٹا اسپر سپاہ کمپنی نے جو قواعد کی پابند تھی دیکھا اپنی افسر کو

کہا کہ فتح کی عزت ہمکو حاصل۔ مگر اوسکی منفعت ان لٹیرو نکو ملی
اور شراح صاحب ایم۔ اے کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی تو شجاع الدولہ
اور اوسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا زبردست
رہتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں شریک ہونیکو چھٹ
کو دپڑی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا اوس سے
اونھوں نے ہاتھ اوٹھایا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلونکی فوج کو پوری شکست ہونیکے بعد انگریزی
فوجنے تین روز تک مقام کیا۔ ہزیمت یافتوں کے متاقب کوچ نہیں کیا اسلئے یہ تمام بھاگی ہوئی
جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ پہنچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں کو کثرت عقل و دانش اور خزانہ کیوجہ سے
دوسرے سرداروں سے ممتاز تھے ہمروزہ چلکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب اہل عیال لیکر
مرادآباد اور نجیب آباد ہوتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام کوہستان نجیب آباد سے آٹھ
کوس کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے اور اپنی حفاظت کے لئے مورچے تیار کرائے۔ ہر روز اونکے
پاس روہیلونکی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ احمد خاں بخشی اور احمد خان خانساماں
میدان جنگ سے ہمروزہ چلکر آنولے آئے۔ اور رات بہزار خرابی کاٹکر صبحکو تمام سامان اور
اسباب اور اہل وعیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خان کہ نہایت مآل اندیش
آدمی تھا معرکہ سے نکلکر بریلی سے اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچگیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خانکی اولاد کا حال

محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان کے ساتھ ٹھیر گئے کیونکہ انکے ساتھ
نواب شجاع الدولہ کا نکر عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور حافظ رحمت خان کے بیٹے پیلی بھیت
کو بھاگ گئے۔ گلستان رحمت کے مولف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب کے بیٹے ذوالفقار خانکو

بریلی کی حفاظت پر مامور کیے گئے تھے۔ اونہوں نے بریلی میں شہر کے رئیسوں کو جمع کر کے شجاع الدولہ کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا مقصد کیا تھا۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد شجاع الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے ناہمی اور نابجرہ کاری کی وجہ سے پیلی بہیت سے نہ نکلے جنگل دامن کوہ کا اونکے مقام سے نہایت قریب تھا۔ سواری اور باربرداری افراط سے موجود تھی کاش اگر اونکو سواری اور باربرداری نہ بھی ملتی تب بھی برہنہ پا نکلتے ہوتے چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا۔ محبت خاں شاہ ابو الفتح کی معیت میں جن کا شمار اوس وقت کے نامی مشایخ میں تھا یکشنبے کی نصف شب کے وقت پیلی بہیت سے نکلا اور شجاع الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور ذو الفقار خاں بھی جو بریلی تھا اسی شب کو دیوان بہار سنگھ کے مشورے سے شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادے پر روانہ ہوا۔ جبکہ ذو الفقار خان شجاع الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکاروں نے اوس سے دریافت کیا کہ کہاں کا قصد ہے۔ بیان کیا شجاع الدولہ کے پاس جاتا ہوں۔ اونہوں نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اونہوں نے خواجہ لطافت کو ذو الفقار خاں کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذو الفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں پہنچائے۔ اوس دن تو ملاقات نہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچ گیا۔ شجاع الدولہ نے محبت خان کے پاس مرتضیٰ خاں کو بھیجا کہ وہ اوسکو ڈیرہ ملازمت میں بٹھائے۔

۱۳۔ صفر دوشنبے کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذو الفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی جب یہ دونوں بھائی نذریں دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لیے فرمایا کہ خوب ہوا تم یہاں آ گئے۔ پھر مرزا حبیب بیگ بانگے سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی۔ یہ دن جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی مقصود سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا بہار الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور خان محمد خاں حافظ جیو کے بہکانے سے کیا۔ پھر ایک ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لیے طلب کیا۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی منظور ہے تو کل آپ کا لشکر پیلی بہیت میں پہنچیگا وہاں خلعت مرحمت ہو تا کہ یہ حال دیکھکر سب متوسلوں کے دل مطمئن ہو جائیں۔ شجاع الدولہ نے منظور کیا۔ اور اوسی وقت محبت خاں کو پیلی بہیت کو بھیجدیا۔ اور ذو الفقار خان کو اپنے پاس رکھکر پیلی بہیت کی روانگی کا عزم کیا اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو اپنی فوج کے ساتھ پیلی بہیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بہیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنی پاس ٹہیرا کر صبح کو ساتھہ لیکر پیلی بہیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے
کسی کو نہ نکلنے دے۔ سیدی نے تعمیل کی اور ۱۳ صفر کو پیلی بہیت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اوس
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تہی وہ بچ گئی باقی سب گہر گئی۔ محمد یار خان۔ اللہ یار خان رحمت
خان غلام مصطفے خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
و اطفال تہے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پہولے
نہین سماتے تھے اور یہ سمجہتے تھے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اونپر بحالی ملک
و دولت کے لئے آتے ہین ادبار و نکبت اون کے سرونپر سوار تہی وہ کیسے ملیسے دشمن خاندان
افاغنہ کے پہندے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تہا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے
بسولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ دونین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۱۷ صفر کو پیلی بہیت کے شمس پہنچگئے۔ اور قلعہ دوپا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
و اطفال محصور تہے خیمہ زن ہوئے اور ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گہوڑے
اور ہتہیار محصلون کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال و اسباب نہ چہپائین۔ سیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتہیار و اسباب چہین کر بہت سے نکالدئے۔ اور کچہہ قید کرلئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بہیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتی۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کی
لئے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی مین چہوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین۔ اس حکم کی بموجب ۱۸ صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بہائیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر سیدی
بشیر کے سپرد کر دیا۔ اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چہوڑدئے۔ اور خود گہوڑے پر
سوار ہوکر اور ایک مٹہی ہاتہہ مین لیکر سیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کیمپ مین چلا گیا۔ اسکے بعد سیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
و اطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتھہ نکالکر رتہہ اور جہکڑون مین سوار کرا کر اوس
ڈیرے مین اوتارا جو اونکے لیے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کہڑا کیا گیا تہا۔ اور بسنت علی خان نے ملنے

تین کمپنیاں ہمراہ لاکر اوس ویرے کے پاس پاس مقرر کردیں اور اس بندوبست کے بعد حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا پیغام دیا کہ میں ترح چاہتا تھا کہ تم کو طلب کرکے سرفرازی کا خلعت دوں - لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو بت گذشتہ سے پیدا ہوا ہے طبیعت بیچین ہے - اگر ایک دو روز میں آرام ہوگیا تو وعدہ وفا کروں گا - حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کہود ڈالنے پر بہی کوئی خبر دستیاب نہوئی شجاع الدولہ شہر بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانوں کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لئے چہوڑکر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتوں کو ساتھ لیکر جو بریلی کو مع فوج انگریزی آئے - حافظ صاحب کا بہانجا خان محمد خان مع بہائیوں کے بریلی میں موجود تہا - اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گہڑیاں گن رہا تھا - کہ کب نواب موصوف آئیں اور مجہپر مہربانی وتفضلات مبذول کریں - شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال واطفال گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیا - محب اللہ خان وغیرہ دوندیخان کی اولاد نے - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان کی بیٹی تھی یہ واقعات سنے - اور پھر بھی بسولی اور آنولے سے نہ ٹلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز رقعہ بہیجکر تغافل میں ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میاں حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بہیجی کہ اب بیوہ ہوں اب میں کیا حکم ہے - میرا کوئی وارث نہیں ہے - اگر میری ضبطی اور تاراجی مدنظر ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان رکہ کے آپکے لشکر میں بہیجدوں - اگر میری حرمت محفوظ رہنے کا اقرار کیا جاتے تو میں آپ کی حکومت کی فرمانبرداری میں حاضر ہوں میرا بھی آپ پر حق ہے اسلئے کہ میں آپکے بہائی سعد اللہ خان کی ناموس ہوں جنہنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہیں اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی شفقے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکہکر بہیجے - اور شاہ صدق علی کو میاں سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بہیجا کہ بیگم کو ہماری طرف سے دین و ایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کردے - اور بیگم کو کہلا بہیجا کہ تم کوشش کے ساتھ

آنولے سکّے شور و شر کے رفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو ہمارے مصارف کے لیئے جو تین لاکھہ روپئے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کرینگے ۔
بیگم ان بیعانوں کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی ۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالار جنگ کی معرفت اونسے ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تھا۔ اور جسنے اپنے بھائی کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جاوے۔ مگر فتح اللہ خان نے اوسکو روکا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ معتقد رکابدار اور دولت خواہ تھے سب نے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشور دکار مقصود ہی تو حسین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالار جنگ سے کچھہ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جاویگا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی یعنی صیادی کے داو آن گھات پورے طور پر ادا کیئے۔ شکار بنا تھا۔ اوس کو دلیر کرکے انشا ناکی برابر لائے رخصت کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کیا کہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خاں سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصہ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیئے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہنچنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی جانب سے ایلچ خان سفیر شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی سے آ رہا تھا اور اوسکے پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کر دیا تھا مرزا کا لشکر اب پہنچ کے گہاٹ کو انکو عبور کرکے اہرات کے علاقے میں بھیجا کہ محب اللہ خان اوس لشکر میں داخل ہوا اور گرمجوشی اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ بھیجے تھے کہ دریائے گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلیں تاکہ کوئی پٹھان اور کسی پٹھان کا مال و اسباب کہیں نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اونہوں نے بلا تلاش اور بے جنگ محاصرہ دام بلا میں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجا لاتے۔ ورنہ رستے میں متفکر تھے کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس میں ہزاروں پٹھان لڑائی و فدویان کے وقت کے معرکے دیکھے ہوئے موجود ہیں اسلئے یہ دونوں ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آ رہے تھے اور دو تین کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کے لئے آ جائے تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آ رہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آ رہا ہے۔ ہرکاروں نے محب اللہ خان کی سواری دیکھکر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر شاداں اور فرحاں آ رہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہرکاروں کی اس تقریر سے کسیقدر تشویش رفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دہوکے اور فریب کی راہ سے اسطرح آتا ہو اور لوٹ لے۔ جب محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اور بظاہر اوسکی تالیف کرکے اپنے ہمراہ لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لٹوا دیا۔ اور جس قدر حویلی میں فیض اللہ خان اور محب اللہ خان کے اہل و عیال تھے اوسے گہیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی میں گیا۔ اور وہاں کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت سے بیدار نہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے اخلاق کے حالات بیان کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ میرے اور تلنگے میرے ہی ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع الدولہ کچھ روز دن بریلی مین ٹھیرے اور یہان کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوئے
اور وہان پہونچکر جابجا اشتہار جاری کئے کہ جو لوگ روہیلون مین ہنوز رام نہین ہوئے ہین اونکو لازم ہے
کہ اب زیادہ سرکشی نکرین اور ہمعوشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بیخوف متوطن رہین اور نواب
سعد اللہ خان کی بیگم کی بوڑھی پر پہرہ کھڑا کردیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا
جانا بند کردیا اور رات کو سونہ کے میدان مین ٹھیرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف
روانہ ہوئین۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ
مونسے مین مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جیغہ سرپیچ لیکر شجاع الدولہ کے
لشکر مین پہنچے۔ مرزا آغا اور مرزا اسمعیل کو جنکی مصاحبت آجکل شجاع الدولہ سے گرم تھی
یہ روپئے اور جیغہ نذر دین۔ اور اون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ
بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کی
وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین۔ اور کسیطرح کا دلمین اندیشہ نرکھین۔ تمہارے ساتھ
اچھی طرح سلوک کرونگا۔ اور رضا جوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کردیا کہ کوئی شخص ہمارے
لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر مین رہے
پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایکدن محمد بیگ خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے
لشکر کے ساتھ آئے ہین۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا
اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔
سیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیدیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان
کا مال و اسباب معاف کردیا ہے کسی طرحکی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔
جس وقت سیدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی مین پناگیر
ہوئے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خانکی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے سنوے سے کوچ کر کے دریاے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرلئے اور انگریز بسولی کے قریب ٹھیرے اور خواجہ بسنت کا کبود دوندے خان کے مقبرے کے قریب اترا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا جسقدر رہتا ہی نجف خانکی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہگئی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پورا کیا اور شجاع الدولہ نے دوندیخان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرونکے ساتھ اپنے یہاں بہی پہرے کہڑے کردئے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہوگیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بہیجا کہ تم اپنی ماں کے پاس جاکر ہمارا نذرانہ طلب کرو اوس نے بیہوش سے ملنکے پاس پہنچکر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بہی پہرو میں کہڑا رہا دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندیخان کی حویلی میں پہنچے خواجہ سراؤنکو حویلی کے اندر بہیجکر مستورات کا جہاڑ لینا اور مکانات چہڑوانا شروع کیا۔ دوندیخان کے عیال و اطفال اور تمام بچون کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رتھ اور جہلیون میں بٹھاکر تیلیون کے خیمون میں اوتارا۔ شجاع الدولہ ہر روز دوندیخان کی حویلی میں جاتے اور ادہر ادہر کہدواتے۔ اس خیال سے کہ خزاین اور دفاین نکلینگے۔ مگر ناک نہ نکلا۔ کنوئین میں جو حویلی کے اندر تہے غوطہ خور گہساے۔ اونمین سے چند صندوقچے اور جلیون کے دو تین بات برآمد ہوئے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بہیجنا

فرح بخش مین لکہا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکہہ روپئے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تہا ہے۔ ان روپیونکی دو ہنڈیان کرکے

وپچیس لاکھ روپیے کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور بندرہ لاکھ روپیہ کی ہنڈی راجہ جیت سنگھہ زمیندار بنارس پر لکھی اور اوسکے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی تھی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدین۔ کوبری صاحب اور منشی غلام باسط یہ روپیے دونوں مقامون سے وصول کر کے کشتیون مین بار کر کے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچا دیے

روہیلکھنڈ کے قیدیونکی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رفتہ رفتہ جمع کر کے ان مین بھاگکر بریلی اور پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نامآور سردارون اور عالمون فاضلون کے ساتھ سالار جنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیجدیا اور وہان قلعہ مین قید کر دیا اور ان کا علاقہ تمام وکمال ضبط کر لیا۔ محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجا گیا سو روپیے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لیے اس تفصیل سے مقرر کیے گئے۔ پچاس روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندیخان کے لیے اور چالیس روپیے روز محبت خان اور عظمت خان اور مستقل خان اور رحمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفے خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لیے اور دس روپیے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لیے۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ابن نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہونا

شجاع الدولہ کو روہیلو نپر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو انکے اسلاف قبر مین ساتھ لیگئی مبارک نہوئی۔ ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی مین اونکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین نہ سکتے مین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پیلی بھیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اوس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

سلہ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سی ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگی ہوے تو اوسکے ماردیا - مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہی[1] - اور بعض[2] کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران مین نیزہ مارا جب آنکھ کہلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوے جاتے تھے - مگر صحیح[3] یہ ہے کہ یہ بھی جسکا مادہ[4] آتشک سے تہا اور وہ مادہ اتنا بڑا تہا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کہانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالت میں دنبل مذکور کو شگاف دلوادیا پھر تو اوس نے اور بھی شدت پکڑی - اور شرین کی طرف سے دوسرا منہ کرلیا - پیپ اور لہو براز کے شامل آنے لگا - ڈاکٹروں اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے مین نہایت کوشش کی - مگر کسی صورت سے صحت نہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تھی - جراح یہاں تک دعوے کرنے لگے کہ کسی ککڑی کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاوے تو ہمیں یقین ہی کہ وہ بھی بھر جاوے - خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہو سکتا -

شیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بہیجا - اور اوسکو سمجھا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خاں - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا - اور پٹھانوں سے سخت عداوت رکہتا تھا - اوس بیرحم نے پہنچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا - کوئی تحقیقات نہ کی اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلادیا - راما کشن ایک عطار تہا اوسکے دونوں کان کاٹ تے اوسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے میں تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تہا اوسنے بے طلب لاکر حاضر کر دیا - ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نرکہا - یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تھا -

مولوی غلام جیلانی خاں کی شجاع الدولہ سی ملاقات

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین [2] دیکہو منتخب العلوم [3] دیکہو فرح بخش وغیرہ ۱۲ [4] دیکہو محتشم خانی ۱۲

اور اونکی حویلی کا ضبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالدار تھے ۔ اور اونکی اولاد اب بھی رامپور مین باقی ہے اور اعزاز رکھتی ہے ۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونہون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اونہین کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی ۔ مولوی غلام جیلانی خان بسولی مین راجہ بلاس راے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو اپنے خیمے تک ہمراہ لے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے ۔ لشکر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا ۔ واسباب باقی سب قرق کرلیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کرادیا ۔ مولوی صاحب بسولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے ۔ عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندہاری کی سفارش لشکر کے پاس آنولے مین لائے ۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی مین آئے اور جسقدر گھوڑے اونٹ تھے چھکڑے وغیرہ سامان بسولی مین ان کے پاس تھا وہ بھی ان دونون رسالدارون کی وجہ سے محفوظ رہا ۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ مین جو کوئی ہمدرد بنی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہی

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈل ڈالا ۔ اور سارے ملک مین ہلچل ڈالدی

اور تمام شہروں پر جہاڑو پہیر دی۔ کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکہا تو گورنر کو لکہا۔ مگر وہ اوسوقت مجبور تہا
کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین ٹہیرا تہا کہ فتح کے بعد کیا کیا جائے۔ غرض کرنیل
مجبور رہا۔ نواب کو سمجہاتا تہا کہ یہ ظلم بند کرے۔ مل صاحب نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے
کہ وزیر اودہ نے انگریزونکی کمک سے ملک روہیلون کی نکال کے بیرحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیائی
ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا۔ تاریخ ہندوستان مصنفہ گریفتھ مین لکہا ہی کہ بہادر حافظ رحمت خان کی
موت نے اونکے ملک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تہا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تہا۔ اور اوسکی بدقسمت باشندے
ہر ایک حق کے مظالم کا شکار رہی۔ کرنیل چمپین کہتا ہی کہ ہمارا بڑی فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک تماشا تہا
اور ایسا منظر دیکہا جو مذکور کے قابل نہین۔ مؤلف تاریخ مذکور لکہتا ہی کہ چمپین صاحب کے اس فقرے سے لارڈ
مکالے کے اوس کلام کی تصحیح ہمکو ملگئی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تہا۔ وہ یہ تہا۔ اوسکی بعد دونا
ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکہنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلہ
جوالہ تہا ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گہر چہوڑ کر چلے گئے۔ اور یہ سمجہے کہ بہوک اور بیماری
مرنا اور شیر و نہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے پہندے مین پہنسنے سے اچہا ہی جس کے ہاتہہ عیسائی
گورنمنٹ نے اونکے جان و مال اور عزت و آبرو چارو ناچار سب بیچ ڈالے ہین۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب
نے تاریخ ہندوستان مین لکہا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہی کہ وہ لشکر جو اپنی بہادری اور
شجاعت کا دعوے کرتے ہون وہ بیگناہون کے گانون کی آگ مین جلنے اور بچونکو ماؤنکی چہاتیون پر قتل ہوتے
ہوئے صاحب عصمت عورتونکی بے عصمتی ہوتی ہوئی دیکہا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنیسے نروکین
غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکی بہٹونمین بہیجا۔ اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بٹہایا نتیجہ لڑائی کا
یہ تہا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو
خاک مین ملادیا شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تہا کہ اوس نے گورنر سے پہلے
ہی کہا تہا کہ مین اونکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکہایا کوئی قلعہ اور شہر اس ملک کا
ایسا نہ تہا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا۔ جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو
اوس نے ایک مراسلہ وارن ہیسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز نا ملایم عبارت مین لکہہ بہیجا۔ اور خاص اسباب پر کہ
کہ وہ روپیہ کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی۔
اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہی۔ گلیج صاحب لکہتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی اقتضا سے
دیکہئے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجئے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہیسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی پیشانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جاے ۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہی کہ اگر ہم کچہ سمجہ رکہتی ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ بُرا کام کرنا اجرت پر بُرا ہی لڑائی بھی ناحق کی جب تک دوسرا ہم کو نہ چہیڑے بُرا کام ہی اسلئے روہیلون سی لڑنا بُرا تہا اور روہیلون کے ساتہ لڑنے کا کوئی اور معقول نتہا سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملک کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم سے لیکر ایک ظالم نامرد موذی کو دیدین گو ہرزا اس بات کو خوب سمجہتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون ۔

بہر سکوٹ جو اس بدکرداری کے لئے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہی کہ روہیلے کچہ اصلی متوطن اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارتگر گہس آئے تھے اونکا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی صاحب شاید اسوقت اپنے تئین بہول گئی ۔ اونکی نزدیک آکر کلکتہ اور مدراس سی انگریزون کو کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا ۔ اسوقت ایسے غاصب تو ہندوستان مین سو مین نوی تہے اودہ کی سلطنت بھی غصب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی ۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈہانکتے ہین وہ بے شرمی سی اپنا سارا پردہ کہولتے ہین ۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایا سے روہیلکھنڈ تو تن برباد ہی

بلا سراسے بن دیوان مان راے نے شجاع الدولہ سی دو کرور روپیہ مین اجارہ روہیلکھنڈ کی صیغطی کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا ۔ اوس نے عبدالستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف خان کو کہ آنولے مین رہگئے تھے قید کردیا ۔ دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندہ لیا ۔ غربا مساکین مرزا فضلا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا ۔ دیوان کا قتل اور راو پہار سنگہ نے کہ روہیلونکی دولت کے پرورش یافتہ تھے ۔ اور تمام ملکی و مالی معاملات سے واقف تھے ۔ روہیلکھنڈ کی المضاعف تحصیل بر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سی جبرا وصول کیا جبکہ انکی تحریر کی موافق روپیہ وصول ہوا تو ساہوکارون تعلقدارون شرفا غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کردیا ۔ نتیجہ اس کا خود بھی شدید البشر کے ہاتہ بہت بُرا پایا ۔ طرفہ یہ کہ دیوان کا نہل کے اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان راے اور بینی دہر اور نانک چند اور بخت مل بھی سزایاب ہوئے ۔ ان پر بھی سلاسل مین جوب مار پڑی ۔ اور بے حرمت کیے گئے

پہاڑ سنگھہ پر اتنی کشاکش اور تقاضا اور سختی ہوئی کہ صدمہ سے مرگیا۔ جی گوپال پسر پہاڑ سنگھہ بیٹے کندن لال گماشتہ پہاڑ سنگھ کے ہاتھہ سے اتنی اذیت اوٹھائی کہ محالات سے ابھی جی سے دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکہہ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے ملک کا ٹہیکہ لیا تہا۔ اور بریلی مین کچہہ دنون حکومت کرکے عیش وعشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکہہ روپئے فراہم نہوسکے تو بقالون اور ساہوکارون کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے برسون مین آباد کیا تہا اوس نے ان لوگون کو دو تین مہینے مین ویران اور پریشان کردیا اور کندن لال کو اس کا بدلہ منتقم حقیقی کیطرف سے ملا کہ راجہ سورت سنگہہ نے اس کے خاندان کو ضبط کرکے اور خدمات سے معزول کرکے قید کردیا۔

اسلامی مقدس چیزونکی اہانت و بیحرمتی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ مین اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شیو پرشاد لکہتا ہے کہ مسجدون۔ مدرسون۔ خانقاہون اور مقبرون مین تلنگے گوبر سے چوکا لگاتے اور کہانا پکاتے تہین آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد مین دار الاسلام تہا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتہہ آبادی مین ترقی دی تہی قلعہ اور مسجدین ملمع کرائی تہین۔ آنولے کی دینداری بر بلاد اسلام کو رشک تہا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخوان محمد رحیم کی مسجد مین کہ جو ایک مقدس اور مجتہد شخص تھے رنڈیان اور فاحشہ عورتین رہنے لگین۔ اور علانیہ ہوائی سکین مین بیٹھہ کر کسب کراتین۔ بدفعلی مین مشغول ہوتین۔ اونسے یہ کوئی تعرض نہین کرتا کہ تم مسلمانون کے ایک مقدس مقام مین ایسا کیون کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودہ کی روہیلکھنڈ مین حکومت کا اثر تہا اب روہیلونکی حکومت کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہان نما اور تکملہ ذکر ملوک مین لکہا ہے۔ انصاف یہی کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتین جیسی اس قوم مین جاری ہین دوسری جگہہ نہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہین۔ حافظ صاحب مین خود بہت سی فضائل موجود تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ علم دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقوے اور دیانت سے متصف تھے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین تخمینی سردار خان فتح خان خانسامان اور دوسرے خان وغیرہ کا انتقال
ہوکر اونکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تہا تو اکثر رسالہ دارون اور جماعہ دارون نے کمرین کہولدین
تہین۔ بہت دنون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تہا۔ کوئی کہیتی
کرتا تھا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے افغانون کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ اہل بال بچون
کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اس وجہ سے
ایک بہاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی۔ مگر تمام پٹھان نہایت بے نوائی کی حالت
مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجہانی۔ سنبھل۔ امروہہ۔ پیلی بہیت وغیرہ سے
جو لوگ نکلے وہ بیک بینی و دوگوش تھے۔ بدن پر لباس بھی درست نہ تھا۔ سامان جنگ در کنار لیکر
تلنگون نے سامان کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تہا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی
ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کہولدیا۔ اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے
جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شجاع الدولہ
کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بہیجا۔ تبیان پرکاش موئلفہ رام نداس عرف مٹھولال ساکن
قنوج سے معلوم ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم
ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دین گے۔ مستقیم خان نے جواب
مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک ملک کو آباد فرماکر ملک
دینا اور سرفراز فرمانا چاہئے۔ غلام سرکار کا غلام ہے۔ پہر شجاع الدولہ نے شقہ بہیجا کہ جسکو تم تجویز کرو ہم
اوسکو سرفرازی دین۔ اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام
لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی پاس بھی
شقے بہیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردین گے۔ مگر کسی نے منظور نہ کیا
نواب فیض اللہ خان صاحب سلف وبنہار بنجانی کی معرفت جیمبن صاحب سے خفیہ خط وکتابت شروع کی
جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئین تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بناکر کرنل چیمپین صاحب کے
پاس بہیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سفارت کا اصلی منشا یہ تہا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ
جانشینون سے اب بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان
کے سپرد کیا جاتے تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا اخراج دیتی
رہینگے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم سرچہ جنگ کی بابت ادا کرینگے اور سفارت کا

مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہیسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا۔ لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا۔ اسواسطے وارن ہیسٹنگز نے کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تمکو اس معاملے مین دست اندازی کرنا نچاہئے۔ شجاع الدولہ کو ہتیاری اس خط وکتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئے۔ گرمی کا موسم ختم ہوگیا۔ استنے دنون تک نواب فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نرہے۔ اور جابجا منادی کراکر روہیلونکو اپنے پاس بلاتے رہے۔ یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہوگئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کیلیا۔

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا۔ اور سب کو کھانا کھلاکر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا۔ اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کئے۔ پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہانسے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہئے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے۔ برسات کا موسم شروع ہوگیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہی۔ اس صورت مین باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے۔ یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے پنج چوبہ اور سایری قناتون کے انگریزی لشکر مین بھیجدیے اور آخر جمادی الاولی ۱۱۸۸ ہجری مین شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاونی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[۱] مین کوچ کیا اور دریاے سوت کو عبور کرکے خیمہ زن ہوئے۔ اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سامان کی درستی مین کیا۔ اور ایلچ خان کو تحریک کے لئے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا۔ انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی۔ اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑہتی گئین۔ شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھرگڑھ پر قبضہ کیا۔ اور یہان کئی مقام کرکے موہن پور کیجانب فوجکو بڑہایا۔ یہ گانون چنڈیس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہی۔ اور لال ڈانگ کی کمک جا پہونچے اور ویہے کھڑے کرائے۔ اور مورچے قایم کرائے۔ شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کیمپ یہانسے سولہ کوس پر ہے۔ اور راہ مین کئی بن حائل مین اور

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور کانس اتنی بڑی ہی کہ اوس مین ہاتھی نہین معلوم پڑتے۔ اور ڈھاک کا بن بھی جگہ جگہ گنجان ہی اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ و سوار کا گذر روہیلون کے مورچون تک دشوار ہے یہان سے تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون۔ نواب شجاع الدولہ بجد متحیر ہے مصاحبون سے کہنے لگے کہ ہمنے ادہر آنے مین اتنی جلدی کی۔ بیکار معطل بیٹھنا جوانمردی کی خلاف ہی ایسا کام کرنا چاہئے جس سے روہیلون پر ہراس غالب ہو اور وہ گبہرا جاوین اسلیے جنگل کو صاف کرنا چاہیے اہلکارون نے جواب دیا کہ ایسا وسیع جنگل صاف کرنے اور اوسکا پہاڑ جھنکاڑ کاٹنے نہے قابو مین نہین آسکیگا۔ اگر آپکی مرضی ہو تو کانس کو اسطرح کٹوانا شروع کرین جس سے ایک صاف راستہ نکل آوے اور روہیلون پر ہیبت غالب ہو۔ شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا۔ چنانچہ بیلدارون اور مزدورون کے گروہ نے کانس کاٹ کر دو تین کوس تک راستہ صاف کیا اہلکارون نے شجاع الدولہ سے کہا۔ اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلون کے پڑاو تک کسی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے بڑے بن کا کاٹنا مشکل ہے۔

نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری تدبیر یہ نکالی کہ روہیلون پر رسد بند کرنا چاہیے اور اس رای کو سب نے پسند کیا۔ پہاڑ کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہنچتی تھی وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہوسکے شجاع الدولہ نے تمام ضلع اور تحصیلدارونکو پروانے بھیجدیے کہ پہاڑون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہین بھیجنے دین اور تنقیح الاخبار کا مولف لکھتا ہے کہ الموڑہ کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تھا اس حکم کی بڑی سختی سے پابندی ہوئی۔ اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گذرنے لگی تمام سپاہی اور ان کا مدار مجبور ہوگئے۔ غلہ گران ہوگیا محمد عباس خان سوانح عباس تخلص ابن ہدایت خان سولہا برس کی عمر مین اپنے بھائی اخونزادے محمد ارادت خانکے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے لشکر مین موجود تھا اوس نے اپنی سوانح عمری مین بیان کیا ہے کہ اسوقت مین ایک روپے کا سیر بھر غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تھا مگر اللہ تعالے نے ان مجبور بندونکی روزی رسانی کا یہ بندوبست کیا کہ دوار کے گہاٹ سے گنگا کو عبور کرکے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے۔ اور اب پھر غلہ ارزان ہوگیا۔ ہرکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہنچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلہ کی نایابی سے سختی ہوگئی تھی مگر اب غلہ گنگا پار سے بافراط آگیا۔ اور محصورین فارغ البال ہوگئے اور اونکا یہ ارادہ ہی کہ آپکے لشکر پر شب خون مارین۔ شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ

اپنی سپاہ ہردوار وغیرہ کے گہاٹونکی حفاظت کے لئے متعین کردین اوس نے اپنے چیلے امرا سنگھ کو بہت سی فوج کے ساتھ بہیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق ہردوار کے گہاٹ کی نگرانی کرے اور غلہ کا ایک دانہ چہاونی کے پاس نہ پہنچنے دے اوس نے ناکہ بندی کرنا شروع کر دیا تاکہ کوئی چیز روہیلون کے لشکر مین گنگا پار نہ پہنچ سکے اسواسطے اب محصورین پر تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک اور بنجارے نے اونکی جماعت کو روز بروز گہٹانا شروع مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم ہے وہ اوس مین طاق تھے۔ پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلہ کی گٹھریان سر پر اوٹھا کر لانے لگے خود بھی کہاتے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتے تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا۔ گھوڑے خچر۔ بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے اور چونکہ ہری گھاس کی عادی تہے۔ ہزارون تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے۔ مورچے کے لوگ کہتے تھے کہ یہان گہاس جو پاؤن کے موافق نہین۔ البتہ پہاڑی گھوڑون کو جنہیں گونٹ[1] کہتے ہین موافق ہے عہدہ دارونکے گھوڑے معمولی راتب ملنے کی وجہ سے فربہ تھے۔ محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلون کو ابھی تک یہی گمان تہا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب و ہوا کے نقصان کی باعث بہت جلد اوٹھا لینے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریونکی کثرت۔ اور روہیلون کے بے تعداد حملونکے فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلونکے اکثر سردارونکی رائے صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چیمپین کو اس معاملے مین لکہ کر صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کے خیالات بہت وسیع تھے اور اونکی طلب بہت زیادہ تھی۔ ملک میان دوآب مین ڈیڑھ لاکہہ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی۔ مگر اون کے صلاح کار احمد خان خانساماں نے اون کو اس عطیہ پر راضی نہونے دیا۔ اس تقریر مین بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا۔ ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوج نے مع پوربی آگے بڑھکر دو میل تک روہیلون کے کئی مورچے توڑکر خراب کر دیے۔ اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلونکو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کرکے پہاڑی پر قبضہ کر لے

[1] پہاڑی گھوڑا گونٹ ہوتا ہے جو چھوٹا ہوتا ہے ۱۲ تزک جہانگیری

دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی۔ فرح بخش مین لکھاہے کہ نواب شجاع الدولہ
روز فتح سے علاوہ ملازمین یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کرلیاہے۔ اب پٹھانون کا
تخم یہان سے مٹاؤنگا۔ اور بالشت بھر زمین انکو نہ دونگا۔ اونکی اس نیت کا خمیازہ خدا کی طرف سے اونکو
ملا کہ مسٹر ہیسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنیل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ۔ کرنیل
چمپین نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ مین اب یہان نہین ٹھہر
سکتا۔ کلکتہ کو جاؤنگا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متفکر ہوئے اور نہایت منت
پذیری کے ساتھ کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھسے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرادین۔
اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھیدیا اور اسے رخصت کرکے دوسرے پہر آئے۔ اور اون کو اس
بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جاکر اونہین سمجھا کر میرے
پاس یا اپنے لشکر مین لے آئین۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدین۔ نواب شجاع الدولہ یہ باتین
کرکے کرنیل چمپین سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اوسکو
یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے واپس بھیجا کہ مین پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو
دیتا ہون۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے
پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلاکر خلعت سرفرازی عطا کرین گے۔ پھر اونکی باپ کے
رسالدار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لیئے انکے شقہ
الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہان بھیجدو۔[2] کرنیل چمپین نے اپنی طرف سے ٹرک صاحب اور
بدری صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کرنے کے لیئے بھیجا۔ سوال و جواب منقطع
ہوگئے تو کرنیل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے۔ اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔
اور اونکا اطمینان کرکے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ مین لے آیا۔ کرنیل صاحب نے ایک خاص خیمہ
نواب صاحب کے ٹھیرنے کے لیئے استادہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس
لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی۔ اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے
پر باز دید کے لیئے آئے۔ شجاع الدولہ نے دنبل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

[1] یہان تک فرح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس کے آگے گلستان رحمت وگل رحمت واخبار جمن
وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [2] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر یہ کہ شاہ آباد اور سرہ اوان اور جو محلہ تھے چہ پرگنے اجاؤں اوسکا یر
اور بلاسپور اور رہبرا اور ٹہاکردوارہ اور سرکڑہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھہ بہتر ہزار روپیہ
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کیے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں مذکور ہی کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل و عیال اور دوندیخاں کے
اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خاں کو الہ آباد سے واپس بلالیا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہوچکی
عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷۔ اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی تہا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر
نہ رکھہ سکیں گے۔ اور اس فوجمیں سے بشکل ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار
سپاہ دینا پڑا کریگی۔ اور اگر وزیر خود فوج لیکے ہمراہ جاینگے تو وہ بہی خود مع اپنی سپاہ کے اونکی ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکالدینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزی سرداروں کے سوا اور کسی سے تحریری
رسم جاری نہ رکہیں گے اور وزیر کے دوستونکو اپنا دوست اور اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہینگے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک لاجنب رہینگے۔ جام جہاں نما میں
لکھا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکھہ روپیہ نذر کے طور پر شجاع
الدولہ نے لیے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ کرنیل چمپین کی معرفت پندرہ لاکھہ روپیہ نواب فیض اللہ خان
نے نواب وزیر کی نذر کیے تھے۔ اور فرح بخش میں لکھا ہی کہ نواب فیض اللہ خاں نے پچاس لاکھہ روپیہ
کے قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز بہادر و ایلچ خاں اور کالی چرن وغیرہ کے تواضع کیے
نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئی اور انہوں نے
دم رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چہہ بہائیوں میں سے دو بہائی باقی رہگئے ہیں۔ محمد یار خاں جو ایک مدت سے
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کردیجئے۔ شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی۔ نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کردینے کے باب میں شجاع الدولہ کے پاس بہیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ نے
اپنے چوبدار کی زبانی بہی محمد یار خاں کو کہلا بہیجا کہ ہمنے تمکو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خاں کے ہمراہ

چلے جاؤ۔ محمد یار خاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شیو پرشاد مؤلف فرح بخش کو جو بہار کے ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جائداد کے میں آپکے لشکر سے نہیں جاؤنگا شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی اوسپر شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت نماندہ شمار ابخواہش و آرزو تمامی ای برند البتہ یک چیزی جائداد مقرر خواہند نمود الا بعد چندے در فیض آباد نزد اینجانب بیایند از فضل الٰہی جائداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہی کہ معاہدے کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع انکے عیال واطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں پہنچا دیا۔ اور فرح بخش کا مؤلف بتاتا ہی کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ امین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی روشناس اور ملاقاتی تھے کرنیل چمپین کے مواجہہ میں گنگا پار اوتار دئے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ لیہران بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جیمس گرینڈ میں مذکور ہے کہ ۱۷۸۱ء میں جو ایک بیان لندن میں شایع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیس لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتیار تھے ان روہیلوں کو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بدایوں کے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے فاتحوں کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں ہاپن زمانے میں ایک ادنیٰ مرتبے سے اعلیٰ مرتبے کو پہنچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوس کے دشمن تھے۔ مگر بمقتضائے وقت دوست بنکر ظاہرداری میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی بیٹی اوسکے ساتھ منسوب کردی تھی۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے۔ مرزا نجف خان نہایت

جو انمردی اور فتوت کا آدمی تھا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو ذلیل بات سمجھتا تھا اور پرانی
رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجا لاتا تھا۔ اسوقت مین کہ روہیلون کی قسمت نے پلٹا کہایا
اور بادونکا ملک چھن گیا اونکی ملک مین سے جسقدر ملک ۱۱۸۵ ہجری مین مرہٹونکی دسترس سے نواب ضابطہ خان
سے نکلکر نواب نجف خان کے قبضے مین آیا تھا اوسمین سے بعض حصے جیسے چاند پور نگینہ اور پتھر گرھ
وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خان اور محب اللہ خان ابنائے دوندیخان کے ملک سے
ملحق تھا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تھا اور
جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان
و ابنائے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس مین سے نصف حصہ تو گنگا کے شرقی اور شمالی سمت صوبہ
اودہ سے ملحق تھا جیسے شاہجہانپور۔ بریلی۔ آنولہ۔ تلہر اور بداون وغیرہ۔ اور نصف ملک دوآبے کیطرف تھا
جیسے سنبھل مراد آباد اور امروہہ وغیرہ۔ اور کچھہ ملک کاسگنج اور دریا گنج اور بلدیا گنج وغیرہ وہ تھا
کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد مین مرہٹونکو دیا گیا تھا۔ اور دوسرے ملک
مفتوحہ مرہٹونکے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے
بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خان اور احمد خان بنگش اور دوندیخان اور نجیب الدولہ
نے باہم تقسیم کر لئے تھے۔

غرضکہ ان تمام علاقونکی تقسیم کے لئے مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے جو پادشاہی سپاہ لیکر
آیا تھا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت مین سے پادشاہی حصہ مانگا۔ وزیر نے عہدنامے سے انکار نہین کیا۔
اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بھی بھیجی تھی۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
پاس جو نسخہ عہدنامے کا ہے اوسمین یہ شرط ٹھیری ہے کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئین
اور چونکہ وہ خود نہین آئے اسلئے عہدنامے کی تمام شرائط باطل ہو گئین۔ مگر کرنیل صاحب کے پاس جو
اوسکا نسخہ موجود تھا اوس مین کہین اس بات کا ذکر نہ تھا۔ جب اسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے
اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلونکا ملک فتح کر دینا تھا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اوس سے لڑین تو تم کسی کیطرف
نہ ہونا۔ مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی۔ شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجھا دیا
اور نجیب الدولہ کے ملک مین سے جو ملک گنگا کے اس پار تھا جیسے چاند پور نگینہ۔ اور پتھر گرھ
وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا۔ اور تھوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچھہ ملک حافظ رحمت خان

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبرآباد اور شاہجہاں آباد سے ملحق تھا نجف خاں نے خود لیا اور
بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا
اور [illegible] ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور اونہوں نے پچاس ہزار کے
قریب [illegible] ملک [illegible] اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لئے
[illegible] محمد بشیر کو جمعیت سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پتھرگڈھ میں رکھا
اور [illegible] سعادت علیخان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور اونکے ساتھ مرتضی خان بڑیچ اور لطافت اور
[illegible] اور مرشد کو جمعیت سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے میں مقرر کیا اور رحمت
[illegible] کو اٹاوے میں۔ اور بسنت علیخان کے کھجو کو رامپور کے ساحت میں مقرر کیا۔

[illegible] ڈانگ [illegible] محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب [illegible] معاہدے کی تکمیل کے بعد غرہ شعبان ۱۱۸۸ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے
اور [illegible] سے پانچویں ان روہیلے لال ڈانگ سے اوترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے
وہاں [illegible] متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تھے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل
[illegible] ۱۱۸۸ھ کو یہاں [illegible] شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے
[illegible] آباد پہونچکر جو تمہارے [illegible] عمل میں لاونگا۔ پانچویں رمضان کو لکھنؤ پہنچے
[illegible] فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفائے وعدہ میں شدت مرض کا عذر کیا۔
اور [illegible] روپیہ ماہوار خرچ کے لئے مقرر کردی۔

نواب [illegible] النساء کی بیگم [illegible] نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے [illegible] سے فیض آباد کو روانگی

[illegible] فرح بخش میں اسی طرح ہی ۱۲
[illegible] لال ڈانگ سے غرہ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر ملوک مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کے تکملے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل میں محبت خان
کا اور [illegible] ملنا گل رحمت میں بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کی طرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان المدعو
تو بجانہ کو جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور منو والی کو جو شجاع الدولہ
کے لشکر میں بیگم کی طرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت
آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لاؤ۔ مرزا اور منو آنولے میں آئے جب یہ حکم سنایا
تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا۔ آنولے کے تمام باشندے روتے تھے۔ محل کی عورتیں
نالے کرتی تھیں۔ اور جس قدر رقعے شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بھیجے تھے
اور اون میں خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت پنجتن کی قسمیں لکھی تھیں اونکو دیکھتی تھی اور آہ
آہ کرتی تھیں۔ جو کوئی اونکا شور و شین سنتا تھا وہ بھی سر دھنتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اون دنوں آنولے
میں حشر برپا رہا۔ کھانا پینا سب پر بند تھا۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی کیونکہ احمد خان نے
اونسے رام گھاٹ پر ملاقات کر کے عہد و پیمان باہم کر لیا تھا۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خان نے
پھر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کوڑا گنج میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر پہلے عہد و پیمان کو
تازہ کر لیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا اس سے نواب
شجاع الدولہ اوس پر بہت غصے تھے۔ بعد فتح حاصل ہونے کے عہد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا
شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکھنڈ کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا
مگر میں احمد خان کو ضرور قتل کراونگا۔ اور اپنے ۲ فرزندوں کو حکم دے دیا تھا کہ احمد خان کو جہاں پائیں
قتل کر ڈالیں۔ مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں پہونچگیا اور
برابر جنگ کی تیاری اور نواب فیض اللہ خان کی خدمتگذاری میں مصروف رہا جب نواب
فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پایا کہ صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب
فیض اللہ خان سے کہا کہ مجکو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے۔ مگر جبکہ وہ آپ کی رفاقت میں ہے
تو میں اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شجاع
الدولہ کے حکم کا ٹالنا کسی کی مجال نہ تھی۔ نواب فیض اللہ خان نے مجبور ہو کر قبول کیا اور

اور احمد خان اور اوسکے بھائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خان ابن محمد علی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تہا۔ اور ہر ایک طرح سے اونکی ساتھ اخلاص رکہتا تھا۔ خلا و ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گہوڑے طلائی اور نقرئی زیور سے آراستہ کر کے اور اچھی اچھی شال دوشالے اونکی پاس تحفتہً بہیجدیا کرتا تھا۔ اور اپنی آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجہتا تہا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پہولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹہا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تہا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجہتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹہا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نواب شجاع الدولہ کیطرفسے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لئے آنولے میں آیا ہوا تہا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سید عیار کی تواضع کر دیا تہا۔ صدق علی نے جو دیکہا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنی پاس رکہہ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے از بس مسرور تہا کہا کرتا تھا کہ میرا خانزاد شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایک سستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شہدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس بسولی کی چہاونی میں جمع کر دیں۔ بشیر کو پٹھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے شہامت خان کا سارا مال جمع کرا کے فلاں دوکان پر رکہوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہی لے لیا جاوے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکہتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بہیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کر کے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہو کر کہنے لگی کہ تمام روہیلکہنڈ میں یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبروں میں سے تین ممبر مونسن اور کلیورنگ اور فرانسس روہیلوں کی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے ۔ اور ابتک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہو گئی ہے یا نہیں مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے ۔ اونہوں نے آئین میں کے نام مراسلے میں لکھوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلوں کے استیصال کے واسطے ٹھیرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہی لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کر سکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہو سکے وصول کر لو اور باقی روپیہ کی ضمانت لے لو ۔ اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ کو روہیلوں کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیمی میں لے آئے ۔ اور اگر نواب اسپر راضی نہوں تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کر کے سرکار کمپنی کے علاقے میں لے آتے ۔ مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آ گئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہو گئی اور اوسکے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپئے سرکار کمپنی کو وصول ہو گئے ۔ اور نواب وزیر اپنی دار السلطنت میں اسلئے آ گئے ہیں کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کریں ۔ اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ میں آ گئی ہی جو سرحد اودہ کے قریب درمیان ہے ۔ اسپر گورنر جنرل نے ممبر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے ست کرو ۔ مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے میں وہ کہتا ہی وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی ہی اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی ۔ اوسکے کہنے پر کچھہ خیال نہیں کیا کہ کون بکتا ہے مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کر دی کہ کرنل چمپین دار السلطنت اودہ میں آ جائے اور نواب کی ملاقات سے چودہ روز شمار کر کے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہیں

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے ۔ فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل رہکر اوسی بد کے صدمے سے ۲۴ [1] ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۶ جنوری ۱۷۷۵ء کو راہی شبستان عدم ہوئے ۔ محتشم خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولوا العزم تھے اسلئے

[1] مفتاح التواریخ میں یوں لکھا ہی ۔ اور خزانہ عامرہ میں ۲۳ ذیقعد ہی ۔ اور سیر المتاخرین و تاریخ مظفری میں ۲۲ ۔ ذیقعد ہے ۔ اور تذکرۃ الملوک ذکر الملوک میں ۲۵ ذیقعدہ ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہرآلود سے ہلاک کردیا ہے - علام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

کرد از عالم فانی رحلت ٭ سرو غالب صاحب صولت ٭ گشت تاریخ چو آن یکتا مرد ٭ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع صفدر منصور بسان ملال ٭ رفت سوئے ملک باقی زین سراے بر گزند

شد شجاعت بے سر و پا و سخاوت عزم ہم ٭ تاج حوادث زین از گریہ و زاری فگند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سر و پا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کریکے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین - تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہوجاوین -

دیگر

چون شجاع الدولہ شتافت از جہان ٭ عالمی در ماتمش مغموم شد

رفتہ از ذیقعد بست و چار روز ٭ رفت شب زین عالم فانی گذشت

بود سال فوت آن والا نژاد ٭ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

لسّے کیا کیا اولوالعزمیاں دکہائین کیسی کیسی خونریزیان کیں - انجام یہ کہ خاک - بموجب آیہ کریمہ **لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون** موت سے تاخیر نہین ہوسکتی - لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہیں جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہیں بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر میں جلوہ گر ہوجاتے ہیں - حضور قضاء ثبات شجاع الدولہ کے جو وجوہات مولف سیرالمتاخرین کے دلمین پیدا ہوتے ہے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہیں - شجاع الدولہ نوجوان ارزومند دنیا سے گذرے اور جسقدر اونہوں نے اقتدار پایا تہا اوس سے بچوبی ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے - اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات مین تھے - مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی پاداش میں حق تعالے نے عین جوانی مین اوسکے حاصلات و دولت سے لذت اوٹہانے کی مہلت نہ دی - اور ہزار افسوس کے ساتھ رنگراسے ملک عدم ہوئے -

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی۔ گو فاسد مکر اس کا سزاوار تھا۔ لیکن شجاع الدولہ
کو یہ لازم تھا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آتا ہے اور اوس کے ساتھ کلام الٰہی اور انبیا اور ائمہ طاہرین
کی قسموں کا واسطہ کرکے عہد و پیمان کیا جاوے اوسی کے ساتھ بدعہدی کرکے دغابازی کرکے
اور لوٹ مار کرکے ایسے امیر کو فقیر کو ننگا دھڑنگا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ
خواروں کے ساتھ ایسے بدگمان ہوئے کہ اوس جماعت کو جو لاکھوں سے زیادہ تھی بلکہ تسلیم
روزینہ اور وجہ معاش سے کردیا اونکی اراضی اور دیہات کو ضبط کرلیا۔ جس کے نتیجے میں
خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گھرونکے دروازے بند
کرکے شرم سے منہ دکھایا۔ اور جان دی۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ لیکر در بدر بھیک
مانگنا شروع کی۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تھا کہ اونہیں کو سزا
دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تھا کہ ایسے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی نیک و بد کی روزی
کبھی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے عہد میں آدمیوں اور ماتحتونکی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ
بہت کم کرتے تھے۔ اور یہ اونکی غرض و مدعا جس بیان فرماتے ہیں (۴) اپنے مکانات کے بنوانے
میں کسی کے محل اور جھونپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کے مکانات مع مال و اسباب
سیلدارونکے ہاتھ سے کھدوائے۔ اور رفاہ عام اپنی عمارات بنوائیں۔ اس ظلم و
بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سنتا تھا۔ مؤلف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو چھوڑ دیا تعصب
کی پٹی اوسکی آنکھوں پر چڑھی ہوئی تھی اسلئے وہ اسے نہیں دیکھ سکا۔ اور وہ سبب قریبی روہیلونکا
نہایت قساوت اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے۔ ہزاروں امرا۔ علما۔ فضلا۔ مشایخ
اور گوشہ نشینونکی جاگیریں اور ملکیں محض مذہبی تعصب اور قومی کی وجہ سے ضبط
کرکے نان شبینہ کو محتاج کردیا۔ اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت سختی کے
ساتھ قید کیا۔ اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا۔ اون کی عورتوں کی ننگ
و ناموس کو خاک میں ملوایا۔ اونکی گاؤں کو آگ میں جلوایا۔ بچونکو ماؤں کی چھاتیوں پر قتل کرایا
لاکھوں آدمیوں کو گھر سے بے گھر کردیا۔ اور اون کو قتل کراکے اونکی لاشیں چیل کووں کو کھلائیں
اونکے ساتھ اللہ اور رسول کی قسمیں کھائیں۔ تختی اور قرآن کا درمیان میں واسطہ کیا۔ اور
پھر دھوکا دیا۔ اور کسی وعدے کا لحاظ نہ کیا۔ غرضکہ روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ
نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بیکسوں کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش میں آگئی شجاع الدولہ سے

انتقام لینے کو آمادہ ہوگئی - اور اونکو ملیامیٹ کر دیا - اور جن لوگون نے انکے خون سے ہاتھ رنگے تھے اونکے گھرون مین سے یک لخت ملامت و غربت شامل ہو گئی - اور منتقم حقیقی نے مکافات مین ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلو کی بیکسی عورتو بچون کے لئے تشدد کیا تہا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور مان و عیرہ پر پانچ چہ برس کے ہی عرصے مین ظہور مین آ گیا - باوجودیکہ اونکی ریاست باقی ہوئی تہی - سیر المتاخرین کے مولف کو دو وجہ سے روہیلوں سے سخت عداوت ہے - ایک تو اوس کے باپ نے نواب علی محمد خان کے ہاتھ سے بریلی مین زک پائی تہی - دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوۃ تہے اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تہا - اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلوں کو اپنی کتاب میں افاغنہ ملاعنہ اور افواج شام اور افاغنہ عقربیت نژاد اور دون نژادان کے ساتھ یاد کرتا ہے - شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پا مین دنبل نکلا تہا چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تہی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی کا خوف پیدا ہوا - اور پانچ لاکہ روپیہ نذر مانا - اور بعد غسل صحت کے ایفاے نذر موعود فرمایا مگر مقدر تو مرگ موعود تہی تہا آخرکار بدسلے یہانتک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہو گیا - اور اوسی بلا مین مبتلا ہو کر اقلیم بقا کی راہ لی - شجاع الدولہ نے ۴۴ - ۴۵ برس کی عمر پائی سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین پیدا ہوئے تہے - اور سنہ گیارہ سو چھیاسی مین ۲۳ - ۲۴ برس کی عمر مین مسند نشین ہوئے ۱۰ برس حکومت و سلطنت کی - اونکی وفات کے دن فیض آباد مین شور محشر برپا تہا کوئی شخص ایسا نہ تہا جسکی آنکہوں سے آنسو نہ گرتے ہوں جسطرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شورش ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ مین گذرا تہا - تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و شان و شوکت کے ساتھ اوٹہایا گیا - مرزا علی خان اور سالار جنگ بہائی محمد اسحاق خان جو شجاع الدولہ کے سالے تہے مع عمائد کے جنازے کے ہمراہ تہے ابھی مدفن تک نہ پہونچے تہے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ جانشینی کی تمنا مین بہت مضطرب ہوئے - اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بہائی کو مسند نشین کر دین - پس عزت و حیا کو بالاے طاق رکہکر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ ظاہر بہار کے ماموؤنکو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کر کے حضور مین لائیں [1] - خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں اونکے والدین کے مقابر بھی ہوئے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازدواج ہزاروں کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن ان میں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی متہ الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن علامہ علی ابن مرزا محسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تہا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۷۴ تہیں۔ انہیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں۔

صاحبزادونکی تفصیل

(۱) مرزا امانی عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔
(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے
(۳) نواب عضد الدولہ شجاعت علیخان عرف مرزا جنگلی۔
(۴) نواب امین الدولہ معین الملک نام مرزا جنگلی عرف مرزا مینڈہا حیدر تخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بحکومت نکالے گئے عظیم آباد مرگئے)
(۵) نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا ماہر
(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا ماہر کے حقیقی بہائی تھے۔
(۷) نواب رستم علیخان۔
(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخان
(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بہائی تھے)
(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔
(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔
(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔
(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علیخان کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آ گئے۔ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں لعتمہ سہر روز دربار میں وقت روشنی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ ایک دن نواب سعادت علیخاں کی فرمائیش کے موجب تحفہ عطر لے گئے۔ اونہوں نے ناپسند کیا۔ اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور بے احمانہ چند کلمے کہکر چلے آئے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلا سے معلی کو چلے گئے۔ زیارت کر کے بصرے میں آئے اور ٹیپو کے مہمان ہوئے۔ کچھ بیمار ہوئے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخان بڑے۔

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے۔

(۱۷) نواب مرزا نبیہ علیخان۔

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں۔

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخان بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخان

(۲۲) نواب نجابت علیخاں۔

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں۔

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں۔

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی ہوئی تھی۔ اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں کیں۔ نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خانان خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے۔ اور شادی میں شریک تھے۔

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سعادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) حسینی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے بات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوتے۔

(۳) جمنی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جُجّو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں کوٹھے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت میں مرزا جُجّو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم
(۶) زیب النسا بیگم۔
(۷) جینا بیگم
(۸) صدر النسا بیگم۔
(۹) حاجی بیگم
(۱۰) براتی بیگم
(۱۱) وزیر النسا بیگم۔
(۱۲) اشرف النسا بیگم
(۱۳) آمنہ بیگم
(۱۴) ولایتی بیگم
(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور ہے کہ انجم النسا بیگم کی نسبت ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھیری تھی۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خان بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ سنہ ۱۲۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ع تھے بروایۂ عنایات عالیات ہوئی۔ بادشاہ خود مع شاہزادوں اور امرا کے

کربلائے معلیٰ میں جانے آئیں۔ بمبئی سے اپنی خودسری کے سبب کسی بغلہ عرب پر سوار ہو کر روانہ ہوئی۔ جہاز کے صدمہ کی سن پیری کے سبب کہ ۹۰ برس کی ہو چکی تھی تحمل نہیں ہوئی۔ انتقال کیا۔ جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طمع رسم لے گیا۔ شاید نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخاں کو منظور تھا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں ان سے شادی کر دی جائے۔ مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہ ہو سکے گی۔ تینوں بیٹیوں کے ساتھ مجرد المدار رہیں۔ انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد میں تھے۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخاں کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے کو ملا۔ جہاں اول محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں نے ان سب کی تنخواہ اٹھائی اٹھائی سو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ محمد تحسین علیخان ناظر رہا۔ ایک وقت قلت تنخواہ اور اپنی کثرت احتیاجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں۔ صحن دروازہ اور صحن باغ کے رستے بند کر دیے۔ پنج محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی۔ بیباکانہ اپنے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ انہوں نے کچھ اسباب منقول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا۔ اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہیں۔ نواب صلہ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں کے انتقال کے بعد نجم النسا اور زیب النسا اور رعنا بیگم نواب غازی الدین حیدر سے ملنے کے لئے لارڈ ہاسٹنگ کے پاس بنارس تک گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے قلت مشاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ جواب ملا کہ آپ نے کیوں اتنی تکلیف اٹھائی۔ ہم خود لکھنؤ چلتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔ ناکام پھر آئیں۔ غازی الدین حیدر نے سب کے سات سات سو روپے مقرر کر دی۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں سن طفولیت میں مر گئیں۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے چھ شخصوں سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان گنڈوہ کے دوبھائی[1]

(۲) نواب سعد اللہ خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ[2]

(۳) نجیب الدولہ امیر الامراء سے دہلی والی نجیب آباد[3]

(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی تھے[4]

(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی[5]

نواب آصف الدولہ یحییٰ خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحییٰ خان اور عرف مرزا امانی تھا اواخر ۱۱۶۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدۂ میر آتش اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا تلے کا دھڑ اوپر کے دھڑ سے چھوٹا تھا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس دوکان میں سر بازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو اوسے پایہ پلنگ جلتے۔ کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا۔ بسنت اور جشن نوروز میں بھی ہرسال لاکھوں روپے صرف کرتے تھے۔ اونکے باورچی خانہ صرف روزانہ بائیس سو روپیہ سے زیادہ تھا۔ جب ہاتھو انکے شکار کو جاتے تو اون کے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھے لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲۔ [2] دیکھو فرح بخش وگل رحمت ۱۲۔ [3] دیکھو تاریخ فرخ آباد مؤلفہ آرون ۱۲
[4] دیکھو عماد السعادت ۱۲۔ [5] دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد اونکے جنازے کو دفن کے لیئے لیچلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی مسند نشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے۔ اول تو انہوں نے دنیوی شرم و لحاظ کرکے مراجعت سے عذر ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہوکر واپس ہوئے۔ اور اونکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔ آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس۔ اور مسٹر کنائی کو جو اہالیان کمپنی کیطرف سے مامور تھے[۱] اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو۔ اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی۔ باقوں میں آصف الدولہ کی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہوجانے ہماری مسند نشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگونکو دیا جائے گا۔ اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ پس اس خیال سے دستار وزیر ریاست اونکے سر پر باندھی۔ اور دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی۔ اعیان دولت حاضر ہوئے۔ اور نقارچی بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کوئی جھگڑا اونکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی مطلق نہ تھا۔

تاریخ مسند نشینی آصف الدولہ

گشت از بانی آصف الدولہ ۔ رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خاں جو ایام صاحبزادگی سے میر ساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

[۱] دیکھو قیصر التواریخ ۲

بنایا اور مختار الدولہ ہیبت جنگ خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بھی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اونکے بڑے بیٹے مرزا بزرگ کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال رائے بسر نول راے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت بہ خانسامانی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سرا اونکی سپرد کیا۔

حسب و نسب مختار الدولہ

میر مرتضی عرف آغا خانی بن میر محمد باقر بن مصطفیٰ المخاطب بہ مصطفیٰ بن سید احمد الملقب بہ طبا طبا خان صحیح النسب ایران سے ہین۔ سید احمد نادر شاہ کے عہد مین ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفیٰ کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین آئے تھے اوس زمانے مین بہادر شاہ اورنگ زیب کا عہد حکومت تہا شاہ جہان آباد مین موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کی عہد تک یہان رہی نواب برہان الملک کے ساتہ ولایت سے شناسائی رکہتے تھے۔ اون سے ملاقات کر کے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تہی وہ لڑکی سید مصطفیٰ کے ساتھ منعقد کردی ایک لاکہہ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ مہونہ پارہی قلمرو لکہنو مین اون کو جاگیر بھی ملی۔ سید مصطفیٰ اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکہنو مین انتقال ہوگیا۔ مقبرہ اونکا راجگہاٹ مین دریاے گومتی کی کنارے تعمیر ہوا۔ سید مصطفیٰ صفدر جنگ کے عہد مین شیرکوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تہی[1] اور وہ سید مصطفیٰ کی بہت عزت کرتے تھے اور حسنا دید عرب اور میرزادہاے برہان الملک سعادتخان سے جانتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفیٰ شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز مین سوار ہونے کے لئے بنگالے کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اوس زمانہ مین انگریزان اور فرانسیسون مین لڑائی جاری تہی اسلئے ادہر سے راستہ بند تہا۔ مجبوراً بنگالے قیام کیا۔ قاسم علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد نے قدردانی کی۔ سید مصطفیٰ کا بنگالے مین انتقال ہوگیا۔ انکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

---

[1] دیکہو فرح بخش

سید مکرم (۴) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر۔ محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد سعید (۳) میربابا (۴) محمد شفیع۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان۔ اقتدارالدولہ (۲) سید مرتضی خان مختارالدولہ (۳) سید اسمعیل نصیرالدولہ معزز خان۔ جب میر قاسم خان نے انگریزون کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفے خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہوجانے کی وجہ سے لکھنو کو چلی آئی۔ شجاع الدولہ نے تو اون کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد مین آصف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ اونہون نے سید مرتضی خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑہی کا کام اقتدارالدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا۔

مختارالدولہ کی نیابت کا زمانہ

تواریخ بخش مین لکہا ہے کہ آصف الدولہ کی مسندنشینی سے تہوڑے عرصے کے بعد ارکان دولت اور عزیزو اقارب کے مزاج مین اختلاف پیدا ہوگیا۔ نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تہی امورات دنیا وما فیہا سے بیخبر ہوگئے کوتہ اندیشون اور ناتجربہ کارون کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہونکی مذلت ہوگئی اسوجہ سے ارکان دولت کے دلپر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اونسے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی۔ محمد ایلچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ کا تہا۔ اور انگریزون سے پہلے سے تعارف رکہتا تہا وہ اُنسے مل گیا۔ اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر مین معروف ہوے سیرالمتاخرین مین آیا ہے کہ مختارالدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچہ ظاہر نہتا مختارالدولہ نے اپنے بڑے بہائی سید محمد کو اقتدارالدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ اودہ کا نائب کرادیا اور دوسرے بہائی معزز خان کو معزالدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنے ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کردیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختارالدولہ کے دست نگر تہے۔ کسی کی مجال نہتی کہ اوس کے برخلاف دم مار سکے۔ اور انگریزون نے نواب آصف الدولہ اور مختارالدولہ کو قوت سلطنت گہٹانے کے لئے اس بات پر آمادہ کردیا تہا کہ جہانتک ہوسکے فوجین کم کرنا چاہئے۔ اودہر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج مغرور تہی۔ اونکو یہ زعم تہا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہین کرسکتا۔ آصف الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تہے کہ ہونٹے سے جرم

نافرمانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حنفی مذہب ایک مفلس آدمی کا بیٹا دہو بور بازی کا رہنے والا تھا۔ پہلے رائے لالچند فوجدار اٹاوہ کے فراشون مین نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سرائے بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار مین آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگون کو پہنچاتا تھا مغلیہ ملازمان شجاع الدولہ اوسکے ساتھہ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے ہی عرصے مین صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد مین عہدہ نیابت کسی سے نامزد نہ تھا۔ مگر ایلچ خان کاروبار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے نائب کو کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضی کو اپنا نائب بنایا اور اونکو مختار الدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزون سے میر مرتضی کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزون نے میر مرتضی کے لئے تجویز کیا تھا وہ واپس کرادیا اب میر مرتضی اور ایلچ خان مین عناد بڑھگیا۔ آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال کی فکر مین مصروف ہوئے اور بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف معلوم کرکے کرنیل کلیس سے کہا کہ میرا یہان ٹھیرنا اب مشکل ہے میرے حق مین یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب سے مجھے یہان سے کسی جگہ رخصت کرادیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کردو مین کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے مجھے دہلی کو رخصت کردیجئے کچھہ دنون وہان بست و لعل مین بسر کرونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان کی رائے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہان بیکار ہے اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام کامون سے زیادہ ضروری ہے مناسب یہ ہے کہ خان مذکور کو بھیجدیا جائے۔ وہ بادشاہ کے مزاج مین رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت حاصل کرلیگا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہین۔ آصف الدولہ نے کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی نذر کے لئے بہت سے تحائف

اور بارہ لاکھ روپیہ کی ہنڈوی[سلہ] دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور بال بچے لیکر دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت مین پہنچکر بورود مشغلات ہوا۔ اور بادشاہ نے خلعت خاصہ عطا کیا۔ اور عمدۃ الدین خان کی حویلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما مین لکہا ہے کہ ایلچ خان نے بادشاہ سے بیندرہ لاکھ روپیہ نذرانے پر خلعت وزارت کی درخواست کی۔ فرح بخش[سلہ] سے ثابت ہی کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تہا۔ قریب تہا کہ خلعت وزارت اور دوسرے عطیات آصف الدولہ کے لئے حاصل ہون جبکہ مختار الدولہ کو یہ خبر پہونچی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت حاصل کر کے ادہر آتا ہے تو اونہین یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات پیدا ہو جائے گا۔ اور میری نیابت کو ضرر پہونچیگا اسلئے نواب مجد الدولہ کو متواتر لکہا کہ جیسے ہو سکے بادشاہ سے خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے بمدد ایلچ خان کی سرفت حاصل نہو مین بہت جلد نیاز علی خان کو مع تحائف دیہایا اور پیشکش کے بادشاہ کی حضور مین بہیجتا ہون۔ مجد الدولہ بہی نہایت بدباطن تہا اور اوسکی دلسے یہ خواہش تہی کہ بادشاہی کام کو سربستری حاصل ہو۔ اوس نے مختار الدولہ کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کر دیا اور خلعت وزارت دلانے مین دیر لگائی۔ مجد الدولہ ایلچ خان کے معاملات مین عمداً لیت ولعل کرتا تہا اور نظر اون مین تہا کہ یہ سونے کی چڑیا جال سے نکلنے نپائے۔ گوپال پنڈت وغیرہ افسران سپاہ جو ریاست لکہنؤ کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے اونہون نے اپنی تنخواہ شاہجہان آباد مین طلب کی ایلچ خان نہایت ممسک تہا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر تہی۔ اس حیلے حوالے مین رکہا کہ آجکل مین خلعت وزارت لیکر چلتا ہون۔ اور شاہ عالم کے درباری اوسکو ذلیل قوم سمجہکر اکثر مضحکہ کرتے تھے۔ ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی بات کہی کہ خان مذکور کو جواب بن نہ آیا۔ فرط خجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تہا کہا کہ راجہ رام ناتھ میرے رخصت کے معاملے مین مخل انداز ہی اوس سے سمجہنا چاہتے ہو سمجہو اور افسرون نے شب مین آکر اوس کے مکان پر بلوا کیا۔ رام ناتھ تو عالم اضطراب مین کسی طرف سے نکل گیا لیکن حکم بادشاہی ایرج خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت مین یہ حرکتین خلاف ضابطہ مین۔ ناچار ایلچ خان نے باون ہزار روپئے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو روانہ لکہنؤ کیا۔ ایلچ خان یون سمجہ گیا تہا کہ

سلہ دیکہو فرح بخش ۱۲

مجد الدولہ دنیا سازی کرتا ہے اور مجد الدولہ میری تذلیل کے درپے ہے ایسا نہو کہ مجھے یہان کسی بلا مین مبتلا کردین اور پھر یہان سے نجات نہ مل سکے اس سے بہتر ہوگا کہ مین یہان سے بھی نکلجاؤن اسلئے۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات مین تو کوئی شبہہ ہی نہین لیکن ارکان دولت دشمنون کے اغوا سے خفت و ذلت کے درپے ہین اسلئے غلام رخصت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے نیمہ آستین عطا کرکے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہان سے رخصت حاصل کرکے بے نیل مرام آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ چغلخوری کرکے تخریب کے درپے ہوجاوینگے۔ اسلئے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تھا لکھا کہ مجد الدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے خبر کا برگوش برآواز تھا ایلچ خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خان اکبرآباد کو چلا گیا ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان نے ایلچ خان کا اکبرآباد مین پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف غنیمت جانکر بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ مین اوس کو بلالیا۔ اول نجف خان ایلچ خان کے ڈیرہ مین گیا۔ اور دوستی کے مراسم بخوبی بجالایا جس سے ایلچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور نجف خان کی اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ اور اوسکی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خان نے محالات قلعہ اکبرآباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کردی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر تمام کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لئے دئے۔ آصف الدولہ نے مصاحبون کے اغوا سے ایلچ خان کی حویلی کو جو فیض آباد مین تھی ضبط کرلیا جس مین پرانے چیتھڑون اور تانبے کے ٹوٹے پھوٹے برتنون کے سوا کچھ نہ تھا۔ لال محمد ایلچ خان کا بھتیجا آصف الدولہ کے پاس رہگیا۔

قلعہ الہ آباد مین روہیلکھنڈ کے قیدیون کو تکلیفین پہنچانا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی مین روہیلکھنڈ کے بعض قیدیون کو جو مسکین لوگ تھے رہا کردیا۔ مگر عرب خان بریچ اور خان محمد خان ترکمانزئی خان اور رحمت خان اور عالم خان خرعشی۔ اور حسرت خان اور ملا احسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور ملا عبدالواحد خان۔ اور قاضی محمد سعید خان اور موخا ساماں اور اختیار خان چیلہ اور ملا [illegible] خواجہ سرا کو کہ ذی حوصلہ

اولوالعزم آدمی تھے نہ چھوٹا اونسے بند وصول کرنے کی بھی توقع تھی اور نہ حافظ رحمت خان اور دوندے
خان کے خاندان کو چھوڑا بلکہ کبھی ہمیشہ کے بعد محبت خان کو بھی الہ آباد بھیجدینا چاہا۔ مگر مرزا علیخان
آصف الدولہ کے ماموں نے شفاعت کی جس سے وہ بچ گیا۔ تاہم بعض حسد پیشہ مصاحبوں
کے اغوا سے حافظ صاحب کے خاندان کی ایذا دہی مین خفیہ کارروائی کا شروع کی محبت خان
کی ملاقات اور تنخواہ بالکل بند کردی اور آصف الدولہ کے ایما سے سید معز خان قلعہ دار
الہ آباد قیدیون پر سختی کرنے لگا۔ اور سو روپیہ یومیہ جو اونکی خوراک کیلئے شجاع الدولہ کے
عہد سے مقرر تھا اسکے دینے مین عذر وحیلہ کرنے لگا۔ اور تھوڑا تھوڑا دیتا تھا۔ اسی عرصے مین
آصف الدولہ مہدی گھاٹ کو گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان
جو لشکر کے ساتھ تھے بے سروسامانی کی حالت مین ہمراہ گئے۔ مہدی گھاٹ کے مقام پر یہان برسٹو
صاحب رزیڈنٹ گورنر کا مرسلہ آیا اور اوس نے محمد ذاکر کی زبانی محبت خان اور ذوالفقار خان
کا یہان موجود ہونا نہایت بے سروسامانی کی حالت مین سنا تو انکے پاس ہرکارے بھیجکر اپنے
پاس بلایا۔ مگر انہون نے علانیہ رزیڈنٹ کے پاس جانا مناسب نسمجھا اسلئے خفیہ رات کے وقت
ملے اوس نے انکی تسلی وتشفی کی اور انکی بہبودی مین کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور انکے ڈیرے اپنے
ڈیرون کے پاس کھڑے کرائے اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپیے
انکو دئے اور کہا کہ تم بے اندیشہ اپنے حالات ہمسے بیان کرتے رہا کرو[۱]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعد اللہ خانکی بیگم کا اسباب ضبط ہوجانا اور پھر اوسکا واگذاشت ہونا

فرح بخش مین لکھا ہی کہ نواب سیف اللہ خانکی بیگم فیض آباد مین رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ کر
گذر کرتی تھی۔ اور ہمیشہ پریشان حال رہتی تھی۔ وہان کوئی اوسکی خبرگیری نہین کرتا تھا۔
نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کئے تھے اوسکا عوض یہ دیا گیا کہ
آنولے سے اونکی بیگم کو حراست مین رکھکر فیض آباد کو لے گئے اور وہان قید کردیا نواب آصف الدولہ

---

[۱] دیکھو اخبار حسن وگل رحمت ۱۲

اور سبر طرفگی یہ کی کہ مسندنشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کرلیا اور مفت بدنام خلایق ہوے اس لئے کہ اسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور کھلونون اور ظروف کے زر نقد نہتا۔ یہ سارا قصور اہلکارون کا ہی جو نیک و بد مین تمیز نہین کرتے۔ ادہون نے نواب کو اس بوچ حرکت پر کیون آمادہ کیا۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر ہوئی تو ادہون نے احترام الدولہ کاون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچہ لکہا۔ صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے بوچ کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ تمسکے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بہیجے تہے اور اونمین وعدہ کیا تہا کہ تمہاری پنشن کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کیئے جاینگے دکہائے۔ نواب نے سزمندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکہنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبرا روپیہ لینا۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدے دینا

سیر المتاخرین دگیان بر کاش مین لکہا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسندنشینی کا فیض آباد مین گذرا برسات کے بعد آب وہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مان اور دادی کو لیکر فیض آباد سے لکہنو کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکہتے تہے اس باب مین آصف الدولہ اور اونکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کی لئے اونکو فارغخطی لکہدین غرضکہ نقطاہر پچاس[^ف۵] لاکہہ روپئے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغخطی لکہدی۔ آصف الدولہ لکہنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوئے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی ضدمت مین ایام صاحبزادگی سے چند ہندو تلنگے تقرب رکہتے تہے۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوے

[^ف۵]: دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

تو ان پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کئے - اور رسالے اور جاگیر اور پالکیان دیکر بڑے اقتدار پر پہونچایا - اونمین سے ایک کو میسوازہ کی عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی - اور اپنی پالکی کے کہارون مین سے ایک کہار کو راجہ جہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا - غرضکہ اون کے مصاحب بجز رذیل اور پوچ لوگون کے نہین تہین

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکہنو سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا - اور فرخ آباد کے نواح مین پہنچکر مقام کیا اور کئی مقام وہان کئے - اور وہان سے کئی توپین اور دو تین ہاتہی اور کچہہ گہوڑے پسند کرکے لے لئے کہتے ہین کہ پانچ لاکہہ خراج کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے - ایک روز ایسے بڑے بڑے اولے برسے کہ ایک ایک اولہ پانچ پانچ سیر کا تہا اسکے صدمہ سے بہتسے آدمی اور جانور ہلاک ہوئے پہر یہان سے اٹاوہ کی طرف کوچ کیا سلہ سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوہ سے پہونچکر یہان قیام کیا - یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید عہ کی حدود مین واقع ہے جہان سے اپنے بہائی سعادت علی خان کو جو روہیلکہنڈ کی حکومت پر متعین تہے اور شیدی بشیر کو طلب کیا

شیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹہانا اور بہاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

محمد بشیر شجاع الدولہ کا غلام زر خرید تہا - اور نواب موصوف کی خدمت مین نہایت تقرب رکہتا تہا شجاع الدولہ نے اوس کو نجیب آباد کے انتظام پر مقرر کردیا تہا - فرح بخش مین بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے مخالفونکے اغوا سے اوسکی بربادی کی فکر کی - اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین ہی کہ جس وقت شیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس پر عنایت کرکے غافل کیا - اور جب اوس کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا تو چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرلین

سلہ دیکہو گیان پرکاش ۱۲ عہ انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہے یہ دونون دریا کوہ کمایون سی نکلکر الہ آباد کے پاس مل گئی ہین تو انتربید کا مبدا دامن کوہ کمایون ہے اور منتہی نواح الہ آباد ۱۲

اتفاقاً اس نے بھی اس منصوبے کی خبر پائی بیچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے فرح بخش مین
ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ نے حبشیون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا ۔ ایک دفعہ جب لوگ اوسکی اذیت
اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے ۔ اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آ پہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے
مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین ۔ میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک
شریف آدمی تھا اور حبشی مذکور کا بڑا نا رفیق تھا اور مرہون احسان تھا اور شجاع الدولہ کی طرف سے اوسکی
نیابت کا کام انجام دیتا تھا اوس نے حبشیون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا
چاہیے ۔ حبشیون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹھا دیا ۔ اور کوئی دقیقہ اوسکی
بے حرمتی مین باقی نہ چھوڑا ۔ بشیر دو شبانہ روز بیچا بیون کے حلقے مین سپاہیون کے زمرہ مین چھپا
پڑا رہا آخرکار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو قارون کے خزانے
سے کم نہ تھا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا ۔ اور فرح بخش مین یون ہی مذکور ہے
اور سیر المتاخرین کے مولف نے کہا ہے کہ میر بہادر علی نے شیدی سے دشمنون کے ہنگامے مین
بشیر سے کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طور سے ممکن سمجھین اپنی راہ لیجئے اور چند اشخاص
معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہے ۔ آپ لوگ شیدی کے ہمراہ ہو کر اون کو دریا کے پار کر کے افغانان
کے ملک مین پہنچا دین ۔ یہ کہکر بشیر کو گھوڑے پر سوار کیا ۔ اور چند معتبر آدمی ہمراہ کئے ۔ اور کہا کہ آپ
حتی الامکان یہان سے فرار ہوجئے ۔ اس عرصے مین لوگ بشیر کے خیمے پر آ پہنچے طرفہ شور و شر پیدا ہوا
حبشی مذکور نے اس معرکے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا سید زادہ
ہو آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدہ گھڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمے
مین داخل ہو کر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شیدی بشیر گنگا پار ہو کر آصف الدولہ کی سر
سلامت نکلگیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گھسکر اوسکو ڈھونڈھا
تو نپایا ۔ بشیر اکبرآباد مین نجف خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ
خیال کیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کئے ہوئے تھا طلب کر کے
معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لاہور اور رہتک و ہانسی حصار بھی
اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کرے اور مصارف
چلاوے اور سپاہ جمع کرے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا ۔ اور موسی خان
بلوچ کو موافق کر کے لاہور علاقہ رہتک مین مقابلہ کیا ۔ ملا رحمداد خان روہیلے نے مجد الدولہ کے

ایٹا سے ۳۰ کوس کی مسافت کا دھاوا کرکے بنگش کے لشکر پر شبخون مارا۔ بنگش اور موسیٰ خان بلوچ دونوں میدان جنگ سے گھوڑوں پر سوار ہو کر فرخ آباد بھاگ گئے۔ یہ مقام بلوچ مذکور کا تھا۔ اور جو اس فرخ آباد سے جو نواب بنگش کی حکومت میں تھا۔ علاوہ تعداد فاں سے گھوڑوں۔ ہاتھیوں۔ نیموں۔ پالکیوں اور دوسرے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑے دنوں بنگش مع موسیٰ خان بلوچ کے علاقے میں رہ کر ذو الفقار الدولہ کے علاقے میں چلا گیا۔ اوس نے بدستور مہربانی کی اور وہی علاقہ سونپنے لگا بنگش نے قبول نہیں کیا۔ گور سہائے نے تاریخ اردو میں لکھا ہے کہ بنگش کے چلے جانے کے بعد مختار الدولہ نے نواب کی دیوانی کا خلعت مع خطاب راجگی کے راجہ جگن ناتھ داماد راجہ صورت سنگھ دیوان نواب شجاع الدولہ کے لئے تجویز کیا اور راجہ صورت سنگھ کو مہاراجہ کا خطاب دیکر بنگش کے علاقے پر روانہ کیا۔

مختار الدولہ کا انوپ گر اور امراو گر گوشائیوں کی خرابی کا سامان پیدا کرنا انوپ گر کا ذو الفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

راجہ اندرگر گوشائیں نواب صفدر جنگ کے پرانے متوسلین میں سے تھا۔ جب صفدر جنگ نے بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دلی کا محاصرہ کر لیا تو کالی پہاڑی کی لڑائی میں اندرگر گولی سے مارا گیا۔ انوپ گر اور امراو گر دونوں اوس کے چیلے قوم برہمن سے تھے اندرگر کے مرنے کے بعد صفدر جنگ نے ان دونوں چیلوں پر نظر عنایت رکھی۔ اور ہر ایک کے لئے جدا جدا رسالہ مقرر کئے صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونوں کو مرتبہ امارت پر پہونچایا۔ انوپ گر کو راجہ ہمت گر بہادر کا خطاب دیا اور امراو گر کو بھی راجہ کا خطاب عطا کیا اور اپنے تمام امرا اور سرداروں سے انکی عزت بڑھا دی۔ اپنی زندگی میں اٹاوہ وغیرہ محالات سے میان دوآب اور کالپی وغیرہ پچاس لاکھ روپے کی آمدنی کا ملک ان دونوں گوشائیوں کی سپرد کر دیا۔ ان گوشائیوں نے اپنی ہمت اور جرأت اور سلیقہ شعاری سے مرہٹوں کے دوسرے محالات بھی دبا لئے۔ اور قلعہ جہانسی کو گھیر لیا۔ محصورین عاجز آ کر اپنی نجات کی استدعا کرتے تھے۔ کہ مختار الدولہ نے ایلچ خان اور بسنت خان کے اخراج کے بعد ارادہ پختہ کر لیا کہ ان دونوں گوشائیوں کو اٹاوے وغیرہ سے معزول کر دے۔ مگر یہ کام اوس سے ظہور میں نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے ان دونوں کے پاس تیس ہزار کی قریب سپاہ تھی۔ میر مذکور

اُنکی تخریب کے لیے آصف الدولہ کو اناوے کو لیگیا - ہمت گر بہادر نے تاڑ لیا کہ خیر نہین ہے اسلئے
اپنے حاضر ہونے مین لیت و لعل کیا اور محاصرہ کے بہلنے سے جہانسی کیطرف رہا آخر کار
عہد و پیمان کی بعد آصف الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوا نواب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور
اور سرپیچ دستار مع گوشوارے کے عنایت کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ
تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب مین قصور نہین کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے
منحرف کرتے رہتے تھے - تاہم نواب گوسائیون کے باب مین مختار الدولہ کا مشورہ نہین مانتے تھے
میر مذکور نے یہ ٹہان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو جان برسو صاحب سے موافقت کر کے دونون
گوسائیون کو اناوے اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہئے - گوسائیون نے اپنی فوجون
اور چیلون کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کر کے اپنے پاس رکھ لیا - اور بیدل اور خفا ہو کر
ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہو کر راجہ جہاؤلال کی معرفت
اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی - مگر اب جہانسی کا فتح کرنا
مشکل ہو گیا - کیونکہ محاصرہ کے اُٹھتے ہی لچھمی راو اور بالا راو وغیرہ مرہٹون نے بہت سا سامان رسد
اور فوج جہانسی مین جمع کر لی - اور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کر لیا تھا - اور قلعہ جہانسی کا انتظام کر کے
مورچے جدید بنائے تھے - نواب آصف الدولہ اگرچہ گوسائیون کے حال پر مہربان تھے لیکن وہ مطمئن
نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے خائف تھے اسلئے ہمت گر جہانسی کے انتظام کی بہانے سے
آصف الدولہ سے رخصت ہو کر تہوڑے دنون بہند کے ضلع مین مقیم رہا - اور اوس ضلع کو ویران کر کے
اور بہند کی آبادی جلا کے اکبر آباد کو ایلچ خان کے پاس چلا گیا - کیونکہ دونون مین مدت سے عہد و
پیمان ہو رہا تھا وہان سے ایلچ خان کی عرضی کی ذریعہ سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ مین
مصروف تھا چلا گیا اوس نے اوس پر بڑی مہربانی کی - نواب اسنے ڈیگ کو فتح کر کے محالات سکہانہ وغیرہ
بارہ لاکہہ کی آمدنی کا ملک ہمت گر کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ مین دیدیا فرح بخش کا مولف اسی جاپر لکہنے کے
بعد کہتا ہے کہ امراو گر ابھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے بیدل ہو کر
اوسنے اناوہ وغیرہ میان دوآبہ کا ملک گوسائیون کی حکومت سے نکالکر زین العابدین خان کو ذمہ
مقرر کرا دیا ہے - وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کر کے زر تحصیل اقساط کے موجب خزانے مین بہیجتا ہے
بالفعل آصف الدولہ کی سرکار مین مختار الدولہ کا طوطی بولتا ہے - اور اُسنے تمام ساختہ پرداختہ معقول
سے ہے - اور وہ مال اندیشی کی وجہ سے جان برسو سے ملا ہی - دونون تمام ریاست پر حاوی ہین

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش مین لکھا ہی کہ دوندیخان اور حافظ رحمت خان کی اولاد اور جیقدر روہیلکھنڈ کے علماء و فضلاء و شرفا قلعہ الہ آباد مین قید تھے ادہنون نے متواتر عرضیان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت مین بھیجین - اور استدعا کی اس قید محنت سے ہم کو رہا کر دیجئے - نواب موصوف نے رحم کھا کر مسٹر جان برسٹو لکھنؤ کے انگریزی رزیڈنٹ کو ان کی رہائی مین کوشش کرنے کے لئے لکھا رزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے مین بہت دباو ڈالا - آصف الدولہ نے تین لاکھہ روپئے ان بچون کی رہائی کے عوض مین طلب کئے - اور یہ رقم اس طرح سے پوری کی گئی - کہ ایک لاکھہ ننانوے ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے - اور ایک لاکھہ بیس ہزار روپئے نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے دئے اسطرح تین لاکھہ روپئے جمع ہو کر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے جنہون نے آصف الدولہ سے قیدیونکی رہائی کا حکم سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بھیجا اوس نے ایک مہینے تک سامان کی تیاری کے بہانے مین تامل کیا - اور آخرکار ۲۸ شعبان ۱۱۸۹ھ ہجری کو جان برسٹو صاحب کے ہرکارون اور اپنے آدمیون کے ساتھہ ان قیدیون کا قافلہ لکھنؤ کو روانہ کیا - یہ لوگ گورہ مانکپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۱۸۹ھ ہجری کو لکھنؤ پہونچے - یہ دونون خواجہ یاقوت کے باغ مین خیمون کے اندر رہے پہر کرایہ کی حویلیون مین رہنے لگے - نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تہی اور فتح خان خانسامان کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بھیجدیا - روہیلکھنڈ گزیٹر مین لکھا ہی کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریرونکے بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھہ روپئے سال کی پنشن ان لوگون کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار اکبر آباد کے نام حاصل کر کے جان برسٹو صاحب نے ادہنپر تقسیم کر دی -

---

سلے دیکھو گل رحمت ۱۶

انگریزون کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملات

مڈلٹن صاحب تو پہلے ہی گئے تھے اور اون کی جگہ برسٹو صاحب بھیجے گئے تھے ۔ شجاع الدولہ کے مرتے ہی گورنر کی کونسل مین فرنسس صاحب اور کرنل منسن صاحب اور جنرل کلیورنگ کی غلبہ آرا سے یہ امر مفصل ہوا کہ شجاع الدولہ کے ذمے جو روپیہ واجب الادا ہے اوس کو بہت جلدی سے وصول کرنا چاہیے ۔ اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد و پیمان اون کے باپ کے ساتھ سرکار کمپنی کے ہوئے تھے وہ سب اونکی ساتھ قبر مین گئے ۔ اور کوئی اونمین سے اب باقی زندہ نہین اب جو کچھ نیا سود امداد و اعانت کا ہوگا تو اوسکی قیمت از سر نو ٹھہرائی جائیگی پرانے بھاؤ نہین دیجائینگی ۔ برسٹو صاحب عقل کے پتلے تھے اونہون نے آصف الدولہ کو ایسا شیشے مین اوتارا اور اونکی مزاجمین ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تھے کہ مسٹر جان برسٹو میری جان ہے ۔ میرا بھائی ہے ۔ میرا مالک و مختار ہے ۔ جو کچھ وہ کہے وہ کرو ۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ مختار الدولہ بغیر اوسکی صلاح کے معاملات مین دم نہین مار سکتا تھا ۔ اوس نے مختار الدولہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ بنارس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ چیت سنگھہ بن بلونت سنگھہ کی زمینداری مین ہے اور جسکی مالگذاری چوبیس لاکھہ روپئے کی ہے ۔ اور ستر لاکھہ روپے کے قریب محاصلات ہے سرکار کمپنی کو دلادے ۔ اوس احمق نے آصف الدولہ کو جان برسٹو صاحب کی طرف سے امید و بیم مین ڈالکر راضی کردیا ۔ بینرج صاحب تاریخ ہند مین اس مطلب کو یون ادا کرتے ہین کہ کونسل کے اون تین ممبرون نے ہسٹنگز کی مرضی کے خلاف نواب وزیر اودھ کو ملک بنارس قلمرو سرکار انگریزی مین شامل کرادیا ۔ غرضکہ رزیڈنٹ کی رسائی سے ۲۰ ۔ ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۲۱ ۔ مئی ۱۷۷۵ ع کو نیا عہد نامہ لکھا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو شجاع الدولہ کے ہاتھہ فروخت کیے گئے تھے آصف الدولہ کے قبضے مین اوسی ہیئت سے رہین گے جیسے کہ ملک اودہ اون کے پاس ہے ۔ اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہین کہ وہ صوبہ اودہ اور کوڑہ الہ آباد کی حفاظت کرین گے ۔ جب تک مرضی کورٹ آف ڈائرکٹرز کی دریافت ہوگی اور نواب نے اپنے ملک کی اس حفاظت کی بابت انگریزی کمپنی کو تمام اضلاع ماتحت راجہ چیت سنگھہ کے مع محصول خشکی و دریا دیدئے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سرکار بنارس ۔ سرکار چنارگڈھ ۔ تکینس گڈھ ۔ اضلاع جونپور ۔ منیچ پور ۔ ملبوس خاص ۔ بھدوہی سرکار غازیپور ۔ پرگنہ سکندرپور ۔ فرید شادی آباد دوبہہ سرریخ وغیرہ انکا خراج ۲۲ لاکھہ

۰۰ ہزار ۴ سو ۹۵ روپیہ مقرر تھا اور نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ ایک بریگیڈ انگریزی سپاہ کی تنخواہ
جو مدد اور اعانت کے لیے اونکی ہمراہ رہیگی ماہوار بڑھا کر دیگا کہ ساٹھ ہزار روپیہ مہینہ کر دینگی
اور اس عہدنامے میں نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور
سمرو قاتل انگریزوں کو اپنی ملک میں آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکھینگے۔ اور اگر وہ اونکی
قابو میں آجاینگے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کر دینگے۔ اور یورپ کی کسی اور
قوم کو اپنی ملازمی میں بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نہ رکھینگے۔ اور جو کوئی انگریزی کمپنی
کے پروانے کے بغیر اونکی ملک میں آویگا یا اوس میں گذرے گا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک میں آنے
تو وہ اوس کو آنے نہ دینگے بلکہ اوس کے آنے میں مانع ہونگی۔ اور اگر آبھی جاویگا تو اوسکو نکالکر
بہیجدینگی۔ تمام یورپین کسی قوم کے ہوں جو نواب مذکور کی ملازم ہیں اس عہد کی رو سے برخاست ہوئے
اور اونہوں نے وعدہ کیا کہ انکو نوکر نہ رکھینگے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہو کر آیا ہے
یا آیندہ آویگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جاویگا۔ اور طرفین نے
یہ بھی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو لکھینگے تو وہ اوسکی رضامندی
اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا۔ اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچھ بھی لحاظ نہ کیا جاویگا
اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علحدہ اس مضمون کا بھی لکھدیا کہ زر بقایاے انگریزی کمپنی
بابت کوڑہ اله آباد و روہیلکھنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار
بروقت واجب ہونے کے ادا ہوگا۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہی کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ
اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا۔ مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد
میں وہ خود بنارس تک آیا تھا۔ اور ملک مذکور کی درخواست کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے
بہت سے عذر کر کے ٹالے بالے بتائے تھے اور نہ دیا تھا۔ اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرف سے
رزیڈنٹ تھا ایسا بڑا کام کر کے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر ملول
ہوا۔ اور اسوجہ سے اوسنے ان شرطوں کو منظور کرنے میں یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون
عہد و پیمان کے ہیں جو شجاع الدولہ کے ساتھ ہوے تھے۔ اور گورنرونے یہ کہا کہ اسوقت
جبراً قہراً نواب سے جو شرطیں چاہو ٹھیرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سب کو منظور کر لینگے
مگر اون کا ایفا نہ کر سکینگے۔ جب کورٹ ڈایرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا
ملک ہاتھ آتا ہی۔ اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹھیرا ہے تو اونہوں نے مراسلہ ۲۴ نومبر

فتنے ۱۷۷۵ء مین یہ لکھا کہ ہم کو کبھی ایسی خوشی خاطر اپنے ملازمون کی کارگذاری سے حاصل نہین ہوئی جیسی کہ آصف الدولہ کے ساتھ اونکے عہد و پیمان کرنے سے ہوئی - جو عہد و پیمان آصف الدولہ کے ساتھہ کیے گئے ہین ہم اونکو بطیب خاطر منظور کرتے ہین -

سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہی کہ مختار الدولہ نادان تھے باوجود اس قدر توانع معنت کے اپنے حق مین کچھہ بھی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا - اس وقت جو کچھہ پا لیتا فورا ہو جاتا - اور کسی کی مجال نہوتی کہ اوسکی طرف آنکھہ اوٹھا کر دیکھتا نہ کہ مار ڈالتا - اگر اوسیا نہ لیا تا تو اوس کے انتقام مین قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصف الدولہ کی ریاست اوسکی اولاد کو ملتی - لیکن تقدیر مین یہی تھی القصہ بنارس مع توابع کے ضمیمہ بنگالہ ہوا - اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودہ - الہ آباد اور کہر کہیر اور کوڑہ اور اٹاوہ اور روہیلکہنڈ مین بہت اختیار جان برسٹو صاحب کے کچھہ نہ رہا آصف الدولہ اپنے باپ کی فوجکو تنخواہ دینا عبث سمجھکر اوسکی استیصال کی فکر مین مشغول ہوئے - آخر کار رسالہ دار موقوف کیے گئے - چنانچہ بسنت بہادر اور اوسکا بھائی امراؤ گر اور مرتضی خان بڑیچ اور شیخ احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہوکر لشکر نجف خان مین پہنچے - اور بعض اشخاص پریشان ہوکر در بدر خاک بسر مارے پھرے -

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے لڑانا اور اوس پلٹن کا شکست پانا

ملخص تاریخ اور تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین مین ہی کہ شجاع الدولہ نے چار پانچ ہزار آدمی شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر رکھے تھے اور سید احمد نامی اونکا افسر تھا اور اونپر تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اونکے پاس بندوقین توڑہ دار تھین مگر وہ اونسے بہت جلدی سے آگ اٹھا لیتے تھے - بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلئے اونکی خاطرداری زیادہ تھی آصف الدولہ رفقاے پدری سے بیزار اور درپے ایذا تھے یہ رسالہ کالپی مین متعین تھا دسی دن سے اپنے پاس مقام اٹاوہ مین بلا لیا - جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام کرے اور فرمایا کہ توپین توپخانہ مین داخل کر دیجاتی ہین - نجیب پلٹن کے لئے ایک یا دو توپ ہین - اور تمام بندوقین بھی یہین رکھکر آتی تو بہتر داخل کر دیتے آصف الدولہ نے اون توپون اور تمام بندوقون کے داخل کرنے کا بھی حکم دیا اسیا ہوا لیکن سمجھہ لیا کہ تنخواہ دینے کی نیت نہی - غرض کہا کہ ہماری تنخواہ عنایت ہو تو ہم توپ و بندوق سپرد

داخل کردین آصف الدولہ نے آشفتہ ہو کر مختارالدولہ سے کہا کہ انکی سرتابی کی سزا دو اوسنے عرض کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہین اور کچھہ غرض نہین رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمھین یہ تکلیف گوارا نہین تو ہم خود جاتے ہین۔ جب اونہون نے دیکھا کہ خود بدولت سوار ہوتے ہین تو مجبور ہو کر فوج متعینہ لیکر اونکی سرکوبی کو گیا۔ وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نرکہتے تھے میراحمد مرگیا تھا مگر لاچار آصف آراہو نزدیک تھا کہ مختارالدولہ بھگادین۔ لیکن بھگادین کے پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی۔ اور ہجوم بکثرت اور سامان مہیا اس تہا اس لئے اونسے پایداری کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہوچکی اور باقیماندہ بھاگ کر جانبر ہوئے۔ یہ واقعہ محرم سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مقام اناوہ مین ظہور مین آیا۔ آصف الدولہ کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تھے اس لڑائی مین کام آئے۔ اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہوے اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خواجہ سراحسن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تعلیم سے جرنیل بنایا تھا ہر ایک کے ساتھہ چھہ پلٹنین مع توپخانہ اور اسباب متعلقات کے رہتی تہین۔ صاحبزادے کا یہ حال دیکھہ کر اوسے جلے جانے کے خیالات مین مصروف ہوئے۔ سیرالمتاخرین کا مولف لکھتا ہی کہ مین لکھنؤ مین آیا تو ان بے عقلون کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کی اولئک کالانعام بل ہم اضل سبیلا سراپا بہائم تھے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور اونکی طبعیت کو عموما متحمل و بے پروا بتاتے ہین بہت احمق کہتا ہی۔ اور امکے چال چلن کو ناپسند کرتا ہی اور لکھتا ہی کہ اونہون نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کر دیا۔

باسی پلٹن کی بربادی

گورسہاے نے تاریخ اودہ مین لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کی تفویض کر دیا راجہ کے ساتھ میرافضل علی بھی تھا نواب کی وفات کے بعد بھی آٹھ ماہ تک یہ دونون متصرف رہے۔ مختارالدولہ نے میرافضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے مخالفت کرے اور اوسکی لشکر کو تباہ کر دے۔ مین کسی شخص کو یہان سے بھیجونگا۔ تم اوس کے اتفاق سے کام کیجیو اور مین جانتا ہون کہ وہ ملک سرکار سے علاقہ نہین رکھتا ہی۔ اور جو کچھہ تمہارے سپاہیونکے لئے مقرری ہم اوس سے زیوڑا دیتے ہین۔ اور سوائے فوج موجودہ کی جو کچھہ فوج اور نوکر رکھو گے اوسکی تنخواہ بھی ملک سے محسوب ہوگی۔ اور دو لاکھہ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی۔ لیکن کسی کو اسپر اطلاع نہو افضل علی نے بپاس حق نمک مختارالدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس جہاولال

کے ساتھ رہتا تھا اوس کا شقہ بہیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکہا دیا جاے شخص
مذکور ملنے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کی داروغہ
مرزا الو کے پاس بہیجدیا مختار الدولہ نے اون خطونکو چاک کرکے شخص متوسط عنایات کا امیدوار کیا
اور راجہ جہاؤلال کو خلوت مین طلب کرکے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکھ بہیجین کہ سرہمت
بہادر کی حکم سے مخالف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکھا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے عداوت اختیار کررکہی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین
حضور مین بہیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہوکر رہو۔ میر مذکور اصل کارسے غافل تہا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادہ جنگ ہو۔ راجہ بہی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دوراندیش آدمی تہا چند
آدمیون کو درمیان مین واسطہ کرکے تصفیہ کرلیا اور پہر ایک مختار الدولہ کو لکہا۔ اور ایک عرضی حضور مین
لکہی کہ میر افضل علی بوجہ مجہسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور
کا شقہ میر مذکور کی نام صادر ہوجاے کہ بوجہ فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہان بلا لیا جاے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بجود ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف مین لاے۔ الغرض شقہ اوسکی طلبی مین روانہ کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل پہونچا تو بسبب اس کی کہ شام ہوگئی تہی قریب دو کوس کی لشکر
سے اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پاکر حضور مین عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس کاوش کے جو مجہسے رکہتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ واسطے
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جاؤ اور وہ جانے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے بجلی رات
سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جمادیا اور قبل اس کے کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہوا دہر سے آتشباری شروع ہوگئی ظہر تک ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکہا کہ ڈیڑہ لاکہ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گہیرے ہوئی ہی تو
بہاگنے لگے میر افضل اپنی دو تین بہائیون کے ساتھ آمادہ مرگ کہڑا رہا اوسوقت مختار الدولہ نے
عبدالرحمن خان قندہاری کو قسم کہاکر بہیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچیگی وہ حاضر ہو جا
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بہیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سے پرخاش
کی بہی جواب دیا کہ راجہ جہاؤلال کے خط سے معلوم ہوا تہا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور مین لکہی ہے۔ جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگاکر

مصنوعین پیش کردیا۔ ۱۱۸۷ھ ہجری مین نواب نے جہاؤلال کو قید کردیا۔ جہاؤلال شجاع الدولہ کے عہدمین نوکر ہوا تہا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہوگیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخوانہ کی داروغگی میان لسبت کو ملی اور پہلے سے جو لوگ اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیرالمتاخرین مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ کے سرداران ایسی ایسی حرکات دیکہہ کر اپنی اپنی فکر مین مصروف تھے چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو ہی نہین تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس معتقد رہا تہا لہذا بہرحال اوقات بسیری کرسکتے تھے منجملہ اونکے محبوب علیخان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کیطرفسے کوڑے اور اٹاوے کا حاکم تہا اور کسیقدر صاحب جرات وغیرت بہی تھا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت متحیر رہتا تہا کہ کیا کرنا چاہئے لیکن فوج اور عمدہ سامان جنگ اوسکے ساتھہ تہا اوس کے پیادونکی رجمنٹ کا نام برق انداز تہا مع پیادہ وسوار کے اوس کے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تھی۔ اور کوڑے واٹاوے کے اطراف مین حسب الحکم شجاع الدولہ نہایت کروفر کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اوس کا بہی استیصال مدنظر ہوا۔ اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جائے پائے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان کو بھی معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر ظہور کوئی بات اوس کے خلاف کرینگے وہ بھی نکو امی کا داغ لگاکر نجف خان سے جاملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنین چند کپتانونکی ماتحتی مین مقرر کرکے محبوب علیخان کی سرکوبی کے لئے بہیجین۔ اور یہ اسطرح بہیجین گئین کہ جسکا منشا بظاہر مسافرت معلوم ہوتا تہا۔ یہ لشکر محبوب علی خان کی سپاہ کے قریب رگنڈہی کے بہانے سے پہنچادیا گیا۔ اور کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور وہ ملتے ملتے شہر مین اپنے مکان کو چلا گیا۔ فوج وتوپخانہ شہر کے باہر چہوڑا۔ بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا۔ اور صبح ہوتے ہی محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضائے حاجت کو گیا ہوا تہا کوئی کہین کسی کام مین مصروف تہا کوئی سوتا تہا۔ کوئی جاگتا تہا۔ محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی صرف چند تلنگے پہرے پر موجود تہے وہ حسب قاعدہ فراہم ہوتے۔ انگریزی فوج نے چہوٹتا اور

ایک گولے کے ٹیتے سے بیٹھکر میدان مین کہڑی ہوئی اور اب انگریزی سپاہ کے افسرون نے یہ کہا کہ ہم فلان طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہی۔ محبوب علی کی سپاہ نے منع کیا۔ اور اونہون نے کچھہ نہ سنا لڑائی ہوئی ادہر کچھہ تیاری تو تہی نہین انگریزون کی ایک باڑھہ نے بہتونکو بچایا باقیماندہ مشوش ہوکر مفرور ہوئے۔ لشکر کے بچون نے مال اسباب بر ہاتھہ صاف کیا۔ اور جو کچھہ بچا ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرون مین سے کپتان دقل کام آیا محبوب علی خان اس خبر کو سنکر سخت متحیر ہوا چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہوچکا تھا اون کپتانون سی رخصت ہوکر مع اسباب کے آصف الدولہ کے حضور مین حاضر ہوا۔ نواب اس کا حاضر ہونا چاہتے ہی تہے بہت خاطر کی۔ مگر آخر کار یہ بھی یہانسے خارج کیا گیا۔ اور نجف خان کے پاس چلا گیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک برگیڈ کا مالک تہا اس حال کو دیکھہ کر باہر نکل جانیکی راہ ڈہونڈہنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچھہ فوج شجاع الدولہ کی سرکار سی بادشاہ کی [illegible] تہین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال و جواب کے لئے بادشاہ کے پاس رہا کرتا تہا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور کارسازی کرکے بادشاہ کی پاس مع پانچ پلٹنون کے چلا گیا اور مرزا نجف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک کہ سنہ [illegible] ہجری ہے وہانپر بسر کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکہتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تہے کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی مان کو بہت تنگ کرکے ۲۶ لاکہہ روپیہ لیکر اوڑا دیا اور بیس لاکہہ اور مانگنے لگے تہا۔ اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی مان اور دادی کے پاس ہی وہ چھین لین سنہ [illegible] مین بیگم نے گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اونکا ۲۶ لاکہہ روپیہ تو نواب نے اس بہانے چھین لیا کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی۔ اب دوبارہ تیس لاکہہ روپیہ وہ اور مانگتے ہین اور سرکار کمپنی کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائیگا تو مین تباہ ہو جاونگا۔ بیگم نے کہا کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے بہت تنگ ہون۔ اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر ۹ شعبان سنہ [illegible] ہجری مطابق [illegible] الف [illegible] کو ایک عہد وثیق بیگم کے ساتھ کیا کہ بالفعل بیگم یہ تیس لاکہہ روپیہ اونکو دیدین۔ اور نواب نے یہ اقرار لکہدیا اپنی والدہ سے تیس لاکہہ روپیہ بابت قرضہ خاص

[illegible] دیکہو [illegible] تہا

اور چھپن لاکھ روپیہ بابت قرضۂ سابق کے کچھ نقد اور کچھ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ ورثۂ پدری لیا اور اب کچھ دعوے میرا اونپر باقی نہین رہا یہ سب مینے افسران انگریزی کے ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت بہ نسبت جاگیر اور گنجیات اور بارہ دری اور باغات اونکے مال اور وہ بعض زیادہ کے جو اون کو نواب مرحوم نے دیا نکرونگا۔ اور اونکی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا۔ اور جب تک میری والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا۔ وہ اپنی جاگیرین اپنی ملازمین کی معرفت تحصیل کرین مین اونکو نہ روکونگا اگر میری والدہ حج کرنے جائین تو اونکو اختیار ہے جسے چاہین اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور مہتمم چھوڑ جائین یہ کلیۃً اونکے اختیار مین ہے۔ مین اوسمین مزاحم نہونگا خواہ وہ یہان رہین یا حج کو جائین یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی قبضہ مین متصور ہوگی۔ اور کوئی شخص اوس سے مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ مہتمم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوسکی مین مدد اور حفاظت کرونگا۔ اور جب وہ حج کو جائین تو اونکو اختیار ہے جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین اپنے ہمراہ لے جائین مین مزاحم اوسکا نہونگا اور مین کچھ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرکے جواہر علیخان اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور تحویلدارنیون کو نہ دونگا۔ میری والدہ کو اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرائط کے لحاظ رکھنے کی باب مین خدا اور اوسکے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ دیتا ہون۔ سرداران انگریزی اس قولنامے مین شریک میرے ہین۔ دوسرے یہ کہ مین زر قرضہ اپنی مان سے طلب نہ کرونگا۔ میرا کچھ دعوے اب اونپر نہین ہے۔ اور مین ہرگز اس عہدنامہ سے انحراف نہ کرونگا۔ اگر مین احیاناً خلاف ورزی اس عہدنامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ مین سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا۔ سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہانسے خلعت وزارت حاصل ہونا۔ نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور چتر و تخت بھیجنا

مولوی ذکاء اللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ اودہ مین نوابی

کرسکتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ ماؤن اونکی بڑی بیتین۔ گھر مین بھی فساد تہا با ہر بھی۔ ملک مین بدنظمی ہو رہی تہی۔ غرض ایسے ہنگامے برپا ہو رہے تھے کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگریزون کو خوف تہا۔ سنہ ۱۷۷۵ء کے موسم سرما مین یہ افواہ اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین آصف الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل صاحب نے نواب کو سمجھایا کہ وہ نجف خان سے آشتی کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو اب تک وزارت کا خطاب بادشاہ کے یہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تھے مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب و خلعت وزارت مرحمت کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بہیجکر یہ خطاب حاصل کیا گیا۔ خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے لئے بادشاہ کے یہان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے پاس لیجاؤ اور اون کے صوابدید کے بعد آصف الدولہ کے پاس پہنچا دو۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تہی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پھر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہوکر اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع حشم و حشم کے استقبال کرکے فرمان بادشاہی برپا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت پہنکر نواب اس خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ کی اوسی دن مختار الدولہ مارے گئے[۱] وزیر نے ایک لاکھ روپئے اور ہر قسم کے تحف و ہدایا اور اسباب و سامان مع چتر اور تخت رواں کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سرپیچ جیغہ مکلل اور مالائے مروارید اور ایک ہاتہی اور آٹھ ہزار روپئے دئیے۔ اور راجہ دیارام کو بہی خلعت دیا۔ اور اوسکے

---

[۱] دیکھو مرأۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علی قدر مراتب دوشالے عطا کئے۔ اور بادشاہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار الدولہ کے لئے اپنی نیابت کا خلعت مع فیل و عماری زر اور سائبان اور زربفت کی جھول اور سپر بھیجا اور مجد الدولہ کے لئے دو ہاتھی اور ایک گھوڑا روانہ کیا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لئے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا۔ اور دونوں بادشاہوں کے ہاں سے مختار الدولہ کو بھی خلعت ملے۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسند نشینی کے بعد ہزبر جنگ خطاب دیا تھا۔

مختار الدولہ کے قتل کے لئے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے خاص اشارے سے مختار الدولہ مقتول ہوئے۔ تاریخ مظفری اور ملخص التواریخ اور فرح بخش اور سیر المتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی اوس کے قتل پر مرضی تھی مگر بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے۔ مؤلف عماد السعادت بھی لکھتا ہے کہ جبوقت مرزا محمد امین بن مرزا محمد یوسف کو نے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختار الدولہ کو درمیان سے اوٹھاتا ہوں تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ سے بھی جنکی بیٹی مختار الد کے فرزند سے منسوب تھی ایک دن ستحانا نواب وزیر نے پوچھا کہ مختار الدولہ کے قتل کے باب میں کیا حکم ہے۔ اوسوقت بھی آصف الدولہ راضی نہوئے۔ اگر آصف الدولہ کو مختار الدولہ کا موقوف کرنا منظور ہوتا تو کون روک سکتا تھا۔ پھر قتل کرانے کی کیا وجہ تھی بعض اہل تحقیق نے اس واقعہ کی اصلیت یوں بیان کی ہے۔ اور یہ حال اون لوگوں سے زبانی بزبان سنا ہے جو اوسوقت میں ریاست میں اقتدار رکھتے تھے کہ مختار الدولہ شجاع الدولہ کی نشو و نما کے بعد ایران سے آئے تھے۔ .... نواب غرور و نخوت جو زمانہ ایران کی آنکھوں میں چڑھا ہوا تھا اہل ہند سے اختلاط کم رکھتے تھے۔ امراسے نہایت کج ادائی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے۔ باقی ملازمان نواب وزیر بھی نظروں میں کیا جچتے تھے ... تولال اور بسنت علی خاں نے ایک دن نواب وزیر سے عرض کیا کہ ہم لوگ جو حضور کے ساتھ

بزمِ شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہے مختار الدولہ ہم کو آب شمشیر سے سرد کر دینگے جیسے دار
خالی گیا - مکرر پھر عرض کیا کہ کروڑ روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہیئے اسپر بھی نواب
نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھایا تو ان لوگوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ جبوقت
بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں اور نواب انکی صورت
دیکھکر آنکھ کھولتے ہیں اور کمپنیاں سلامی کے واسطے دولت خانے کے اندر آتی ہیں
بہتر یہ ہے کہ اوس دم مختار الدولہ کے گولی مار دیجائے - نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع نتھی
مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے - اور انسے اور مختار الدولہ سے
قرابت تھی - اور صورت اس قرابت کی یہ ہے کہ نواب علی مردانخاں شاہجہانی کے پوتے نواب
کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تھیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی
ایک لڑکی میندو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب مصطفوی خاں سے منعقد تھی اس
میندو بیگم کی ایک بیٹی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی - اس قرابت قریبہ کی وجہ سے
مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو اُن کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک یہ گراں
پیاری بیگم لکہ اقبال الدولہ زوجہ دپسر مختار الدولہ کی گردن پر رکھا کہ مینے مختار الدولہ کو قاتلوں کے
ہاتھ سے بچایا ورنہ اُسی وقت کام تمام ہوچکا تھا - غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوئے
اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی بلانے کے لیئے آیا مختار الدولہ
نے کسل طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصابردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے
گہر میں ہے وہ یہاں بھی موجود ہے - مناسب ہے کہ جلد آؤ جناب عالی تمہارے انتظار میں ابھی تک
خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوئے تو مختار الدولہ نے مجبور ہوکر چھ سات سو سوار سکارگئنار اور اکثر عزیز
و اقارب اپنے ساتھ لیئے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہ اون کو فی الجملہ
اپنی کیفیت سے مطلع کریں - یہ معاملہ سفر مقام اٹاوہ میں پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو یہ خبر
ہوئی تو وہ بھی سوار ہوکر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے - نائب اور صاحب کے پہونچنے
پہنچنے میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تھیں کہ نواب وزیر کی
آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا - نواب نے مختار الدولہ
کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے کیا بدی کی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کروڑ روپیہ خراب کیا - اور ادسکا
حساب نہ سمجھایا - مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر بے مہر جان برسٹو صاحب سے کہا نے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضمانت مین ایک کرور دو کرور روپے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین ادس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی معتمد
پروانون کے نام سے اطلاع فرماوین کہ مین مستعد یہ اودنسے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یہ امر بہی
دولت خواہی سے خالی نہین بلکہ نواب سے ادسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا ۔مختار الدولہ سے عرض کیا
کہ میری دولت خواہی یہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو نہایت ابتر تہا بخوبی انتظام کیا
دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند دستخطی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسرے مسند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تہے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ فراج ہین ریاست کی لیاقت نہین رکہتے دولت خواہ نے اوسوقت کرنل کلسین اور مسٹر کتومی
کو برخلاف مسٹر ہتولر صاحب کے حضور کی مسند نشینی کے لئے امادہ کیا ۔چوتہے محمد الہٰی خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لا سکا مینے بدولت حضور زر دے کے وہانسے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے
بہی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب جملہ انتظام
پورے ہوچکے تو ہر ایک خیر خواہی بگہارنے لگا ۔بہرصورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتہ مین
ہے ۔اگر ان باتون پر بہی مزاج عالی مین کدورت ہے تو اس وزارت سے نان جوین ہزار درجہ بہتر ہے زیادہ
ہوس نہین جب تک جناب عالی محاسبہ لین مجہہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بہی اقرار ضمانت کیا ۔یہ باتین ہوچکین تو نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے رضامند رہا اور اب بہی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسوقت
میرے ساتہ چلکر اپنے مخالفونکو مجہہ سے لو ۔چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹہاکر اپنے خیمہ مین لائے
ابہی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تہی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سنی اور اونپر پریشانی نے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامی دیکر بہاگ کر اپنی فوج مین جا چہپا ۔اسیطرح اور بہی روپوش ہو گئے
فقط راجہ جہاؤلال کی شامت سر پر سوار تہی حاضر رہا ۔اوسکو نواب نے بلاکر مختار الدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکہو ۔مختار الدولہ نے جہاؤلال کو ایک خیمے مین قید کر دیا ۔فقط اسی قدر
ممانعت کی قلمدان اور ہتہیار اس کے پاس نہ جانے پائین ۔اور پہرہ سر پر رہے ۔اسکو سوا اسکے
کہانے ۔اور کپڑون اور ناچ گانے مین کوئی فتور نہ تہا ۔دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتہ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا ۔اور قسم کہائی کہ مجہکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتہ سے لیکر خلعت دیا ۔اور فرزند خواندہ بنایا ۔ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح برپا کوئی صدانہ اوٹھی

مختارالدولہ اور بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعادتعلیخاں کا بدنامی اُٹھانا

یمین الدولہ سعادتعلیخان چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اور اس عہد حکومت میں مختارالدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کرکے بلا لیا تہا۔ یہ نہایت مدبر تھے جکا م کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تہی۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد مین ممتاز تھے۔ اور علامہ تفضل حسین خاں اونکی اتالیقی میں رہتے تھے۔ سعادتعلیخاں بھی اثناوے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے۔ اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی۔ اونہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختارالدولہ کے عروج پر پانی نہ پھرے گا گوہر مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔ بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی۔ اور بسنت علیخان دجہاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا۔ اور مختارالدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جہاؤلال و مفضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نورالدین اس کام پر مامور ہوئے۔ اور میر باقر اور یوسف خان جو محمد بشیر کے ساتھ والوں میں سے اونہوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خاں بھی اس سوال و جواب میں مشیر و شریک تھے۔ بسنت علی خاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف تھا۔ اور آگے سے زیادہ حاضرباشی مختارالدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا۔[1] سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خاں خواجہ سرا کہ جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تہا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی تہا مختارالدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تھا۔ اسلئے ہکمر باہم بگڑا جاتی ہوئی اور وسائل او۔ ۔ ایک صفائی ہوئی۔ اسی ضمن میں ایکمرتبہ ایسی بخشش بزم کہ آمیزش کی صورت نہوئی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خودمختاری مختارالدولہ کے جو مسٹر جان برسٹو سے متفق تھے

---

[1] دیکھو عماد السعادت صفحہ ۱۲۰

آزردہ ہوکر اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جنرل ان
سازشوں پاگیا تھا کہ مختارالدولہ کو کسیطرح سے مارکر آصف الدولہ کا مورد عتاب ہو اور باطناً مرزا سعادت علیخاں
سے سازش کی کہ جب بندہ مختارالدولہ کو مارکر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہوکر پہونچ جانا
بندہ آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کردیگا اور آپ کو مسند ریاست ملجائیگی
جب یہ منصوبہ طے پاگیا تو بسنت علیخاں نے از سر نو مختارالدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کئے۔
اور فرح بخش میں ذکر کیا ہے کہ مختارالدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ اعیان سلطنت
کے استیصال پر کمر باندھی اور بتدریج ہر ایک کو برباد کردیا۔ اور جو جو ہاتھ لگا اوسکو قید کرکے
بڑی سختی اور عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا
وہ ایلچ خاں ہے کہ رنگ صحبت بدلا ہوا دیکھ کر حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو
چلا گیا۔ اور مختارالدولہ کی درازدستی کی وجہ سے بادشاہ کے ہاں سے بدون حصول خلعت
اکبر آباد کو نواب ذوالفقارالدولہ کی حمایت میں چلا گیا۔ دوسرا محمد بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا
کہ مختارالدولہ میری بربادی کے درپے ہیں۔ تو بھجر گڑھ علاقہ نجیب آباد سے کنارہ کشی کرکے اکبر آباد
کو چلا گیا۔ تیسرا نواب گرگوشا مین ہے کہ وہ اٹاوے سے بہند کے انتظام کا بہانہ کرکے
آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے اکبر آباد کو چلا گیا۔ اور بہند کو جلا کر اور لوٹ کر ذوالفقار
الدولہ کے پاس پہونچا۔ سکندرہ فتح آباد اور سعد آباد اوسکی جاگیر میں ذوالفقارالدولہ نے مقرر
کیا۔ انقلاب روزگار دیکھتے کہ تھوڑے دنوں سے نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختارالدولہ
کی طرف سے کدورت آگئی تھی۔ اور مختارالدولہ کی طرف سے بھی روز بروز وہ حرکات جو آصف
الدولہ کی رنجش اور خفگی کا باعث ہوئیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی صادر ہوتے تھے
نواب اونکی حرکات و سکنات سے تنگ آگئے تھے۔ اسلئے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے
بسنت علیخاں جو نواب آصف الدولہ کا رازدار تھا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہوکر مختار
الدولہ کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ بلکہ خاص آصف الدولہ کی اجازت[1] سے اس کام پر مستعد ہوا۔
اور مختارالدولہ کی دعوت بہ عداوت مقرر کی اور ۲۷ صفر سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو چہارشنبہ کے دن کہ آخری
چہارشنبہ تھا اوس نے سامان دعوت تیار کرکے مختارالدولہ کو نیوتہ دیا۔ اور ازراہ فریب یہ چاہا کہ

---

[1] جیسا کہ فرح بخش اور تاریخ مظفری سے ثابت ہے ۱۲

۱۰

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص وسرود
و آتشبازی کے واپس دولتخانہ ہوں۔ چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا ان
دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے۔ بسنت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے مختار الدولہ
دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوئے۔ اور بسنت علیخاں کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے
مختار الدولہ کے بعض ہواخواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہئے۔ لیکن قضا نے آنکھوں پر غفلت
کے پردے ڈالدئے تھے کچھ سماعت نہ کی۔ دشمن جانی کو دوست صادق نظر آتا تھا بسنت علیخاں
نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ اون میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھانجے
مراد علی او لطف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ بسنت علیخان کے
گھر پہنچے تو اوس نے والہانہ انکا استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتار
کر مسند پر لا بٹھایا جسقدر جمعیت جلو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت کردیا وہاں بجز
سوائے چند طوائف کے اور کوئی نہ تھا۔ اور جالو طوائف بھی جو مختار الدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود
تھی اور سونا و گمن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر ہوئے۔ بسنت علی خاں نے اول عمدہ عمدہ
کھانے کھلائے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے پڑتی تھی۔ اور لو چلتی تھی۔ لشکر میں اکثر امیروں
نے تہ خانے بنوائے تھے۔ بسنت علی خاں نے بھی ایک تہ خانہ بنواکر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ
کیا تھا جب دہوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اونکا جام حیات
لبریز ہو چکا تھا اونہیں بسنت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے۔ غرضکہ درباری کپڑے
اوتار کر آرام تمام استراحت فرمائی۔ اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا۔ دور ساغر کا رنگ جما
بعض اقربائے مختار الدولہ مولف سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب میں زہر ملایا تھا اگر نہ مارتے
تو بھی زہر سے مرجاتے۔ جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کرکے
ارادۂ خواب آخرت فرمایا یہانتک کہ کوئی پاس نہ تھا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے۔
فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو راجہ جہاؤ لال کے بھانجوں نے بسنت علی خاں کے ایماسے
چھری سے کام تمام کردیا۔ اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے
مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اونکی
مقتول ہونے کی تاریخ تعمیہ کے ساتھ بہ سہ ۵ مرتضی خاں شہید اکبر شد۔ از صفائے
سپہر گرداں شنوم + سر قاتل گرفتہ ہاتف گفت + بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچاکر نکل گئے - اور خیمے میں خبر پہنچائی - لسبنت علیخاں خواجہ سرا دو تین کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو مع توپخانہ تیار کرایا تھا مخالفوں نے کمپنیوں کو روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ دردست عین نشہ میں آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور کو حسب الحکم قتل کیا - آصف الدولہ بیحد مسرور ہوئے[1] - مگر ظاہر داری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلود ہوکر کہا کہ اے نمکحرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی - لسبنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر عرض کیا کہ راجہ جھاؤلال کے فلاں ہمراہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے - اور تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ لسبنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا مار ڈالا - سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ لسبنت علی کو شمشیر بکف دیکھ کر آصف الدولہ نے اپنی جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے بغلیں جھانکنا شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نواز سنگھ اور حاجی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے ہیں دفعتاً ہاتھ سے جاچکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ شمشیر پھینکدے - اوس نے دور ڈالدی - جب تنہا ہوگیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ اسکو قتل کر ڈالیں - نواز سنگھ اور رہو اداس سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو لسبنت سے دشمنی رکھتے تھے فوراً تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اوڑا دیا - اور قتل کرنے کے بعد گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی - اور نواب وزیر فوراً اوٹھکر خیمے کے بالاخانے پر جسپر کبوتر خانہ نصب تھا پہنچے - غلام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو لسبنت علی خان کا بھائی مشہور تھا - اور بعض نے بھتیجا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضا را اوسوقت بھی آن پہنچا اور لسبنت علی خان کا قتل دیکھ متحیر ہوا - بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفظ آبرو کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا - حاجی خان نے بھی تلوار لیکر بقصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں اگر کوئی متعرض نہو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں - سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے ڈرکر کہا کہ تجھسے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا - جب بڑے مرزا بالاخانہ سے نیچے اوترا جونہی کے خاص برداروں سے چاہا کہ بندوقو نبرد ہرلیں - نواب صاحب نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [2] دیکھو فرحت بخش ۱۲

پناہ دی ہی - تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ بسنت علی خان مارا گیا تو ننگی تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا - اور بسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے حاضرین میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولا کہ میں نے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں مجروح کیا وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھسے تعرض نکرے گا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھسے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے چلا گیا اور فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نوازش سنگھ کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبرآباد کو ایلچ خاں کے پاس پہنچا - اس عرصے میں بسنت علی خاں کی طلبیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے کی منتظر تھیں سراپردے تک آپہنچیں - جب معلوم ہوا کہ بسنت علی خان مارا گیا اور نواب بالا خانے پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گییں - مگر اوسوقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا - قریب تھا کہ بدمعاش لوٹ مار شروع کردیں - مگر نواب سب کی تسلی کے لئے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے - الوزیلیوں خواجہ سراج مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا - علامہ تفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ سعادت علیخاں تک پہنچایا - اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے مشہور کرتے ہیں - سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں سخت میں بدنام ہوئے - نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارا سے قیام تھا - لاچار ہوکر اونھی امراو گرگوشائیں کے خیمے میں پہنچکر مدد چاہی سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھا کر مجھکو مسند آرا کرو تو تمہیں بڑے مرتبے پر پہنچا دوں ہرکاروں سے اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر امراو گرگوشائین کے خیمے میں گئے - اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوشائیں نے سخن سازی کی راہ سے قسم کھائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخر کار نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے - اور مختار الدولہ کے قتل کے بارے میں کلمات حیرت آمیز کہنے لگے - جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا جسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ لیا گوشائیں نے سعادت علیخاں سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے - بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیں - نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں - اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تمکو اوس بات سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو گوشا میں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس راہ طے کر سکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھکر مع تفضل حسین خان وغیرہ چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے۔ یہاں نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختار الدولہ کی لاش کو بعد تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور وہیں اوسکے سے دو کوس نکلکر اوسکا مقبرہ بنوایا۔ اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے اوسکی لاش کو بڑے کروفر سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا۔ اور کہانے تقسیم کئے۔ مختار الدولہ نے لکھنؤ میں دریاے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدواں کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپئے کے مصارف سے مظفر حسین خاں کے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں۔ اور سیدون کا احاطہ اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور تھا۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہوگئیں اور کچھ ضبط ہوگئیں۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا حسن رضا خاں اور راجہ ٹکیتراے اور راجہ صورت سنگھ کے سپرد کر دیا۔ سا سے پہر چند خزانچی کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا تھا اوسکو راجہ جہاؤ لال نے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بیحرمتی اور ذلت کے ساتھ قید کر دیا تھا۔ اب اوس سے جہاؤ لال نے مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال و اسباب وصول کر کے قید سے رہا کر دیا۔ مگر ابھی منا لال دیوان بسنت علی خاں قید میں ہے۔ لالہ عالم چند کہ دیوان کا بیٹا رہی اوس طوفان سے تیزی سے رہائی پاکر کمپ میں پہنچگیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ مرزا سعادتعلیخان خلف شجاع الدولہ ۲۰ صفر کو مختار الدولہ کے قتل کے دن ڈر کے مارے گھبرا کر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ گر کے ڈیرے میں گئے اور حمایت چاہی۔ امراؤ گر نے تاب و طاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا ے موصوف اپنے میں نہ پائی۔ اور آصف الدولہ کی جواب دہی سے عہدہ برا ہونا اپنی قوت سے باہر دیکھا اسلئے

سکیگا مرزا مایوس ہوکر گہوڑی راجہ سے لیکر اکبرآباد کیطرف
گہبراکر چلے گئے - راستہ بہول گئے تو گنواروں نے فتحپور کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بہولکر گوہد میں راناچہتر سنگہہ کے پاس پہنچ گئے رانا نے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے
پاس اکبرآباد میں پہونچا دیا - جبکہ ایلچ خان کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہونچنے کی خبر
ہوئی تو گہوڑے ہاتہی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بہیجکر باوجود علالت کے
استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گہوڑے ہاتہی اور اشرفیاں اور روپیہ نذر کئے -
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس مقرر کردیا - اور بڑی خاطرداری کی چندروز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدارالدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تہی
نکاح کیا - اور اسکے بعد ذوالفقارالدولہ کے پاس چلے گئے - سیرالمتاخرین میں لکہا ہے
کہ ذوالفقارالدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گہوڑے ہاتہی دئے اور دلجوئی کرنے لگا - اور آمد و رفت میں بہت سا
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخان کے تکلیف کہینچنے کا روادار نہ تہا
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کرکے اپنی مسند پر بٹہاتا اور خود مودب نیچے بیٹہتا - فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخان کرتے - اور غسل خانہ کی داروغگی مدارالدولہ
کے لئے اور خانسامانی کی خدمت کرم قلی خان بن منیرالدولہ کے لئے مقرر ہو کہ ایکدن سعادت علیخاں
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریائے جمن سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اوترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکہنڈ پر قبضہ کرلیں - ذوالفقارالدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خاں کو بہیجکر سعادت علیخان کو سمجہاکر لوٹایا
اور راضی و خوش دل کرلیا - اور بیانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کردئے اور وہ منتظر تہے
کہ مقابلہ کرنیل پامر سے کورڑے اور اٹاوے کیطرف سے بہاگ کرآئی تہی وہ سعادت علیخان
کے سپرد کرین اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکہنڈ
سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں - مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں
اگر آپ توقف و اغماض کرینگے تو مرزا بہ ارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے - آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکہکر ایلچ خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکہنؤ میں پہونچکر نیابت کا کام کرنے لگا تہا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاوے اور اوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب پر یہ امر ظاہر کرکے اونسے درخواست کرے کہ وہ اسکا تصفیہ کر دیں تاکہ فتنہ خانگی خاموش رہے۔ ایلچ خاں جان برسٹو صاحب کے دیرے پر گیا۔ اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدے جاویں اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر منا لیا جاوے۔

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معز خاں اونکے منجھلے بھائی کے تفویض کریں۔ مگر اونہوں نے قبول نہ کیا اس عرصے میں انور علی خاں خواجہ سرا جس کا اخبار الدولہ خطاب تھا امور نیابت کو سرانجام دیتا تھا۔ چند دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں کے سپرد ہوئی۔ لیکن یہ حرف ناآشنا تھا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس عیاری عہدے پر اس کا تقرر تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لایق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا۔ جو شجاع الدولہ کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی معاونت کی وجہ سے خلعت وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا تھا۔ اور ہر روز سے اکبرآباد میں تھا مرزا نجف خاں کی طرف سے یہاں کا صوبہ تھا اوس زمانے میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خاں کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ اوس سے روپیہ لیا چاہتے تھے وہ تنگ ہوکے اکبرآباد کی طرف آرہا تھا۔ سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے اگرچہ ایلچ خاں اکبرآباد سے جلد جانا خدا سے چاہتا تھا۔ کیونکہ نجف خاں کے روپیہ طلب کرنے سے وہ ہمیشہ اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آگیا تھا۔ مگر اوسکو آصف الدولہ کی تحریر پر اعتماد نہ تھا۔ مسٹر جان برسٹو سے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا۔ جب اوسکی تحریر پہونچی تو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضی خاں
بڑیچ اور محمد بشیر خاں کے اکبر آباد سے بے اطلاع اور مشورۃ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے
تلکریات کو شاہدرے میں پہر اصبح کو وہاں سے کوچ کر کے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فیروزآباد
اور شکوہ آباد کی راہ سے نبی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریائے گنگا کا پل
بلا توقف تیار کر دیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گہاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار رہنے
یہاں سے متعلق نہیں اسلئے ایلچ خاں قنوج کے پاس سرائے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا
اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسسٹنٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع
اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کر کے جریدہ اوتر کر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ
جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ علام موجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اونکے ایما کا امیدوار
ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد
ایلچ خاں اور مرتضے خان بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیدیجائے۔
اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہئے۔ آخر الامر محمد ایلچ خاں اور مرتضی خاں بڑیچ نے
آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کر کے پانسو جوانوں کے
ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گہاٹ نانامئو پر نگینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے موہان پہونچکر
متواتر عرضیاں اجازت اور عقیدت کی مضمون وزیر کے حضور میں بھیجیں نواب نے فرط کرم اور نوازش
سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بھیجا۔ مرزا نے بموجب ارشاد
استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی وتشفی کر کے ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن
نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت ہفت پارچہ اور
پالکی جہالردار اور ہاتھی اور گہوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی سادہ اوسکے
بیٹے مرتضی غلام نبی خاں کو دی۔ اور ۲۲ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری امورات جزو کل
کا ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوئے۔ نواب نے
تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کر دی کہ ایلچ خاں کو نائب کل تصور
کر کے سامان مالی و ملکی اوس کے پاس پہونچتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کریگا
اوس کے حق میں بہتر نہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھکر الہ آباد سے

سید معز خان کو علیحدہ کر کے جیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑہ کی حکومت سید محمد خاں سے نکالکر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے الہ آباد وغیرہ کے محالات پر بستارام کو مقرر کیا۔ اور ساندی پالی کا علاقہ غلام نبی خاں کے تفویض کیا اور اودہ کے تعلقہ پر الماس علی خاں کو قایم کیا۔ اور کورہ کی خدمت میر سلیماں کو جو نواب قاسم علیخاں عالی جاہ والی بنگالہ کا خانساماں تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بھائیوں کو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ کرنا چاہا تو جان پرشو صاحب نے اونکی طرفداری کر کے کہا کہ خان مقتول کے بھائیوں کو ابھی تک بدستور سابق بحال رکھو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت نہیں۔ ایرچ خاں نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاو کیا یہانتک کہ اقتدار الدولہ کو دہوپ میں بٹھایا اور سکانوں میں زنبور لگا کر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آپ وہ انہ دہول و براز مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت میں بہت تخفیف کی۔

شیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس بہو بیگم ظاہر میں تو شیدی بشیر خاں کے عفو قصور کی درخواست کی اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کر دیا اور آصف الدولہ سے اس مضمون کا ایک شقہ لکہا کر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کر کے جہاں دل ہو چلا جائے بشیر خاں کے پاس بہجوا دیا مشار الیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خاں کی شوخ چشمی سے مایوس ہو کر لکہنؤ کو لوٹنا ارادہ کیا وہاں ٹہیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو زاہد بیگ کے پاس چلا گیا جس سے پہلے سے دوستی رکہتا تہا اور وہیں قیام اختیار کر لیا۔ کیان پرشاد نے لکہا ہے کہ آخر کار بشیر خاں نابینا ہو گیا تہا۔

امام بخش غلام بچہ اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکہا ہے کہ کسی کا ایک غلام بچہ امام بخش نام نہایت بد آغاز و نا فرجام تہا۔ آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا۔ اور مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے شر و فساد پر مطلع ہو کر مدتوں قید رکہا۔ اور عرصۂ

درازکے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کرکے اخراج کا حکم دیا تہا وہ شخص پرگنہ ٹانڈہ کے
نواح میں رہتا تھا - اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تہا شجاع الدولہ کے مرتے ہی
طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد
وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تلنگے
اور چار پانچ ہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ اوس غلام بچے کی وجہ سے
مکرر ملاقات ہوئی اور میں نے اوسکی بات چیت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت
میں جملہ مخلوق سے بدتر تہا دور و بیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے فسادات ذاتی کی وجہ سے
نرکہتا تھا وہ تو اس لائق تہا کہ لشکر میں بہنگ فروشی کی دوکان کرتا - حسن رضا خان نایب باوجود
تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا - مگر تہوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت
اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت مذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم
دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواری کو جانور دے گا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائے گا
وہ بد انجام برہنہ پا ملک ... سے بدر ہوا - تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد
کو ... چونکہ آدمیوں نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس نے لوگوں پر یہ بات
ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اسوجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی - اور اوس نے زبان آوری
کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کرکے سرکار دربار آراستہ کر لیا - اس عرصے میں
مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہوکر بنارس کیطرف لوٹ رہے
تہے اونہوں نے یہ خبر لشکر عظیم آباد اور ہوگلی کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اوسکے
پاس حاضر ہوا - اور اس بات سے ... نے یہ دعوے کیا تہا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں -
سعادت علی خاں نے اس کا جرم ... کرکے چہوڑ دیا - جو لوگ اوس کے پاس جمع تہے اونہوں
نے یہ حال دیکھ کر سارا مال و اسباب لوٹ لیا - اور وہ تباہ حال ہو گیا - آخر کار مفقود الخبر
ہو گیا -

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ ہم کو کم آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر آئی ظاہر اشعور
و خرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور بوچ نوکروں میں مصروف تہے

اور بجز لہو و لعب کے کسی طرف راغب نہ تھے۔ جس شغل[ف] کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں
وہ اونکی ظاہری وضع سے پایا نجاتا تھا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا۔ کبھی کبھی اپنے اردلی والونکی ترغیب
سے بندوق بازی اور تیر اندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے
باغ میں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھیونکے تماشے میں بسر کرتے بعد دو تین
روز کے ہمیشہ ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتے۔ ایسے ہی مشاغل میں وقت گذارتے تھے۔ دوسرا کوئی کام نہ تھا
اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے باب میں اونکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والونکے سوا ملازمان لشکر میں سے
جو کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوس کے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے
بعض لوگ بلوا کرکے اپنی تنخواہ لے گئے تھے۔ اون میں سے چند آدمی آصف الدولہ کے ہاتھ
لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رکھے گئے۔ بعدہ اونکو توپ سے اوڑوا دیا۔ پس آبحیات میں
جو نواب کو فرشتہ سیرت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی تو ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ محمد حسین آزاد کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہ تھی یا یہ کہ یہ حال اونکا اپنی خاص
مرضی والونکے ساتھ ہوگا۔ اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے۔ یا یہ کہ نواب کا
مزاج اوائل عمر میں سفاک واقع ہوا تھا۔ اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی۔ مولف
سیر المتاخرین نے محبوب علیخاں خواجہ سرا کے مشہور ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ کے اپنی جنگی فوج کے استیصال کا سبب یہ تھا کہ وہ روز و شب لہو و لعب چوپڑ بازی مرغونکی
لڑائی۔ تکل بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے
کہ ایک گھڑی بھی امور مملکت داری میں مصروف ہوں۔ اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن ہے
انتظام ملکی میں غور کیا جاوے بڑے بڑے کاموں کو انجام دیا جاوے۔ لوگوں کے سوال و جواب سننے
کی دردسری گوارا کی جاوے۔ حضرت کا وہ مزاج تھا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی متوجہ ہونا
دم بند کرتا تھا۔ اور انگریزونکی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے بہی خواہ نیک اندیش ہیں۔ میرے نقصانات
کے ہرگز روادار نہونگے۔ اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے
اور کسیطرح اوسکو بیدار نہیں کرتے تھے۔ انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو
اپنے اختیار میں لے لیا تھا۔ باقی سہرا من آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبوں کے مطلق

ف یہ اشارہ ہے طرف اسبات کے کہ وہ لونڈی بازی کرتے تھے۔ یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

انقطاع کر دیا تہا کیا حسن اتفاق ہی کہ دونوں اپنی اپنی دولت میں فارغ البال ایک دوسرے کو مغتنم سمجھتے تہے۔ افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شاندار زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھے اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں چند روز کے بعد امراو گر گوشائیں بھی چلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے۔ جہانپر بیس تیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ جرار رہتے تھے۔ وہ مقام ویران ہوا۔ چند پیادے بکسیر دو دو تین روپئے کی نوکری میں اوقات سمجھتے ہیں۔ اور پڑے ہیں۔ منشی ذکاء اللہ تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل و دماغ اوباشی اور ... نوشی سے خراب کر دیا تھا۔

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بہائی اور اونکے بعض رفیقوں نے کڑی جیل کر رہائی پائی اونکا مال و اسباب ضبط ہوا دونوں بہائی کبھی کبھی باریاب حضور ہوتے تھے۔ اکثر خلوت اور گوشے میں بسر کرتے تھے۔ جبکہ نواب وزیر کا لشکر اٹاوہ سے پھر کر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دہوم دہام دکھائی۔ ہزاروں روپیوں کا کہر فرش پا انداز میں بچھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہان تشریف لیگئے تاج رنگ ہوا۔ خاصہ تناول کیا۔ اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں۔ جو نواب آصف الدولہ نے قبول کیں۔ وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو پالکی تک پہونچانے گئے اور وہاں سے رخصت ہوئے۔ ابھی ... خانے میں پہنچے تہے کہ اوسی وقت نواب کے حکم سے نالکو نکے بہرے ... برصورت ... پہونچے۔ اور حکم دیا کہ دیوانخانے سے جانب محلسرا قدم نہ اوٹہائے چنانچہ دنوں وہیں نظربند رہے۔ اور پہر سرنو اونکے گہر کی ضبطی ہوئی جب یہ کارروائی ہو چکی تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور اونکے سکانو نبیر آسنے جانے لگے۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گہر اکثر جایا کرتے تھے اور اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی رکہتے تھے۔ پرگنہ دریا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکہہ روپیہ تھی۔ اور جو اقبال الدولہ کے نام مرحمتی بحال رکہی۔ مختار الدولہ کی حیات اور اقتدار

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور نانی بیگم دختر مختار الدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا جھو پسر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود متصدی اس شادی کے ہوے اور سہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر بخوبی سرانجام دیا۔ آفرین علیخان خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

موئف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل سے نہایت شایق تھے جہاں شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی بھلے کو مقرر کرتے۔ ایکمرتبہ مولف سیر المتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قایم خان فوجدار فلیخانہ کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت النسا نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالار جنگ نواب وزیر کا ماموں تہا۔ پرگنہ دلمو اقبال الدولہ کی جاگیر مین تھا۔ یہ پرگنہ معرکہ ضیافت کے بعد ضبط کرلیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض جنگلہ بہرایچ وغیرہ بارہ لاکھہ روپیہ کا علاقہ صیغہ مستاجری مین اونکے حوالے کیا گیا۔ اونہون نے اپنے علاقہ مستاجری مین پہنچکر زمینداران بیول سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختار الدولہ کے دوسرے بھائی نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر مین سے کچھہ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر ریواں تک پہنچکر کچھہ دنون کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوئے۔ مگر چند سال تک پرگنہ دریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایکبار معاملات سائر مین عامل الماس علیخان اور عامل اقبال الدولہ مین نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے مستاجری سائر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ دریا کو بھی الماس علیخان کی مستاجری مین ملادیا اور مصارف سپاہ کے منع ہو جانے کے بعد سات ہزار روپیہ ماہوار نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گہٹا کر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض حسب مدالتفات حکام انگریزی سے مختار الدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا او سعد رسکاربرداران سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ مختار الدو[لہ]

کے مخالف مشہور تھی حالانکہ بر ہمی جاگیر اور کمی مواجب کی وجہ نا جو کی بدسلوکی تھی۔
آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیر الممالک صفدر جنگ بنت برہان الملک والدہ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی انس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرج خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرج خاں کارگذار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسٹو سے سوال و جواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی و مالی میں دست انداز ہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط مقرر کرو وجہہ سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست برداری کرلے اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نا منظور ہو اور سوال و جواب کرنا ہو تو بندہ آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت متردد تھا تدبیر میں تھا کہ کیا کرے۔ ایلچ خاں اکبر آباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر سخت علیل ہوگیا۔ مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح الدین تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اور ۲۰ دن بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر میں پہلے سے مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہوگیا ۸ ۲ رجب سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے پانچ لاکھ روپیہ مال کی فرد ایلچ خاں نے اپنی حیات میں ہوائی تھی۔ وہ اُسنے نواب آصف الدولہ کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کرکے تمام مال ضبط کرلیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام نبی خاں اور جعل محمد خاں پسران متبنّے ایلچ خاں کو مرحمت ہوئے[1]۔ ایلچ خاں اور مختار الدولہ دونوں کی حویلیوں کی ضبطی ایک ساتھ قریب قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسٹو کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

---

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲

اور کسی قدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہد میں بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت و جلوت میں حاضر باش تھا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تھا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تھے کہ عہدۂ نیابت سے جو بات متعلق ہے وہ اس سے کیسے برآئے گی۔ پس اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے۔ خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی بھی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہو اور اس کا نایب دوسرا شخص کاروان اور ہوشیار کردیا جائے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ خاں تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسمٰعیل بیگ خان نامی متوطن ولایت کہ نہایت عیار اور دنیادار تھا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک دربار کا داروغہ تھا۔ یہ اسمٰعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کا دلی سے موافقت اور لالچ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ بویا کرتا تھا۔ ایرج خان کی بیماری کے وقت سے اسمٰعیل بیگ خان جان برسٹو سے حیدر بیگ خاں کے اس تقرر کے لئے کوشش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونوں کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے۔ دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان میں آئے صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان نے راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظم گڈھ و سلطان پور وغیرہ چند محال ٹھیکے میں لئے نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تھے تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپے مالگذاری کے نور بیگ خان کے ذمے عائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کردئے گئے۔ جبکہ روپیہ داخل نہو سکا تو اونپر تشدد ہوا انکو دہوپ میں بٹھلاتے تھے۔ کھانے میں بہت سا نمک ڈالکر کھلاتے تھے۔ اور پانی نہیں دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خان صدموں سے مر گیا[١] اور حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی۔ اور بہار علی خان خواجہ سرائے بہو بیگم سے

[١] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا [۵۱] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی چنانچہ وہان بھی حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبی کی علت مین کشاکشی مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی۔ اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ جہان آباد پر مقرر ہوا [۵۲]۔ محمد ایرج خان نے پہر اوس کو محاسبے مین جکڑا۔ مگر مرتضی خان بریچ نے ضامن ہوکر آبرو بچائی۔ ایلچ خان کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خانکی پیشدستی کی عزت پائی ہرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی۔ مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو ہمیشہ سوال و جواب کاغذی درپیش رہتے تھے۔ صاحب علم کی تلاش تھی اسمٰعیل بیگ خان شیخزادہ والہ نے جو ڈاک خانہ اور ریذیڈنسی کے ہرکارون کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی پیشدستی مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا۔ غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتھی اور گھوڑا عنایت ہوا۔ حیدر بیگ خان دانشمند کارگزار اور لائق اور شریف تھا سیاق و سباق مین ید طولے رکھتا تہا فوجی علم تہا دفتر کی تہذیب و شائستگی اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب نہتا اوسے ترتیب دیا۔ گورنر جنرل نے بھی حسن رضا خان کو نائب اودہ تسلیم کرلیا۔

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال و عہد و نکا انتظام

حسن رضا خان جان نثار خان کا پوتا تہا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا اوس کے چار بیٹے تہے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴) مرزا علی رضا۔ انہین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی مرزا علی خان سے بیاہی تھی۔ نواب ظفراسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور مرزا عسکری کے بیٹون کو مرزا نجھے اور مغلو صاحب کہتے تھے۔ محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی۔ اور صمصام الدین خان کے جو میان تہے وہ جوہر لیاقت سے محروم تہا اسلئے مشہور نہوا۔ مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیان تہین۔ بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسیٰ خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

---

[۵۱] دیکہو طلسم صفحہ [۲] [۵۲] دیکہو فرح بخش ۲

اونکی بیٹیوں میں سے ایک عباسی حکیم لطف علیخان ابن بندہ علیخان داروغہ تصویر کی ساتھ منسوب ہوئی تھی
اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت میں تھی جو جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار
انگریزی سے متوسلین قرار پایا تھا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت میں اونکا ذکر کیا جائیگا
تیسری لڑکی مرزا جیکو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھ بیاہی تھی
یہ کلب علیخان بندہ علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے پوتے تھے۔ مرزا مل خان کی یہ تینوں
بیٹیاں اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تھے اور وہ دونوں بیٹے مختلف بطنوں سے تھے
حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تھا مگر محض بے علم تھے اسلئے حالات پر منسوبی
سے حیدر بیگ خان کو اونکی پیشدستی میں مقرر کر دیا۔ اور عہدہ دیوانی تکیت رائے کائیت سری
باستم کے سپرد ہوا غرضکہ حیدر بیگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ تکیت رائے
تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دینے لگے۔ منتخب العلوم میں لکھا ہے کہ حسن رضا خان سبب نیک
اور نیک کردار تھا رحمدلی سے اوس نے کاروبار مالی و ملکی میں تیز رہی نہ کی تمام ریاست کے کام
کا دارمدار امیر الدولہ کی ذات پر کر دیا ہے جو کہ پورے طور پر کاروبار پر حاوی ہو گیا ہے سیرالمتاخرین
میں بیان کیا ہے کہ حیدر بیگ خان کا رسوخ میں مصروف ہوا صحبت شراب و کباب میں مشغول ہو کر آمد و رفت
دربار سے تامل ہو گیا اور جو آیا وہ فوج ملازمین میں تخفیف کرتا تھا باقی عہدوں کا اسطرح انتظام ہوا کہ
جرنیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا۔ یہ شخص مرض صرع میں مبتلا تھا
اور مجنون صفت آزاد مشرب تھا اور جرنیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی او تاسی سال
کرنیل گاڈرڈ کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار میں نوکر ہوا۔ فوج کا افسر ہوا اوس نے وہ پلٹنیں
جو ایرج خان نے بر طرف کی تھیں پھر جمع کیں۔

راجہ تکیت رائے کا حال

یہ شخص رستم علی خان محمد بلدار جو ہمرفانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تھا دس بارہ
روپیہ سے زیادہ اوس زمانے میں درماہہ نصیب نہ ہوا تھا یہاں سے علیحدہ ہو کر الہ علی خان خواجہ
دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا۔ تھوڑے دنوں میں اپنی خوش کلامی اور اوجہ سے کہ شعر و
سخن سے طبیعت آشنا تھی انوار علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک آمد و رفت جاری ہو گئی

اور مشرف دیوانی نہ ہوگیا مختارالدولہ کے بعد سرفرازالدولہ تک رسوخ حاصل کیا عہدہ دیوانی اور راجگی کا خطاب پایا یہ شخص خوش وضع اور حلیم الطبع تھا امور خیر مین نیکنامی کے ساتھ شہرت حاصل کی لکھنؤ مین برہمنون کے واسطے روزینے اور چندے کا دروازہ اسی کی وجہ سے کھلا ہزار دو ہزار روپیہ تا انقلاب سلطنت تمام قلمرو اودھ مین مجرا ہے دفتر سلطانی تھا بوجہ تکیت راے نے عمارات عالی اور میوہ دار باغات اکثر تیرتھون پر تیار کرائے اور بہت سے پختہ پل بنوائے ہندؤن کے بہت سے معابد وغیرہ بنوائے اور ٹھاکر دوارے تعمیر کرائے۔ اس صاحب قلم کی بدولت ابتک لاکھون روپیہ کے وظیفہ خوار ہین اکثر ناگہ کارین قایم ہین بہت سے وہان وارا حتی صیغہ معافی مین اس نے محتاجون اور غریبون کو سرکار اودھ سے دلا کر سند مرحمت کین جو ابتک جاری ہین۔ اوس کی صحبت مین ہمیشہ مثنوی روم اور تصنیفات شیخ سعدی اور دیوان حافظ کا چرچا رہا کرتا تھا۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ راجہ نے ایک مسجد اور امام باڑہ اور دوسری مسجد سعدی گنج کے پاس بنوائی تھی۔

حرمت خان ابن حافظ رحمت خان کا بریلی پہنچکر پیلی بھیت کے لے لینے کی کوشش کرنا آخر کار آصف الدولہ اور نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی فوجون سے مغلوب ہو کر بھاگ جانا

حافظ رحمت خان کے بیٹون مین سے حرمت خان اور اکبر خان اور عظمت خان نے جناب نواب صاحب کے درماہے کو قبول نہ کیا اور سنہ ۱۱۹۱ ہجری مین روہیلکھنڈ کو پہنچے گے حرمت خان تھوڑے سے پیادہ و سوار جمع کرکے پیلی بھیت کیطرف روانہ ہوا اور اوس مقام کو فتح کرنا چاہا۔ نواب آصف الدولہ کی جسقدر فوج یہان متعین تھی اوس نے مدافعت کی حرمت خانکی جمعیت کم تھی۔ اور قلعہ مضبوط تھا سر نہو سکا وہان سے بھاگ کر نانک متہ کے جنگل مین جو دامن کوہ مین واقع ہے چلا گیا۔ آصف الدولہ نے خبر پاکر حاکم بریلی کو حکم دیا کہ حرمت خان کے تعاقب مین فوج بھیجکر

وہانسے نکالدو اور نواب فیض اللہ خان کو بہی لکہا کہ آپ اپنی فوج حربت خان کے تعاقب مین روانہ کرین اور اسکو پہاڑ سے نکالدین، نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی اور خان ولد فتح خان خانزاد ان کے رسالے حرمت خان کے پیچہے ناتک ہتی کیطرف بہیجے ان دونون فوجون سے حرمت خان کا مقابلہ ہوا۔ تہوڑی سی لڑائی کے بعد حرمت خان کوہ کمایون پر چڑہگیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک قلعہ دار تال کا لون سے جو فرخ آباد کے قریب ہے بغاوت کی تو کرنیل گارڈر لشکر لیکر اوسکی سر پر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل گاڈر گجرات اور دکن کی مہمون مین انگریزون کی کمک کے لئے مامور ہوا اور گوہد وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصے مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگہہ کو جو بریلی کی حکومت پر سعادت علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تہا معزول کیا اور اوسکی جگہہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیسا کہ طلسم ہندسی ثابت ہے مگر فرح بخش سی معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تہا اوسکے بعد راجہ صورت سنگہ کا تقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو عذابات سی معزول ہونے کے بعد قید کردیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمیل الدین تورانی کا رسالہ توڑدیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذو الفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تہا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تہا یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تہا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کروڑ دس لاکہہ روپیے کو ٹہیکے مین ملا۔ میر زین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی طرف سے میان دوآب مین کسی پرگنہ پر حکومت رکہتا تہا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سی رہتا تہا اور اسطرح لاکہون روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر لکہنؤ مین امام باڑہ مع مسجد لب دریا سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین تعمیر کرائی اور سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین جعفر گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین میر زین العابدین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ

متعلق محاسبہ مین گرفتار ہو کر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فائق نے اوسکی وفات کی تاریخ اس طرح نظم کی۔ ۵ جون وفات میرزین العابدین * غلغل را فزود صد ربخ و قلق * ماہ شعبان بود یوم الخمیس * کرد عزم سفر بدار بقا * نام سیہ تن بسال تاریخش * نوشتن خواستم * از سواد خامہ غم بر ورق * گفت فائق باد و حسرت خزان زدل * گشت زین العابدین واصل بحق * الفاظ حزن ادل سے حا اور زا کے عدد لیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملاتین تو سنہ ۱۲۰۰ ہجری ہوتا ہے زین العابدین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ کئی لاکھ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض نے ستر لاکھ روپیہ کا ترکہ بتایا ہے۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہے اوس خواجہ سرا سے بزرگ عالی ہمت نے جواب دیا کہ مردے کا مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلئے مناسب یہ ہے کہ لڑکون کو تقسیم کر دو مین محتاج اور کوتاہ ہمت نہین کہ اسکو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹون کو تقسیم کر دیا اسید زین العابدین کثیر الاولاد تھا اوس کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رشید و نامور ہوئی اونکو نواب وزیر کی سرکار سے نظامتین ملین اونمین سید کاظم اور مرزا ہادی علی خان اور میر باقر علی خان تھے۔

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین جان برسٹو صاحب معزول ہو کر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنو کا رزیڈنٹ مقرر ہوا تو لکھنو کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان مجبور ہو کر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودھ نے گورنر جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہئے اس لئے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے ملاقات نہ کی۔ مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار روپیے دعوت کی اور ایک گھوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف الدولہ سے سفارش کرونگا۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[1] آصف الدولہ کے مرسلہ کلکتے

[1] حیدر بیگ خان کلکتے کو دو بار گیا ایک بار وارن ہسٹنگز کے عہد مین سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین لارڈ کارنوالس کے زمانے مین۔ مستفاد از تاریخ منظومی ۱۲

کو گئے تو گورنر جنرل نے اونسے نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھہ لکھنؤ میں لیتا
لے آئے اور اوس کا ماہیانہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کر دیا اور جب خود گورنر جنرل لکھنؤ سے گئے تو انہوں
نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانے سے رزیڈنسی کے خزانے میں جمع کیا کرے
وہاں سے محبت خان کو ملجایا کریگی اوس وقت سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت ملتی تھی
اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلوں میں مقرر ہوگیا۔ محبت خان انگریزوں کو اپنا حامی سمجھ کر
رزیڈنٹ کے دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا۔

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی بیٹے شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسند نشینی سے چوتھے سال یمین الدولہ سعادت علی خان لشکر مرزا نجف خان
سے پھر کر لکھنؤ میں آئے اور کچھہ دنوں سعادت گنج میں قیام کیا اور پھر بنارس میں رہنے پر مجبور کئے گئے
اور وہیں اونکے مصارف کے لئے روپیہ ریاست سے انگریزوں کی معرفت ماہ بماہ پہونچتا تھا جس سال کہ مرزا جنگلی
صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر میں چلے گئے ابھی زیادہ قیام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان
نے قضا کی مرزا جنگلی نے بھی وہاں سے مراجعت کی اور پھر کچھہ دنوں کی بعد عظیم آباد کو چلے گئے۔

کرنیل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جانا اور مرزا ابوطالب خان کا کچھہ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابوطالب خان پسر محمد بیگ خان کو وہان کا کاروبار
سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا ان کے ساتھہ بخوبی گذری۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگ خان
نے مرزا ابوطالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اسوجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا
چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی میں لکھی ہے۔ حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی میں کچھہ صورت عناد
پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابوطالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا۔ [illegible] یہ بھی
[illegible] میں کلکتہ کو اس غرض سے چلا گیا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے دادخواہ ہوا۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر
جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ لیکن وہ اسکی کچھہ مدد نہ کرسکے۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

فوج کے کمانڈر انچیف ہو کر مدراس جا رہے تھے چار برس تک وہ سخت انتظار کی حالت میں کلکتہ میں پڑا رہا کہ شاید اس کو وہاں سے کچھ نفع ہو جائے۔ جب ۱۷۸۶ء میں لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر جنرل کا سفارشی خط نواب اور ریذیڈنٹ لکھنؤ کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ عطا کر دیا جائے۔ یہ خطوط لیکر مرزا ابو طالب خان لکھنؤ پہنچا۔ نواب آصف الدولہ اوس سے بمراحم خسروانہ پیش آئے اور اس کو یہ امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب منشا کوئی عہدہ دیا جاتا اس کو حکم دیا کہ لکھنؤ خالی کر دے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے اونہوں نے بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان وعدے نے کبھی فعل کا جامہ حاصل نہ کیا اس مرتبہ پھر اوسکو تین سال متواتر سخت انتظار سے سابقہ پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی بہت برا اثر کیا۔ شاید انہی وجوہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔ مرزا ابو طالب خان فروری ۱۷۹۹ء میں روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی اوّل انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے تھے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے جانے سے پہلے مرزا ابو طالب خان ولایت پہنچ چکا ہے انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر میں صرف کئے اور اس عرصہ میں تینوں براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لئے جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو اوس نے اپنے روزنامچوں سے سفرنامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا جس کو مسٹر چارلس سٹوارٹ پروفیسر زبان ایشیائی نے انگریزی میں ترجمہ کر کے ۱۸۱۰ء میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ ہندوستان میں آ کر وہ بندیلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر ۱۲۲۰ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء میں اوس نے انتقال کیا چونکہ وہ پسماندگان کے لئے کوئی کافی ذریعہ اوقات بسری نہیں چھوڑ گیا تھا اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی بیوہ اور بچوں کی پنشن مقرر کر دی)

اسماعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ میں اسماعیل بیگ خان شورہ والہ گذرے ہیں جو حمید بیگ خان کا نامی بیٹا تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت ترکہ پائی تھی۔ اوس نے وہاں پہنچکر مطالبہ و باقیات میں اکثر زمینداروں کی جائداد املاک ضبط کر لی اور بہت صاحب دولت بنگیا۔ مگر دولت جانے کا باعث ہوا یعنی اوس نے بیاز زین العابدین خان نمک حرام مدت بریلی میں سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت مین لکھنؤ مین قضا کی۔

خواجہ عین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص خادم حسین خان سنگہلے والے کے رفقا مین سے تہا آئمہ اطہار سے بیحد محبت رکہتا تہا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم مین معمول تہا کہ عاشورے کو تمام متاع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند ملکہ اپنی ذات بھی بہ نیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تہا اور پھر قرض و دام سے زر نقد بہم پہنچا کر مول لیتا تہا ۔ غرضکہ جسجگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوا وہان چوری کا بہت زور شور تہا وہان حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گہر کا دروازہ بند نہ کرے ۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور مین آئے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی ۔ اور جو کوئی چوری کی علت مین گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تھی ۔ اس سبب سے چورون کا نام باقی نہ رہا ۔ اور جسجگہ تہوڑے دنون کے لئے جاتا تہا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تہا اور اپنی قبر بنواتا تہا اور کہتا تھا کہ آخر ایکدن یہان سے اٹھنا ہے اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکھ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دو لاکھ روپئے حاجی محمد کی معرفت بھیجے تھے تو خواجہ صاحب نے بھی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بھیجکر تعمیر مین شرکت کی تھی اور ہمیشہ جری تسمہ زیب کمر اور لباس شنجرفی در بر رہتا تہا ۔ اور جب حکام کو عرضی لکہتا تھا تو اول بعبارت لکھ دیتا کہ از دنا برتو موجود ہے شک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطالب اوٹہاتا تہا ۔ اور غریبون کو اوس نے لنگرخانے سے کہانا اور جاڑون مین لباس سرمائی دیتا تہا ۔ اوسکے انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی مین چندمدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا ۔ پھر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنریل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکہنؤ مین آمد۔ اقبال الدولہ کی خرابی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکھنؤ مین آیا ۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور نہایت طمطراق کے ساتھ شہر لکھنؤ مین لائے بزم ضیافت آراستہ کی ان دنون سرکار کمپنی کو دکن مین حیدر نایک سے

جسکا دار السلطنت سرنگ پٹن تھا سخت جنگ درپیش تھی۔ جرنیل صاحب نے نواب وزیر سے زرنقد اور فوج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امراے لکھنؤ اور جملہ جاگیرداروں پر کئی لاکھ روپیہ کا چندہ قرار پایا۔ مگر ہر ایک کو اس بات مین اغماض تھا اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے پیشقدمی کی اور ساٹھ ہزار روپیہ دیا تو چندے کا راستہ ہموار ہوکر جاری ہوا۔ حیدر بیگ خان اور سرفراز الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا درماہہ تھا موقوف کیا۔

متفرق واقعات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتوین برس راجہ بلبھدر سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے فرق تنخواہ کی علت مین مقابلہ پیش آیا بندیلون نے اوسکی مدد کی آخرکار فوج انگریزی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

(۲) اور اسی سال بچھراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست دامنگیر تھا بھاگ کر آیا بنظرچند خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا۔ اور راجہ کا خطاب ملا۔

(۳) جلوس آصفی سے آٹھوین سال لکھنؤ مین محکمہ عدالت قایم ہوا۔ مفتی غلام حضرت اور قاضی غلام مصطفے سے فتواے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق تھی۔ مگر بھوانی سنگھ داروغہ کا اقتدار اتنا بڑھ گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے معتمدات عدالت ضعف پذیر رہے اسلئے عدالت کی افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے نامزد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے واسطے مقرر تھے انکی تنخواہین سرکار سے مقرر تھین لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھ ملتی تھی۔ راجہ ٹکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر برداشتہ خاطر ہوکر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا طوطی بولا مولوی دلدار علی اور میر مرتضی وغیرہ علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خان کی وجہ سے نام پیدا کیا۔ جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج اس ملک مین نہ تھا جاری کی اور کربلا جاکر اجتہاد کا حکم وہانکے مجتہدان سے حاصل کرکے لوٹ آئے اور اپنا اجتہاد جاری کیا۔

(۴) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر لکھنؤ میں آئے نواب آصف الدولہ نے چار ہزار پالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی سفارش کی اسوجہ سے پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے۔

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکارون کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشن مین اور دوسرے لاابالی مصارف مین خرچ کرتے تھے اور ہرسال جو شادی کے لئے کوچ درپیش ہوتا تھا تو کارپردازون پر اسقدر سختی روپیہ کی طلبی مین فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت رائے کا دم ضیق مین پڑ جاتا تھا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاج مین یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی عمدہ شے لاتا تھا بلا تکلف خرید فرماتے تھے خصوصاً انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک مول لینے مین دریغ نتھا مارٹن صاحب فرانسیس جو میجر جنرل صاحب کے مصاحبون مین سے تھا اوسنے لاکھون روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تھی حیدر بیگ خان جو سرفراز الدولہ حسن رضا خان کے نائب تھی بلکہ منیب سے بڑھکر اقتدار رکھتے تھے انکے مصارف چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نتھے۔ گوٹہ کناری عطر اور پھلیل لاکھون روپیہ کا انکی محل مین صرف ہوتا تھا اور راجہ ٹکیت رائے کے مصارف اور بھی زیادہ تھے۔ انھون نے بڑی بڑی عمارتین اور متعدد باغات اور تالاب کھدوائے اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک انکے یادگار ہین اور الماس علی خان جو ہمیشہ مستاجری کرتے رہے انکے مصارف اور بھی بڑھے ہوئے تھے وکیل اور متصدی ان حضرات کے اپنے گھرون مین بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے لاکھون روپیہ کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریاے فکر مین ڈبو دیا تھا۔ آخرکار سپاہ ہر کسی کا قلم پھرا۔ تنخواہین رسالدار موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازمون کے مصارف کی زیرباری سے گھبرا جانا اور اون کا وارن ہسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کردینے کے لئے التجا کرنا اور نیا عہدنامہ منعقد ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب کہتے ہین کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا چاہیے تہا وہ اپنے ادا نہو سکتا تہا روز بروز قرض بڑہتا جاتا تہا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت مین مشغول رہتے تھے اونکے اہلکار رشوت اور تغلب مین مصروف تہے۔ اس سبب سے ساری ملک مین اندہیر تہا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کی حالت مین ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزون سے ہوا تہا تین کرور روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی ۱۷۸۴ء مین ملک کی آمدنی اس سے آدھی بہی ہوئی۔ اور آگے سالون مین اور بھی زیادہ خاک اڑی۔ فیض آباد مین جو عہد و پیمان روہیلونکی لڑائی سے پہلے نواب سے ہوئے تھے جب عہد نامے پر شروع ۱۷۷۵ء مین آصف الدولہ پر دستخط کیا تہا اوس مین یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اودہ مین رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کے ذمے ہوگا۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کر لیا تہا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہان رہا کرے غرض اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے نہین لگایا گیا تہا اونکی مرضی پر موقوف تہا ۱۷۸۱ء مین ایک اور برگیڈ انگریزی سپاہ کا جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھ پلٹنین پیادونکی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ سوارون کا شامل تہا چند روز کے لیے اور بڑہایا گیا اور فتحگڈہ مین تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف آس پاس کے حملون کا تہا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسرونکی ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچے کے واسطے کوئی تعداد معین ہوئی اور مختلف اوقات مین تہوڑی تہوڑی سپاہ ضرورۃً اونکی وقت ملائی گئی ۱۷۸۴ء مین اس برگیڈ جدید وغیرہ کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سپاہ مین افسرون کا خرچ چار لاکھ روپیہ تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تہا۔ اب اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحائف پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا ۱۷۸۴ء مین نواب نے گورنر جنرل سے اس لمبے خرچ سے سبکدوشی پانیکی التجا کی اور کہا کہ مین اوس کے بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہون دو تین برس مین سارے میرے ملک کی آمدنی کہا گیا۔ اب میرے گھر کے آدمیون کو بھی کھانے کو کچھ نہین بچا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ ملی ہے ان ضرورتون کے سبب سے ملک کا خرچ بڑہانا پڑتا اس سے اوسکی تحصیل مین اور بھی زیادہ خسارہ آگیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور پرانے شریف اور نجیب زادے حیران ہوکر ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہین۔ کچھ تہوڑی ہی سپاہ میرے پاس رہگئی ہے جو ملک سے خراج وصول کرتی ہے۔ سب کے گھر مین فاقے کا گھر رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

عہد بھی نہین اوٹھ سکتا۔ سپاہ کام کی نہین اوس کے افسر ایسے سرکش اور مقرر ہین کہ وہ ملک کا اپنی تئین
مالک سمجھتے ہین۔ ملک کا محصول نہین وصول ہونے دیتے اور ساری میرے ملکی معاملات کو درہم برہم
کردیا ہے۔ کب تک میرے گلے پر چھری رہے گی۔ گورنر جنرل کب ایسی سنتے تھے اونہون نے خفا ہوکر
کہا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے
خرچ اوٹھانا اونکی ذمے واجب ہے اوس کو بلا لینے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے۔ ہم جب چاہین ایسا کرین
نواب کو اپنے عہد کی موافق تنخواہ دینی چاہیے خواہ اس مین ملک کی آمدنی اونکی سپاہ کو پہونچتا ہے
یا اوس کو موقوف کردین یہ اُن کا اپنا قصور ہی۔ کیون عیاشی اور بدکاری مین پھنسے رہتے ہین جس سے
ملک کا یہ حال ہوگیا ہی۔ عہدنامے مین تو میعاد سپاہ کے رہنے کی متعین نہین تھی اس لئے ضرور تھا کہ اوس کا
فیصلہ فریقین آپسمین ملکر لیتے۔ لیکن فریقین مین اختلاف تھا۔ اسلئے زبردست فریق کے ہاتھ مین اختیار تھا
جو چاہے فیصلہ کرے۔ مگر بعض کے نزدیک یہ ہیسٹنگز صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے مین اور کورٹ
ڈائرکٹرز کے احکام مین صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہی جس کے
معنے صاف ہین کہ جب چاہین رکھین جب چاہین نہ رکھین۔ مگر اسوقت گورنر جنرل کو دو مشکلات درپیش
تھین کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اودھ سے بلا لیتے تو ملک مین اندھیر مچ جاتا۔ میدان خالی دیکھکر آس
پاس کے دشمن اودھ پر ٹوٹ پڑتے خصوصاً مرہٹے اس تاک مین بیٹھے ہوئے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتے
اور پامال کر ڈالتے اور سرکار کمپنی کا قرضہ نواب سے جو کچھ وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا مرہٹون سے
ڈانڈا ملا تھا۔ سرحد کی حفاظت مین اور اُنسے لڑنے مین سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی
دو واسطے مین بھی کچھ معلوم نہین کیا ہوتا۔ حفاظت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب آیا
تھا۔ نواب اودھ حقیقت مین سرکار کمپنی کے تابعین سے تھا بغیر اوسکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز
نوابی نہین کرسکتا تھا۔ ہیسٹنگز نے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ انکو سپاہ رکھنی ہی
پڑے گی جو استحقاق آقا کو ملازم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل
تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی دلیل ولایت مین پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیون کیا تو اوس نے
کہا کہ عہدنامے کی عبارت پہلودار تھی اوس کے معنی مشتبہ تھی اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنے چاہتا
وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا۔ مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر فریب اور دہوکے کا روغن چڑہاتا تھا۔ عہدنامہ
مین کوئی عبارت مشتبہ نہ تھی۔ سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست کی تھی
کچھ اسکی ضرورت کی وجہ سے نہین دی۔ بلکہ اونکے صلاح کارون اور مشیرونکو یہ معلوم ہوا تھا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کونسل مین طوفان نفاق برپا ہے ذوس میں وہ خود غارت ہوا چاہتی ہے اصلی
نواب کو ایسی درخواست پر ندامت ہوئی اس لئے جیسے اوس کا جواب ایسا سخت دیا تھا اگر اوس کا یہ سبب
نہوتا تو مین کچھہ بات نواب کی مان لیتا ۔ اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر ۱۷۸۰ء مین ایک کروڑ چالیس
لاکھہ روپیہ ہو گیا ۔ سپریم کونسل نے تقاضے پر تقاضا شروع کیا ۔ نواب نے عذر پر عذر کرنے شروع کئے
کہ ملک مین میرے جان نہین ۔ میرے پاس کہانے کو بھی نہین ۔ اسپر گورنر جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکھنؤ
کو خود جاتے اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کیجئے ۔ مگر نواب نے کچھہ علمی چیڑی باتین بنا کر اوسکو
اپنے ارادے سے باز رکھا اور خود ہی تہوڑے مصاحبون کے ساتھہ گورنر جنرل کے پاس چنار گڑھ
کے قلعہ مین آگئے ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ اس ملاقات کا انجام بخیر ہوگا کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تہے
کہ برگیڈ جو رہتہ اور رزیڈنٹ اور اوسکی سپاہ کے انگریز افسرون کا اور بہت سے اخراجات کا بوجھہ اوسکی
گردن سے اوٹھہ جاوے اور ہیسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تہا ۔ مگر اتفاق سے ان دونو نے اتفاق کیا
گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس برگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانے مین بھی لیا گیا تہا
اور جسکی تنخواہ دو لاکھہ ہزار روپیہ ماہوار تھی اور سواے ایک پلٹن کی جو رزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور
جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹھا دیے گئے
آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجھکو دینا چاہیے اوس کے ادا کرنے کی مجھے
استطاعت نہین میری والدہ اور دادی نے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو چھین لینے کی مجھکو پروانگی ہو
چنانچہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار رہے کہ وہ اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط
کر لین ۔ مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی دستگیری کرے اوسکی پنشن نقد موافق محاصل جاگیر کے
نواب رزیڈنٹ کی معرفت دین اس عہدنامے مین چوتھی شرط یہ تھی کہ کوئی رزیڈنٹ فرخ آباد مین
مقرر نہو ۔

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستین ملکی و مالی کے منظور ہوئین ہین اب مکرر وہ درخواست گذارش کرتا ہون کہ جسے
زبانی عرض کیا تہا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام معروضات پر لحاظ فرماوینگے ۔ اور یقین ہے کہ

ملہ دیکھو تاریخ ہندوستان مؤلفہ بشمبر ح ۱۲

انکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی و عنایت ہے - اور کمپنی کو کچھہ تعلق اوس سے نہین ہی صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجھسے لیتا ہے وہ کمپنی کو دیا جاتا ہے - مین اسواسطی عرض کرتا ہون کہ جو تعداد نفری سہ بندی اور دوسری فوج کی کثرت سے ہوگئی ہی وہ کم کیجائے - اور ایک مقرر ہو جاتا ہے اور اونکی تنخواہ آمدنی پر نہ دلائی جاوے بلکہ خزانہ سے نقد ملا کرے - اور اوسکی تعداد نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ میرے خانگی اور علاقہ کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مجھکو کچھہ روپیہ مقرر ہو کر اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کرلیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سپاہ دو فاتہ ہوا کرین اس صلاح سے مراد یہ نہین ہی کہ سالانہ ادا سے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ مینی ادا سے قرضہ سابق و مطالبہ حال کمپنی ہرسال بتعداد مختلف دیا جاتے گا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھہ کر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کرلین تم کو تعجب ہوگا کہ اس مین نواب کا کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ نقاب مین مُنہ چھپائے ہوئے تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور ماں دو بڑی بوڑھی بیگمین تہین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دور دورہ رہتا تھا - اور اونکی مرنے کے بعد بھی بہت بڑی جاگیر پر قابض تھین - اس جاگیر کا اہتمام اور بند و بست اونہون نے اپنے ہی ہاتھہ مین رکھا تھا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تھین - اس کے سوا شجاع الدولہ نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انھین کے قبضہ مین تھا یہ دونون ساس بہو بن فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تھین - اور آصف الدولہ لکھنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونہون نے عمارتین تعمیر کرائی تہین چونکہ اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھی - اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات ضروری کے لئے چاہیئے تہی - نواب کو اپنے جھگڑے اور اسکے لئے بھی درکار تھی غرض

ان دونون پچھلے مالون کے آپسمین قول وقسم ٹہر گئے کہ ہسٹنگز صاحب تو نواب کو فوج اور
افسران ملکی کے بار خرچ سے سبکدوش کردے اور نواب ان دونون عورتون سے دولت لیکر
اپنا قرضہ سرکار کمپنی کا چکا دین۔ نواب کو بحیثیت نوابی ان بیگمون کی جاگیر پر اختیار تھا اور اونکی
دولت سکے وہ وارث موافق شرع کے تھے بیٹے کے ہوتے ماں کا حق آٹھوین حصے کا ہوتا ہی
اور ماں کے ہوتے دادی کا کچھ حق نہین ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی ۔یا
فیاضی تھی کہ اونکی ماں اور دادی یہ خزانہ دبا بیٹھی تہین۔ آصف الدولہ نے ماں کو بہت
تنگ کرکے بہت سا روپیہ تو لیکر اوڑا دیا تھا ۱۷۷۵ء مین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے
بہت دن نہین گذرے تھے اونکی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکھی تھی کہ مین
اپنے بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہون ایک دفعہ ۲۶ لاکھ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار
کو عہد وپیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائے گا تو مین تباہ ہو جاونگی اسپر
انگریزون نے بیچ مین پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو
روپیہ کے لئے نہین دق کرینگے۔ اور وہ اپنی جاگیر ومال پر قابض رہینگی۔ اور اونکو اختیار ہی
کہ جہان چاہین وہان رہین۔ بالفعل یہ تیس لاکھ روپئے دیدین۔ مگر اب زمانہ بدلگیا۔ خود ضامن
ومحافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تھی اوس کو کچھ شرم ولحاظ اس کا نتہا کہ وہ
آصف الدولہ سے وہ بد فرمین کرائے جنکو کرتے ہوئے وہ جھجکتے تھے۔ اب ضرور تھا کہ ان
بیگمون کی جاگیر ومال ودولت ضبط کرنے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالنی چاہیے۔ اور وجہ
بھی ایسی ہو کہ جو رسم ورواج اور دین وایمان اور آئین وانصاف کے موافق اور
آدمیت وانسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو ماں کا ادب اور پاس
عزت تو وحشیون مین بھی ہوتا ہے اسلئے سب جے سوچتے یہ سوجھی کہ چیت سنگھ زمیندار بنارس
کی بغاوت کا الزام لگاتے ہے کہ اونہون نے چیت سنگھ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بھی
اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہے۔

چیت سنگھ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہوچکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تہا۔ اب
انگریزون کے تابعین مین قرار پایا تھا اس راجہ کا نام چیت سنگھ تھا اس کا خاندان قدیمی

نہ تھا جبوقت سلطنت مغلیہ کو نادرشاہ کے حملہ کا صدمہ پہنچا تو اس افراتفری مین گنگا پور کے
زمیندار برہمن منسارام نے کچھ ملک دبا کر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا - یہ راجہ
کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہان سے اوسی شخص کو ملتا تھا جو صاحب ملک و حشمت ہوتا تھا
آجکل کا راجگی کا خطاب نتھا کہ بے ملک دیا جاتا بعد ازان بلونت سنگھ اوس کا جانشین ہوا
اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا - عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودھ سے
شامل ہوگیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی
کی شجاع الدولہ اور انگریزونکی لڑائی مین بکسر مین کین اور اوسکی عوض مین جو سلوک انگریزون
نے اوسکے ساتھ کیا وہ بیان ہوچکا ہے وہ انگریزون کی لطف و عنایت سے اپنی ملک مین
خیر و عافیت کے ساتھ راج کرتا تھا - جب وہ سنہ ۱۷۷۰ء مین مرگیا تو اوس کا بیٹا جو بیاہتا
رانی سے نہ تھا اوس کا اسطرح سے جانشین ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا
اور کچھ خراج کے زیادہ دینے کا وعدہ کیا - کچھ انگریزون کا سہارا ڈھونڈا اونھون نے
شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اونھین شرایط کے ساتھ جو اوس کے
ساتھ تھین دلا دی - سنہ ۱۷۷۳ء مین جب ہسٹنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اونہون
نے یہ کہا کہ مجھے دس لاکھ روپیہ دے دو اور اس راجہ کو معطل کردو - پر گورنر جنرل نے
کہا کہ ہم اون عہد و پیمان کو جو بلونت سنگھ کے ساتھ ہوئے ہین جیت سنگھ کے ساتھ نہین
توڑ سکتے - اور گورنر جنرل نے جیت سنگھ کو لکھا کہ تمہاری عزت و دولت و حکومت
و ثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہو اور ہمکو
بھی تمہاری حرمت ملحوظ ہے تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا ہمکو
پشت و پناہ ہے - ہمکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمیشہ وفادار رہو گے اور جب ہمکو کسی
کام میں پڑنے لگا تو اوس کو ہمسے کرو گے اور تمسے وعدہ کیا جاتا ہے کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا
جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام
کیا گیا تو جس ملک پر جیت سنگھ حکومت کرتا تھا وہ سنہ ۱۷۷۵ء مین سرکار کمپنی کے حوالے کر دیا
سرکار کمپنی نے بھی جیت سنگھ کو بدستور اپنی حال پر بحال رکھا اور بائیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار
ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹھیرایا - اور اقرار کیا کہ راجہ سے اور زیادہ خراج نہین
مانگا جائے گا - سنہ مین اسوقت انگریزون کی کئی جگہہ لڑائیان ہو رہی تھین - اور اونکی

مصارف کے لیے روپیہ بھیجنا گورنر جنرل کا کام تہا اسو جہ سے ہسٹنگز کے سر پر اسوقت اسقدر بوجہ پڑا کہ شاید ہی کبہی کسی اکیلے شخص پر گو کیسا ہی عالی حوصلہ کیون نہو اس سے زیادہ پڑا ہو۔ حیدر والی میسور۔ فرانسیس۔ ولندیز۔ مرہٹے۔ یہ سب کے سب ایک ہی دفعہ انگریزونکی مخالفت پر اوٹھ کہڑے ہوئے تھے۔ اور بے روپیہ کے لڑائی کا بازار گرم تہا مگر لڑائی بدون روپیہ کب ہو سکتی ہے اسلئے ہسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تھی اس لئے اوس نے راجہ چیت سنگہہ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلوتہی کی اس لئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوس کا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگہہ کو دبا کر اپنا کام نکالے۔ پہر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جہلا کر اوس کو نظر بند کر دیا راجہ کا نظر بند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت طیش مین آکر اوٹھ کہڑی ہوئی۔ اور جن سپاہیون نے راجہ پر ہاتھ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پھر جس جگہ گورنر جنرل اوترا ہوا تہا اوس کو آگہیر لیا۔ راجہ شہر سے بہاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بھی ہاتھ سے نہ دیا آخر کار وہ بہاگ کر چنار گڑہ کو چلا گیا۔ اور ہر طرف سے فوجین منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دیکر بجے گڑہ کو جہان وہ چہپا ہوا تہا فتح کر لیا۔ مگر جو خزانہ قلعہ بیجے گڑہ میں موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتہون ہاتھ سلگوالیا اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتھ ملتا رہ گیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتھ لگا جسکی بڑی ضرورت تھی اور نہ راجہ قابو مین آیا کیونکہ وہ بہاگ کر گوالیار پہنچا اور وہان ۲۹ برس رہکر رہگرائے ملک عدم ہوا۔ اوس کے بعد اوس کے بہانجے کو گدی پر بٹہایا۔

آصف الدولہ کی ماں اور دادی سے نہایت سنگدلی کے ساتھ روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایا نے جو چیت سنگہہ کے ہنگامے مین فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوس کو آصف الدولہ کی ماں اور دادی پر ڈالنا چاہا۔ اس فساد کو بیگمون کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے لیے کوئی شہادت موجود نہتی۔ مگر زبان خلق اس امر کی شہادت بن گئی تھی۔ کرنیل ہینی بیگمون پر جرم بغاوت ثابت کرنے مین بڑے سرگرم تہے۔ کرنیل صاحب ہی غضب کے ہیکڑ تھے

اونہون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے نہہون مین تیرہ سے رکھا تہا نواب نے
گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کی واسطے اوسکو یہان سے بلا لیتی اور میری جان کے پیچھے سے جنجال چھڑائی
نہین مین نوابی سے اپنی اور گذرا اب بیگمون کے پیچھے پیچھے جہاڑ کے پڑ گئے غرض اس اولٹ پھیر مین
کیا لکھنؤ جب آئے تھے تو قرضدار تھے یا اب اونکی پاس تیس لاکہہ روپے تھے اس ملک مین
انگریزون کے بیوپاری تھے۔ ہیسٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس فسادت کا
مقدمہ کوئی نہین بنایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم ہو سکیگی
اسلیئے بیگمین لوٹ سے بچ جائنگی اونہون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر
ضبط کرکے اپنا نفع اوٹہاؤ اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ اور خرچ اوٹہاؤ جس سے
پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اودہ پر مواخذہ نہ رہے۔ نواب آصف الدولہ جب تک چنارگڑہ مین رہے تو
ہیسٹنگز صاحب کی دلالفاظی اور قوت عقل کے آگے کچہہ نہ کرسکے۔ مگر جب وہ لکہنؤ آئے اور
ماں یعنی اپنی ماں اور دادی کے پاس گئے تو اون کا کہرام دیکہہ کر دل اونکا بھر آیا۔ گو دل ودماغ
اونکا کیساہی اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کردیا تہا۔ مگر اسوقت امن کامل نہ رہ سکا اور
اونہون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پہر جائین یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تہا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب
جو ہیسٹنگز صاحب کی ناک کے بال تھے وہ بہی ایسے کامونکو کرتے ہوئے جہجکتے تھے مگر گورنر جنرل
کا دل اس معاملے مین پتھر تھا اوس پر کچھ اثر نہین ہوتا تہا۔ نواب کے پیچھے ہی پیچھے اونہون نے
رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکھا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین
تم ڈہیل کروگے تو مین خود ہی لکھنؤ مین آؤنگا اور وہ کام جو تمہارے دل سے نہین ہوسکتی خود کرونگا
رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے سب جہجکے چہوٹ گئے۔ اوس نے گورنر کو لکھا کہ چنارگڑہ کے عہدنامہ کی پوری
تعمیل ابہی منظور ہوئی جاتی ہے۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجہسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر
جنرل نے لکہوالیا ہے۔ غرض جیسے ہو ہوا کر جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتھ نہ آیا اس لیے
جبر وظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بہیجی گئی۔ ۲۰ جنوری ۱۷۸۲ء کو اوس نے
جاتے ہی دونون بیگمات کو اونکے محلون مین نظربند کرلیا۔ مگر روپیہ دینے سے اونہون نے اس پر بہی
انکار کیا۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا۔ ونکا اپنا ہی گہر اونکے لئے کربلا بنادیا اونکی
مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور بدن مین سارا لہو خشک ہوجاتا ہے۔ ان بیچاری بیگمون
کے مختار اور سربراہ کار بہار علی اور جواہر علی خان دو خواجہ سرا تھے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکی پیرون مین بیڑیان ڈالی گئین - کہانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اور کیا کیا جبر و قہر
بیان کیے جا سکتی کہ اون پر اسباب پر ہوئے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلوادین جب وہ مہینون سختیون کو
جہیلتے ہو گئے وہ بیچارے بیمار زار و نزار ہو گئے اسلیئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم
باغ مین کچھ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا
کہ وہ کہین بہاگ جاتین لوہے کی زنجیرین اونکی پابند رکھنے کے واسطے کافی نہین تہین یہ تشدد
تو ہو رہے تہے پھر اور زیادہ شکنجہ فرسائی کے لیے لکھنؤ بہیجے گئے یہان جو کچھ اونکا حال کیا گیا وہ
بیان نہین ہو سکتا پارلیمنٹ کے کاغذات مین وہ چہٹی موجود ہی جو ریذیڈنٹ نے ان قیدیون کے
افسر کو لکھی تہی کہ صاحب من نواب نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین
انکو سزاے جسمانی دیجاوے اسلیئے جو افسر نواب کے آئین اونہین قیدیون کے پاس جانے دو
اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتھ کرلینے دو لکہنؤ مین تو خواجہ سراؤن پر یہ ظلم ٹوٹ رہا تہا
بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو اونکے پاس اتنا پہنچتا تہا کہ اونکی تمام عورتون کا پیٹ نہ بہرتا
تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہو گئین تہین - غرض ان شکستہ نصیبون پر محرم کے
دہے گذر گئے - جب ان بیگمون نے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے
چھوڑایا - ہیسٹنگز صاحب نے خیال کرلیا کہ اب اور زیادہ کچھ نہیں سو یہ ہاتھ نہین آئے گا -
اسلیئے اونہون نے اون دونون کمبختی کے مارے خواجہ سراؤن کو بھی چھوڑدیا - جسوقت دروازہ قیدخانہ
کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کاٹی گئین تو اونکے رخسارون پر آنکہون سے آنسوؤن کا دریا روان تہا اور لرزتے
ہوئے ہونٹون پر کیا آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا - یہ حال دیکھ دیکھ کر جن سنگدلون کا دل
پتھر تھا وہ بھی پانی ہوا جاتا تھا - ہیسٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پر وہ بیرحمی
اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بھی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تھی - دوست اونکے اس
الزام کو یون سناتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باپ کا تہا - اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا
اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا - منصف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیسٹنگز
صاحب مفت الی مار سلطنت کے لئے مفتی شرع اسلام بنگئے - جسوقت اونہون نے بیگمون سے عہد
استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپیہ کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی
صاحب کا فتوے معلوم نہیں کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو سر ایلیجہ امپی کے انصاف کی داد دینی
چاہئیے اسوقت وہ مجبور تہی کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تھے - اونکی تمام قابلیت

بنگال پر ختم ہو جاتی تہی - اونکو اودہ کے معاملات مین کسی طرح بولنے کا منصب نتہا - وہ لکہنؤ مین پالکی کی ڈاک مین ان واقعات کو سنکر آئے ایک بہیڑ آدمیونکی اونہین دیکہنا موجود ہوئی اور بیگمونکی شکایتین اظہار حلفی لکہے ہوئے ہاتہ مین لائے وہ صاحب جج کو اونہون نے دئے اونہون نے لے لئے [illegible] اونکو پڑہ نہین سکتے تہے - اور نہ کوئی مترجم اونکے ساتہ تہا - غرض وہ ان سب اظہارات کو کلکتے اولٹے چلے گئے - اب سوال یہ ہو کہ اونہون نے اپنا لمبا چوڑا سفر کیون کیا - تو اوس کا جواب یہ ہی کہ اس سفر سے اونکی غرض یہ تہی کہ جس معاملے مین وہ قانون کے موافق حکم نہین دے سکتے تہے اوس مین بیقاعدہ کچہہ اپنا بہی حکم لگا دین اور اظہار حلفی جو اونہون نے جمع کئے ہین وہ کچہہ کام آوین -

نواب آصف الدولہ کا دس لاکہہ روپیہ ہیسٹنگز کو دینا

چنارگڈہ مین جو گورنر اور نواب کی ملاقات ہوئی تہی اوس مین یہ بات بیان کی جاتی تہی کہ نواب آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکہہ روپئے بطور نذر کے دئے تہے جسکی وجہہ سے گورنر جنرل نے نواب کی اسقدر رعایت کی تہی حالانکہ نواب اسوقت مین قرضدار تہے نقد روپیہ تو نواب کے پاس تہا نہین ہنڈوی ایک بڑے مہاجن کے نام تہی - گورنر نے اپنی چہٹی مورخہ ۲۰ - جنوری ۱۷۸۲ء کے ذریعہ سے کورٹ ڈایرکٹرز کو اس رقم کی اطلاع کر دی - اور لکہا کہ یہ روپیہ مجہہ میرے مِن خدمات کے صلہ دین ملجائے - مگر کورٹ ڈایرکٹرز نے اس عطا کے دینے مین تامل کیا - اور صاف انکار کر دیا -

لکہنؤ کی رزیڈنسی سے مڈلٹن صاحب کا موقوف ہونا اور جان برسٹو صاحب کا دوبارہ اونکی جگہہ مقرر ہونا

جب ۱۷۸۲ء شروع ہوا - اور بیگمون سے روپیہ زبردستی مڈلٹن صاحب نہ چہین سکے - اور احکام گورنر جو اونکے پاس گئے اونکی تعمیل مین بہی اونہون نے التواکی تو متواتر چٹہیان بہیجین تو گورنر رزیڈنٹ سے خفا ہو گئے اور ۲۳ ستمبر ۱۷۸۲ء کو اونہون نے اس الزام مین کہ اپنے فرائض منصبی کو اچہی طرح ادا نہین کیا معزول کر دیا - اور برسٹو صاحب کو جنکی بحالی کا حکم کورٹ ڈایرکٹرز بہیج چکی تہی اونکی جگہ مقرر کر دیا - اور ۲۰ مئی کو میجر پامر صاحب کو اپنا خانگی ایجنٹ مقرر کرکے نواب آصف الدولہ کے پاس بہیجا - اور اونکی معرفت اور کئی درخواستین کی گئین - مڈلٹن صاحب کے تقرر سے پہلے جو ۱۷۸۲ء

یعنی ہوا سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تک بڑھ جاتا تھا اور رزیڈنٹ اس روپیہ میں سے ساٹھ لاکھ روپیہ سے لیکر اسی لاکھ روپیہ تک وصول کرکے بھیجا کرتا تھا اسلئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت چنار گڑھ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھ روپیہ کا تھا۔ رزیڈنٹ نے بجائے اسی لاکھ روپیہ کے جو سب سے زیادہ روپیہ وصول ہونیکی امید تھی ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ وصول کیا تھا۔ مگر نواب پر اس سال کے حساب ہونیکے پیچ پانچ لنگا کر ڈیڑھ کروڑ روپیہ باندھا گیا۔ جو ملک کی سالانہ آمدنی سے پورا دو چند تھا۔

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھ سبھر دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کی ساتھ اون دونوں فوجون کا جھگڑا ہونا

جبکہ سکھونکی شورش اور تاخت و تاراج کا اثر دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کردی۔ اور فیض اللہ خان کو لکھا کہ آپ بھی کچھ اپنی فوج وہان بھیجدین تاکہ یہ دونون فوجین ملکر سکھون کے ادھر آنے مین مزاحمت کرین۔ نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بھیجدیا۔ باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گھاٹ پر احتیاط رکھنے کے بھی سکھون نے ایک یاریورش کرکے دریاے گنگا کو عبور کیا اور سنبھل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا۔ اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین۔ ماہ رمضان ۱۱۹۵ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت ہوئی پٹھانون نے ان پلٹنون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا۔ اس فساد کے بعد سپاہ کی تعنات دارانگر کے مقام سے موقوف ہو گئی۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جھگڑے کا ناراض ہوتے۔ اور لکھنؤ سے پامر صاحب اور تفضل حسین خان کشمیری کے ساتھ تاوان وصول کرنے کے لئے رامپور آئے اور نواب فیض ... بھائی نواب صاحب چونکہ نہایت دوراندیش تھے اسلئے بعد ...

عال لشکر ... رہا تھوڑی سی جمعیت ... یض اللہ خان سے بات چیت ... ۰۰ لاکھ روپیہ دیکر راضی کردیا۔ یہ

بیان جا بجا ان تمام مولفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی۔ مگر انگریزی کتب تواریخ مین ان پندرہ لاکھ روپیہ کے دیئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہی کہ یہ واقعہ بھی ضمناً اوس مین شامل ہو۔

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلین اور اس حیلہ سے پندرہ لاکھ روپئے اور بقول لے تیس لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے بموجب جسپر ۱۷۷۴ء مین انگریزی حکومت کی ضمانت لیگئی تھی نواب فیض اللہ خان سے یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچہزار سے زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکھین اور نواب اودہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے ہنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کرین۔ جب انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بھیجنے کی درخواست انگریزون سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہی کہ ۱۷۸۰ء مین گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہون نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بھیجی مگر وہ اسقدر نہ تھی جو اون سے مانگی گئی تھی اسلئے وہ فوج نامنظور کی گئی اور گورنر جنرل نے مقام چنارگڈھ مین آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چھین لینے کی اجازت دیدی تہی۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکھا گیا تہا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تہی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت وحمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرادیے اور اپنی خودسری سے نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہین اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہی کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکا نقد روپیہ بشروط عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کے دیا کرین۔ مگر جسقدر روپیہ اوس ضبطی کا ہوگا جو اونہون نے

عہدنامے کی روسے سرانجام کرنے کی شرط کی تھی وہ روپیہ انکی نقدی مین سے مجرا ہوکر حساب کمپنی مین تا قایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لارڈ ٹنمتھ کی سوانح عمری مین ایک مشہور یادگار باقی ہے یہ تدبیر صرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی تھی کیونکہ آصف الدولہ کو اوس جاگیر سے نفع حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی جب مدراس اور بمبئی کے ملکون مین لڑائی کی آگ بھڑک رہی تھی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سے کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوار اپنی خدمت کے لئے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ مدراس جانے کے لئے کافی ہو اور گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کو بھی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس درخواست پر نواب فیض اللہ خان نے لکھا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکھنے کی اجازت ہے جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین۔ اونکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے۔ مین سپاہ کہان سے لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکھنؤ کے رزیڈنٹ کو لکھا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سے تین ہزار سوار مانگے اسپر بھی اونہون نے عذر کیا۔ مگر دو ہزار سوار اور ایکہزار پیدل بھیجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا کہ وہ راضی ہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ جنار گڈھ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان کی ریاست ضبط کرلین کیونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تھے کہ کوئی نقض عہد نواب فیض اللہ خان کی طرف سے ہو۔ اب یہ بڑی ہٹ دھرمی تھی کہ انگریز اس بہانہ سے عہدنامہ لال ڈانگ سے پھرتے تھے اوس مین یہ کہان لکھا ہوا تھا کہ پانچہزار سوارون سے نواب اودہ کی اعانت کی جائیگی۔ اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا بحسب قابلیت وعدہ تھا وہ بھی سوارون کا تھا غرض کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکھو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ کی خدمت کے لئے بھیجو زمین آسمان کا فرق تھا مگر زبردستون کو اختیار تھا کہ جو چاہین سو کرین اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تھا کہ جس رئیس اور امیر سے جو کچھ اینٹھا جا وہ اینٹھئے جو مرضی ہوئی ہو اوس سے فوج کیجئے۔ ۱۷۸۳ء مین آصف الدولہ کو از حد اصرار ہوا کہ گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ دینے پر راضی ہوے چونکہ وہ ایک ذی مقدرت رئیس خیال کئے جاتے تھے اسواسطے پندرہ لاکھ روپیہ ہرجے کی بابت طلب کئے گئے۔ اس روپیہ کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہو گئے اور میجر پامر صاحب انگریزونکی طرف سے گئے اور وہان ایک مہینہ رہے اور نواب فیض اللہ خان سے پندرہ لاکھہ روپیہ لئے اسطرح کہ پانچ لاکھہ روپیّے فوراً دے اور پانچ لاکھہ فصل خریف مین اور دو لاکھہ ربیع ۱۱۹۰ فصلی مین اور باقی تین لاکھہ روپیّے شروع خریف ۱۱۹۱ فصلی مین ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ۲۴ ربیع الاول ۱۱۹۸ ہجری مطابق ۱۰ فروری ۱۷۸۴ء کو پامر صاحب نے نواب وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سے اونپر فرض تہا کہ بوقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر کی مدد کرین عہد نامہ سابق سے مستور کردیا - اور اس تاریخ سے نواب فیض اللہ خان فرض معہودی سپاہ سے بری کیے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھہ روپیّے اور اس بہانے سے وصول کیے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے حین حیات تھی اب یہ اُنسے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل برقرار قایم رہے گا مگر مِل کی انگریزی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس دوسری رقم کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کردیا - گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بہیجی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوارونکی بیجا تہی - موافق عہدنامے کے دو تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکی ذمے واجب تھی - اور جو افواہین کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی تہین وہ محض بے اصل تہین - مِل کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی نے صرف اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا - مگر اس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور رہا کہ آصف الدولہ نے اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھہ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تہا -

ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی امان اور دادی کی جاگیرین پھر اون پر بحال کرا دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے ۱۱۹۸ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بہیجا جس کام کے لئے وہ بہیجے گئے تہے اوس کو اچھی طرح انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوئے - گورنر جنرل بہ ہستہ صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہو گئے جیسے وہ مڈلٹن صاحب کے کام سے ہوتے تھے اس لئے اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے۔ مگر گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اوسے کر کے چھوڑتے تھے اب اونھون نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ مین رزیڈنٹ ہی نرہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی وہ ہندوستانیون ہی لیا جاسے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹون کے ہاتھ سے رہی ہے ہمیشہ نواب کے خطا اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین۔ اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار سنہ ۱۷۸۳ء مین گورنر جنرل کو اپنی رائے مین کامیابی ہوئی۔ اور اونھون نے اب خود لکھنؤ آنیکا ارادہ کیا اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۷۸۴ء مطابق سنہ ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آئے اون کا بڑا مطلب یہان آنے سے یہ تہا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین۔ اوھون نے آصف الدولہ کے نائب سے روپیہ وصول کیا معلوم نہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی مرو گذاشت کرایا ان بیگمون کے ظلم و ستم پر انگلستان مین بڑی ہاے وائے مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی گورنر نے وزیر سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر دینے مین تمہارا اور تمہارے ملک کا بھلا ہی۔ تمکو انتظام مین بڑی مدد پہنچیگی ۲۷ اگست سنہ ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین رہ چکے تھے[۵۱] سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین قلعہ ی نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوئے تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہیسٹنگز کے لکھنے کے موجب شاہزادے کو کمال آبرو کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور ۲ گھوڑے کرم قلی خان پسر منیر الدولہ کی معرفت برائے استقبال روانہ کئے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنین تلنگون کی اور کئی سو سوار اور تحائف مذکور لیکر روانہ ہوا جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا۔ اور باعزاز و اکرام سے اپنے ساتھ لائے

[۵۱] دیکھو جام جہان نما

اور ۲ ہزار روپیہ ماہوار مطبخ اور کارخانجات وغیرہ کے لئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل میں ٹھیرایا۔
گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی پتنگ بازی و آتشبازی و خورد و نوش میں دم بکم گھلی
ملی تھی۔ مگر کچھ مہینے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اطلاف بہت تھا
ایک لکھنوی طوائف کرمین نام سے دونو کی صحبت میں آنکھیں لڑگئیں اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم
صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازوں
وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخر کار شاہزادے نے بنارس میں جا کر قیام کیا۔ جبکہ وارن ہیسٹنگز اپنے
عہدہ گورنری سے مستعفی ہو کر کلکتے سے چلے گئے اور لارڈ کارن والیس اونکی جگہ مقرر ہو کر آئے اور سنہ [illegible]
ہجری میں لکھنو کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ میں بنارس کے اندر شاہزادے سے
ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی
ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کر کے اپنے مقام کو لوٹ آئے گورنر جنرل نے دوسرے دن
سعادت علی خان کے قیامگاہ پر جا کر رسم بازدید ادا کی نواب صاحب نے اونکی ضیافت کی جب شاہزادہ جوانبخت
گورنر جنرل سے ملنے کے لیے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواصی میں ہاتھی پر نواب سعادت علیخان کو تو
نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا تھیں
جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل
سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے میں دے گئے تھے
اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہیے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنو کا قصد رکھتے ہیں اور میں بھی وہیں جاتا
ہوں وہاں پہنچکر یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنو کو گئے اونکے پیچھے پیچھے
شاہزادے بھی لکھنو کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ
نے لطائف الحیل کے ساتھ ان اضلاع کے دینے سے انکار کر دیا اور شاہزادے سے ظاہر و باطن
میں ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری میں رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلیئے گورنر جنرل کے
مشورے سے اکبر آباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری
کہ شہزادہ جوانبخت اکبر آباد کی طرف جا رہے ہیں تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد میں بلالیا۔ کچھ دنوں
یہاں رہکر شاہزادے رخصت حاصل کر کے ۲۲ ربیع الثانی سنہ [illegible] ہجری کو اکبر آباد پہنچے مگر یہاں
اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنو کا عزم کیا۔ اور ۵ رجب سنہ [illegible]
کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنو میں آئے۔ اور وہاں سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی تیز

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ بیس ہاتھی تھے ۔ بنارس پہنچکر ماد ہوداس کے
باغ مین قیام کیا ۔ گورنر نے سولہ ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کی حسابات
ملکی سے جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان سنہ ۱۲۰۲ ہجری کو عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوکر
انتقال کیا ۔ نواب سعادت علیخان اور ریذیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوئے

وقائع عالم شاہی مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین **شاہزادہ سلیمان شکوہ**
مخفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکھنؤ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۲ جمادی الاخرے روز سہ شنبہ کو مقام
بریلی مین راجہ صورت سنگھ اور راجہ جگناتھ اوسکے داماد نے ملازمت شاہزادے سے مشرف ہوکر
ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیے نذر کیے ۔ شاہزادے نے صورت سنگھ کو اپنا خاص دوپٹہ اور اوس کے داماد کو
دوشالہ عطا کیا ۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنر جنرل خود لکھنؤ مین آئے ہوئے تھے ۔ ۷ جمادی
الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ اور عماد الدولہ [illegible] صاحب بہادر جلادت جنگ
گورنر جنرل کی عرضداشتین پہنچین اونکے ساتھ شاہ عالم کے شقہ جات کی نقل بھی تھی جو شقہ ان
دونون رئیسون کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ مرشد زادہ بے استرضاے اقدس چلے آئے ہین
شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکھا دیا جس سے انکی تشویش رفع ہوئی ۱۳ جمادی الاخرے کو
راجہ گوبند رام وزیر کی جانب سے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے اپنے موکلون کے
عرائض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے اونہون نے تین ہاتھی مع عماری ہاے سلیمانی دار اور نقری
جوہون کے اور نشان وہان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کیے اور جبکہ منزل مہان مین شاہزادے
نے یہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لانیکے
لیے روانہ کیا ۱۴ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گھوڑے اور ماہی مراتب
و نشان وہان شاہزادے کی خدمت مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سردارون نے عطاے
شایستہ سے سر مفاخرت بلند کیا ۔ ۱۸ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکھنؤ مین داخل ہوتے اور وزیر کے
دولتخانے پر تشریف لے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گھوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جواہر
اور کپڑون کے خوان اور ہتھیار پیشکش گذرانے شاہزادے نے قبول کرکے اور مقام پر چلے گئے جو
اونکے ٹھہرنے کے لیے تجویز ہوا تھا ۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ آصف الدولہ
نے شاہزادے کے مصارف کے لیے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ بھی لکھنؤ مین آئے تھے ۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت مین مبتلا تھے کچھ دونون مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مدنظر تہا ویسی مدارات ظہور مین نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سولہا ہزار روپیہ بنارس مین اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے شاہ عالم بادشاہ کے باورچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بہیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے چھہ ہزار روپیہ اور سکندر شاہ کے لئے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادت علیخان کی مسند نشینی کے وقت جو عہدنامہ ہوا تہا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان بنارس کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارنوالس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور انگریزوں کا نواب کے ذمے سے گھٹا دینا

جبکہ مسٹر ہسٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوتے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۸۶ع مین براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوتے ۹ ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے مین پہونچے ایک دن وہان ٹھیر کر آگے کو کوچ کیا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تہا کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالین۔ اور فتح گڈہ کے برگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہسٹنگز صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالین۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نو برس سے چوراسی لاکھ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیتے تھے سنہ ۱۷۷۵ع کے عہدنامے کے مطابق اونکو ۳۱۲۰۰۰۰ روپیہ اور سنہ ۱۷۸۱ع کے صلح نامے کے موافق ۰۰۰۰ ۳۴ روپیہ دینا چاہتے تہا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان کمپنی نواب اودہ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اوس کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گہٹا کر ایک پورے برگیڈ کا خرچ انکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکھون کا خوف اودہ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اونکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو

گورنر جنرل کے اجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایکدوسرے
کے پاس پہنچا دین موقوف کردیا اس اجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط اجنٹ کی تنخواہ
۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیس ٹنگز صاحب جب لکھنؤ مین آئے تھے تو اون کا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا
وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ کارنوالس نے روپئے تو گھٹائے کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمے
رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ سنہ ۱۷۸۱ء مناسب تصور نہین
ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۷۸۷ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ
کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور
اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا
چاہئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ
اسپر متوجہ رہی ہی کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان
تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور
اور اوس مین غیر کا حملہ ممکن ہی اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہو سکتی اسلئے
مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب
ہین۔ فوج مقیم فتحگڈہ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ چنارگڈھ سنہ ۱۷۸۱ء کے مطابق ہوئی ہی
مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست نکی جاسے بلکہ وہان مقیم رہے مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون
کہ آپ کا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد
ہوگی۔ اگرچہ بالفعل کوئی فوجکشی آپکے ملک پر خیال مین نہین ہی مگر آخرکار آپکے ملک کی حفاظت
فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی۔ اور جب تک فوج آپکے ملک مین رہے گی اوسوقت تک کوئی
خیال فوجکشی بھی آپکے اوپر نہ کرے گا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت
اکثر جنگ گاہون مین آزمائی گئی ہی یہانتک کہ جب اوس کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی
زیادہ تھی تاہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہی۔ اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر
زورآور رہیگی اور فتحیاب ہوگی۔ مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ ہوا کرتا ہے تو عقل
و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن الوقوع عمل مین آئے تاکہ یقین فتح ہماری طرف
عائد ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ کچھہ نسبت کمپنی کی فوجین اور آپکی فوجین نہین ہی اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوجکے
آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہین رہسکتا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راستی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور قوا
پر اعتبار کلی تھا وے انکے مقابلے مین جو دعا اعد جنگ کچھ نہین جانتے اور مجھے شک نہین کہ آپ خرچ زائد
اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہی اس واسطے مین بلا تامل صلاح دیتا ہون
کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برخاست کرینگے جسقدر اس لائق کار آمد فوج کے قیام سے واسطے مکتفی
ہوگا - اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لئے ضروری ہی وہ آپکے ملک مین صرف
ہوتا ہے - اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہی کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو - اور آپ کو اس امر کا
یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین دیکھو فساد اور خرابی ہو رہی ہے
مگر آپ کے ملک مین امن و امان جاری ہے اس صلاح کی تائید مین اور بہت سے دلائل قوی تر
بیان ہو سکتے ہین - مگر میری رائے مین جس قدر ابتک بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہین اور اوس سے
آپکی رائے مین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی - اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا
میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زاید جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی
حفاظت کے باعث سے ہوتا ہے نہ دی جائے اور جو حساب میرے پاس ہی اوس سے ظاہر ہے کہ
پچاس لاکھ فیض آبادی سکہ سولہ سنہ کا خرچ ہوتا ہے - اسی روپیہ مین نواب سعادت علی خان کا وثیقہ
اور [illegible] ہیلو کی تنخواہ اور ریزیڈنٹ متعلق گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین - الغرض میری
تجویز اور نیت یہ ہی کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے اب سے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ سے
نہ لیا جائیگا - اور کسی طرح کا مطالبہ نہوگا - اگر آپ بعد ازین کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرینگے تو اوسکا
خرچہ واجبی اسکے سوا آپکو دینا ہوگا اور اگر کبھی ہر دو برگید یا رسالہ سوارون مین سے واپس طلب کیا جائیگا
یا فوج مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کرکے آپ کو دلاؤنگا - اس نظر سے کہ اس عہدنامے
کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف رائے کی باقی نرہے - مین آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون
کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ بلا زیادتی یا کمی رسالہ یا دگان کی تو یہ
شرائط مانع اوسکی نہوگی - اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع نہو اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کی غرض
کچھ زیادہ آپسے مطالبہ نہوگا ایک ریزیڈنٹ جیسا اب ہی آپ کے دربار مین رہیگا - مگر چونکہ برای
تسلی کی اور میرا ارادہ ہی کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نہ کی جائے - اس لئے احکام
تاکیدی ریزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے - اور نہ کسی رعایا سے انگریزی
کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوی بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے پیش

کرانے گا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ کے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکارون کے سپرد
رکھونگا مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلا حجت وقوع مین آئے مین صلاح دیتا ہون
کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین - اور اگر مین کسی کو ایسی
اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جاوے گی - اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری
کے آپکے ملک مین جا کر رہے تو آپ اوسکو زبردستی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب رزیڈنٹ
کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیجدین - مینے حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی
کا حال جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان مین ہے مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل لکھنا مناسب
مقصود ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے ملک کے لوگون نے خود غرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ
انگریزی مین گئی تھین جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ اسکا انسداد ہو
اور پہلے کچھہ توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے - مگر چونکہ دوستی باہم مشہور ہے - اس لئے اگر آپ انصاف
کو کار فرماوین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہے - فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ خیارگرم
کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی رزیڈنٹ وہان سے اب خواہ بعد اختتام سنہ ۱۱۹۴ فصلی کے
طلب کر لیا جاوے گا - اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نرہے گا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارے مین
بسبب اسکے کہ اب تک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین بھی مین آپ کی اطلاع دیتی
مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکھین گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو
فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی
روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گذارے کے لایق علیحدہ کر دینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی مان اور
بھائی دل دلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی
ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ تجویز ہو - مشہور ہے کہ دل دلیر خان
کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دل دلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہے اوسکی وجہ سے
اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہوگی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھاویگا
اسلئے مجھے امید ہے کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگون کی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو
علیحدہ صاحب رزیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین - اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان
مین ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہے - مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ
آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو - مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا ضرور ہے - مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پائے گا آپ اوس تاریخ کو تمام لقایائے تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہے۔ اور رزیڈنسی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا خرچ ادا۔ نیز رز لقایائے مسٹر اندرسین ادا کردین اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے صاف ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے طور پر آپکے ذمے تصور نہ کیا جائے گا۔ جو مطالب کہ آئین لکھے گئے ہین اونکے بارے مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سی ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون سرکارون کا دوست ہے۔ اور چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر اعظم ہے اسلئے مینے اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز تصور کرکے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری رائے مین فوائد طرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری رائے مین اوس سے کہنا بمنزلہ آپکے ساتھ کہنے کے ہے۔ مگر چونکہ آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضروری ہے اسلئے مینے مناسب تصور کیا کہ علت غائی اوسکی اس تحریر مین درج کرون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے بیان کرے گا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل اور اپنی کمیٹی طرفسے کرونگا۔ طلسم ہند مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کرور روپیہ کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تھا اونھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کونسی نایاب شے نواب وزیر کے پاس اپنی طرفسے روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرفسے پہنچا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سی نہین قبول کئے کہ وہ ولایت مین انجیل اوٹھا کر آئے تھے کہ مین ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا۔ اور اونھون نے صراحت کے ساتھ حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کردیا حیدر بیگ خان تھوڑے دنون کلکتے مین رہکر گورنر جنرل سے رخصت ہوئے اور جس راستے سے لوٹے عظیم آباد مین باقی پور کے پاس چند روز توقف کرکے لکھنؤ پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اس کا تخمینہ ایک لاکھ روپئے صرف کیے بعض اس سے بھی زیادہ بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب آصف الدولہ حیدر بیگ خان سی بہت خوش ہوئے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی ۱۷۸۶ء مین اونکو لکھا کہ آپ کی وہ شاہانہ تحریر پہونچی۔ مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپ کا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام

مداخلت نہ ہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی
اور شخص آپ کا ماتحت کسیطرحکی مداخلت کرنے پائے گا اور میرے ملک کی حکومت میرے
اور میرے اہلکاروں کی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر بیگ
خان نے اون سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کاموں کے
بند وبست کرنے کا باعث ہوئے مجھے نہایت خوشی ہوئی مین ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور مین
خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھہ کر خوش ہوتا ہون اور اسقدر شکر کرتا ہون کہ اوس کا ایک شمہ
بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہیئے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی مین اور اون کے انتقال کے
وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے مین انگریزوں کی دوستی کامل اور مستحکم اور بے ریا رہی ہے
اور اللہ کی عنایت سے آیندہ یوماً فیوماً ترقی پر ہوگی۔ اس وقت مین ایسا سردار صاحب علم و خبر اختیار
کل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا مین سمجھتا ہون کہ ایسے رئیس کا
ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی
کے موافق سرانجام پاوینگے فوج مقیم فتحگڈھ کے قایم اور جاری رہنے کے باب مین جو آپنے
تحریر فرمایا ہے کہ وہ مثل سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا باوجودیکہ میرے ملک کا خرچ صرف
اس فوج کے سبب سے سال بسال ہوتا ہے۔ سابق مین جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ
اس بارے مین ہوئے ہین اور جس طرح پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سب سے
آپ بخوبی واقف ہین۔ بہرحال مجھکو آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ
اوس کا حسن و مفصل حال بیان کرون۔ مگر مینے سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہین یہ میری
عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس
وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہربانی حاصل کرون بعد اوس کے آپ مہربانی
والطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرماوینگے جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی
منظور ہو اس لئے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لئے مین منظور کرتا ہون کہ
جو فوج اب فتحگڈھ اور کانپور مین ہے وہ بدستور قایم رہے اور اپنے بھائی سعادت علیخان اور
سرداران روہیلہ کی تنخواہین اور رزیڈنٹی اور دوسرے انگریزون اور صاحب رزیڈنٹ ہمراہی
مہاراجہ سیندھیا کے اخراجات اور ڈاک کا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھہ روپیہ مقرر کردیا ہے
کہ مین دیا کرون یہ مجھے بھی منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھہ سے

زیادہ نہوگا اور اگر کسی طرح سے مطالبہ اسکے سوا نہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی ان دو بریگیڈ مین سے یا رسالہ سواران مین سے واپس طلب کئے جائینگے یا زیادہ کمی اون فوجین ہوگی تو کمی خرچ کے مطابق روپیہ کمی کا اس پچاس لاکھہ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کرکے فرد قسط بندی ارسال کرتا ہون۔ اور مجھے یقین ہی کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا۔ آپکے مہربانی نامے کے امر کا جواب بننے نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ سننے مین آیا ہے کہ آپ ضرور اس نواح مین تشریف لائینگے بس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاے گی اب یہ خیال کرکے کہ آپکے حکم کی تعمیل اور آپ کی رضا جوئی اسم رابطہ دوستی سے ہے مینے اپنی منظوری تحریر کی۔ فرخ آباد کے بارے مین آپ تحریر فرماتے ہین کہ وہ بدستور سابق میرے ماتحت رہیگا اور رزیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اوسوقت خواہ سنہ ۱۱۹۶ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہیگا۔ اور نہ کوئی اور اوسکی جگہہ مامور ہوگا۔ اور آپ حکم دیتے ہین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھہ مہربانی سے پیش آؤن اونکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور ضلع مذکور کا مناسب مقصود ہو تو معقول پنشن نواب مظفر جنگ کے لئے مقرر کرون۔ اور نواب مظفر جنگ کی مان اور اونکے بھائی دل دلیر خان اور راے دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دلی گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہی یہ ضرور ہے کہ کچھہ گذارہ اون کا بلا واسطہ نواب مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی اونکے ساتھہ ظاہر ہے اور دل دلیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوسکی حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اوسکو تکلیف ہوگی مین اوس کے واسطے کچھہ گذارہ مظفر جنگ کی پنشن مین سے مقرر کرکے لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت اوسکو دلایا کرون مین ان سب امور مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی مان اور دل دلیر خان اور راے دیپ چند کو رزیڈنٹ کی معرفت گذارہ دلایا کرونگا۔ اور اونکو حفاظت مین رکھونگا۔ ابتک کہ ملاقات حاصل ہونے تک تحریرات سے معزز اور مسرور ہوتا رہون۔ اس خط کے ساتھہ پچاس لاکھہ روپیہ کی قسط بندی بھی بھیجی گئی تھی۔

حیدر بیگ خان نے اپنی طرف سے بھی ایک عریضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہی۔ سابق مین ایک عرضی اپنے لکھنؤ مین پہنچ جانے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظہ مین گذری ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اوس سے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے دامنِ راے عالی ہوگا حضور نے اونکے امور میں
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے - اور یقین ہے کہ آئندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے - ایک فرد قسط بندی زر اخراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہی اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسقدر
وو مینول صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری سنہ ۱۷۹۸ء تک تو حضور کو چاہئے بھیجتا ہون اور دو ہنڈیان
اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری سنہ ۱۷۹۸ء
تک ہے بھیجتا ہون یہ سب حضور کی ملاحظہ مین گذرینگی - چونکہ مجھے یہان بہت عرصہ ہوگیا پہلے
اکثر طریق کارروائی مین بدانتظامی واقع ہوئی ہے اور توقف اور اہمال بھی زر سرکار کمپنی کی ادائی
مین ہوگیا اور اب کہ مین یہان آگیا ہون اور فصل کے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین سرکار کے کام مین مصروف
ہون اور اللہ کی مدد اور حضور کی عنایات سے ہر ایک کام کا انتظام ہوجائیگا اور جو زیادتی کپتان
ناربر صاحب اور دوسرے صاحبان انگلیز کا ہے وہ جسقدر بعد تحقیقات آخر ماہ فروری سنہ ۱۷۹۸ء
تک ہوگا - ہنگام وجوب تک ادا ہوجائیگا - روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتدای مارچ ۱۷۹۸ء
سے جون سنہ ۱۷۹۸ء تک سرکاری خزانے مین داخل ہوگیا اور آئندہ اللہ کی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امیدکہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا رہون -

گورنر جنرل کی لکھنؤ مین تشریف آوری - عہدنامہ تجارت

لارڈ کارنوالس صاحب آپ بھی لکھنؤ مین آئے - سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
علی قدر مراتب حسن و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی - تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کئے اونھون نے کچھ نہ لیا اور وہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے کو گئے تو اونھون نے ولایت فرنگ
اور انگلستان کے تحفے نواب کو دئے نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہو کر بنارس کی طرف راہی ہوئے -
سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین ایک عہدنامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی رو سے
ایک محصول مقرری قیمت اجناس پر لینا تجویز ہوا - اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کہ محصول گذارات کا نہ لیا کرین -

امیر الدولہ حیدر بیگ خان کی وفات ۔ ملکی انتظامات

یہ شخص مدت تک اودھ کے انتظام مین مصروف رہا نواب وزیر کا خیر طلب تھا تشخیص اور تحصیل کا کام خوب کیا رعایا بھی راضی رہی ۔ مگر فوج و سپاہ مین انگشت نما تھا فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کلکتے جاکر ایسا معاملہ درست کہ کوئی صاحب حکم فرنگی نواب کے علاقے مین نہین رہا مگر اسقدر خرابی کی کہ سپاہ کی تنخواہ کم کردی اور ملک کی خبرگیری نکی حیدر بیگ خان ایک سال سے ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا تھا ۔ مگر دو تین مہینون سے دستونکا ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت جاتی رہی علاج سے کسیطرح نفع نہوا اسلئے اوائل ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین سنبھالا چل کا شکار ہوا کشمیری باغ واقع لکھنؤ مین دفن ہوا ۔

تاریخ وفات

زین جہان نواب حیدر بیگ خان ۔ عازم ملک عدم گردید یاسے

سال تاریخ وفاتش بہر عقل ۔ گفت رحلت کرد امیر الدولہ وائے

اپنی وفات سے پہلے اوس نے اپنی تمام نقد و جنس کی فرد تیار کرا کے نواب وزیر کے پاس بھیجدی اور لکھا کہ یہ مال سرکار کا ہے چاہین لین اور چاہین بخشدین ۔ اکبر علی خان اپنے دونون بیٹون کو نواب کے سپرد کردیا ۔ اونکے متروکات مین بیس یا لاکھ روپیے کے قریب نقد و جنس تھا لڑکے بھی کم سن تھے چونکہ نواب وزیر حسن خدمات حیدر بیگ خان سے معترف تھے اسلیئے وہ مال و اسباب ضبط کیا اوسکی اولاد کو بخشدیا اور اوسکی تنخواہ بھی اوس کے بیٹون پر مقرر کردی ۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ کے بعد راجہ ٹکیت رائے کی فات پر نظم و نسق کاروبار کا مدار ہوگیا جو سابق مین چارون صوبون کا دیوان کار پرداز مالی و ملکی تھا ۔ اور اوس کو وزیر نے مہاراج ادھراج زندر راجہ ٹکیت رائے بہادر کا خطاب دیا اور راجہ دہنپت رائے خزانے کا کام کرتا تھا اور راجہ لالہ رائے پیش کار بخشی گری کا کام کرتا تھا ۔ گیان پرکاش مین نواب آصف الدولہ کے عہد کار پردازون کا اسطرح تذکرہ کیا ہے کہ راجہ خوشحال رائے پسر راجہ نول رائے الہ آباد کا صوبہ دار رہا اور راجہ بھگوانداس کا بیٹا رائے بہادر سنگھ اور چھوٹا بیٹا رائے بالکرام دونون جھاؤلال کی رفاقت مین کام کرتے ہین اور کارخانجات کے کامون پر مامور ہین اور راجہ بھگوانداس جو راجہ جھاؤلال کا بڑا دوست تھا خطاب راجگی کے ساتھ سرفراز ہوکر بریلی و روہیلکھنڈ کا صوبہ دار رہا ۔ اور راجہ بولاق رائے کہ راجہ ٹکیت رائے کا رشتہ دار ہے تمام کاروبار مالی و ملکی مین اوسکی ذات پر بھی دارومدار تھا اس شخص نے امام باڑہ اور مسجد بنائی تھی ۔

نواب آصف الدولہ کا لکھنؤ مین ایک عالیشان امام باڑہ تعمیر فرمانا اور نجف اشرف مین نہر لانیکے لئے روپیہ بھیجنا

نواب نے سنہ [illegible] ہجری مین ایک عالیشان امام باڑہ اور ایک بڑی مسجد اور رومی دروازہ تعمیر کرایا ان عمارتوں کی چھتوں مین ایک ستو بھر لکڑی کا نام نہین سب چھتین ڈاٹ کی ہین - امام باڑے کے دالان کا طول ساٹھ گز اور عرض بیس گز تھا اور رومی دروازے کی بلندی چالیس پچاس گز سے اونچی تھی - لاکھون روپیہ کا قیمتی اسباب امام باڑے مین سجایا گیا اور کانچ کا سامان ایک لاکھ روپیہ کا ڈاکٹر فلنٹ صاحب کی معرفت طلب کیا - مگر نواب کی رحلت کے بعد یہ اسباب لکھنؤ مین پہنچا - مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ جس زمانے مین اس امام باڑے کی تیاری شروع ہوئی تو اوسوقت سخت قحط سالی تھی غلہ روپے کا آٹھ سیر بکتا تھا - شاعران نے اسکی تاریخین لکھی تھین یہان بھی اونمین سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے ؎ و کربیر شہید کمباب آصف جاہ ✤ ہزبر جنگ خدیو جہان کلاہ کبار ✤ رفیق گشت چو توفیق حق بنا کردش ✤ امام باڑہ گردون مبان بہشت آثار ✤ بگوش اہل جہان گفت عقل تاریخش ✤ رواق عرش جناب آئمہ اطہار ✤ دیگر بقعہ شاہ کربلا آل نبی ابن علی ✤ دیگر بزمگاہ شہید راہ خدا ✤ دیگر مقام آل ہمبر مقام محمود است ✤ گیان پرکاش کا مولف آصف الدولہ کی تعمیر عمارات کی بڑی تعریف کرتاہے وہ کہتا ہے کہ نواب نے دریاے گومتی کا پل بنوایا اوسکی تاریخ صراط مستقیم ہے - باغ اور باغیچے اور صدہا بارہ دریان اور نہرین اور حوض اور پانی کے خزانے اور فوارے اور حمام خشتی و سنگین اور شیشہ کا محل بے مثل اور ہاتھی دانت کا بنگلہ بنوایا - اور نواب نے سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت نہر فرات سے ایک نہر نجف[1] اشرف مین

---

[1] اور بعض نوشتون سے کربلا مین نہر کا بنوانا پایا جاتا ہے اور میر محمد اعظم الہ آبادی کی نظم سے مشہد مین نہر جاری کرنا ثابت ہے مشہد ایک شہر کا نام ہے ایران مین واقع ہے پہلے زمانے مین طوس کہلاتا تھا - حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام کا مزار مشہد مین ہے اسلئے مشہد مقدس کہلاتا ہے ۱۲ منہ

لانے کے واسطے بھیجا اس کام میں مدد کے لیے مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا تخطرہ رفع ہو گیا ۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھا اوس نے ایک علم دریاے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ مجکو خواب مین یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھہ مین جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کر کے اوس مقام پر گیا اور زمین کو کھود کر وہ علم نکالا اور گھر مین کہ رستم نگر کے اندر واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان ودل سے شہداے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لیے فقیر بیگ کے گھر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے ۔ شیرینیاں اور نیازیں حاجتمندوں نے حاضر کرنی شروع کیں جب فقیر نے قضا کی تو اسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکھا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم مین زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت کی عوض کھپریل تھی ۔ عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد مین تعمیر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ مین لکھا ہے اوسکی آمدنی کچھہ خادموں کے حصے مین آتی تھی اور کچھہ سرکار مین داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ مین بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والونکے سوا ہزاروں تماشائی اور شہر کی پری پیکر حور العین بن ٹھن کے جمع ہوتی تھین ۔ سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دہوم دہام سے رہا ۔ اب بقول شخصے ؎ آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ۔ ارباب شہر اتنا لکیر پیٹتے ہین نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرایش وزینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت راے کا کلکتہ کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ تکیت راے کو کلکتی
کو گورنر جنرل کے پاس بہیجا چنانچہ یہ دونون اوایل شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین عید الفطر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے رخصت ہوکر پندرہ سولہا ہزار سوار اور دو ٹولیون کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر تہہرے
متصل ٹہیرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیان بہی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہوئین
اسی مہینے مین یہ دونون صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوے غازیپور
اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہان صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت جسکے ساتھ مالاے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تہا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنون علیل تہا۔ اس لیئے خود نہ ملا وہان سے کوچ
کرکے سلخ ذیقعد کو داناپور کے متصل پہنچے یہان کے حکام انگریزی سول و فوجی سے ملاقات کی
وہان سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد مین باغ جعفر خان المخاطب بہ مرشد
قلی خان مین ٹہیرے پہر وہان سے چلکر آخر ذیحجہ مین مرشد آباد پہنچے اور عشرۂ محرم کے دن یہان
کیئے اس مقام مین سرفراز الدولہ نے مسافرون محتاجون اور سیدون کو بہت کچہ دیا یہان انگریزون
سے بہی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہین خلعت عطا کیئے۔
پہر یہان سے روانہ ہوکر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے
کئی ملاقاتین ہوئین۔ گورنر جنرل نے دونون کو کمپنی کی طرف سے خلعت تکلف دیے۔ گورنر
تو وہان سے جہاز پر سوار ہوکر ولایت کیطرف روانہ ہوے یہ دونون جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظار مین ٹہیرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینہ تک وہان رہنا ہوا۔ جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے مین پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین ملنے
معاودت کی ۷۔ جمادی الاولے کو عظیم آباد مین پہنچے یہان تین چار مقام کیے اور غریبونکو
اپنی سخاوت سے فیضیاب کرکے لکہنو کیطرف چلے۔ اوایل ماہ جمادی الاخرے مین مقام
بہرایچ مین آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کی بعد لکہنو کو روانہ ہوے
یہ دونون ہمراہ تھے ۲۰۔ جمادی الاخرے روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکہنو مین داخل ہوگئے
اور دونون کو خلعت فاخرہ دیے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ مین ابتداے شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری
سے اوایل جمادی الاخرے سنہ ۱۲۰۸ ہجری تک پورا ہوا۔ دونون کا گذار پندرہ لاکہہ روپیہ

صرف کرکے پھر آئے سوائے اپنی راہ ورسم کے ارباب کونسل سے کوئی بات نواب کے فائدے کی ظہور مین نہ لائے۔

وزیر علی خان کی شادی

ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین نواب آصف الدولہ نے مرزا وزیر علی خان کی شادی کا سامان کیا یہ شادی اشرف علیخان ابن بندہ علی خان کی بیٹی سے قرار پائی تھی۔ یہ بندہ علی خان نواب برہان الملک اور نواب صفدر جنگ اور نواب شجاع الدولہ کے عہد مین داغ[۱] و تصحیح کی خدمت رکھتا تھا اس تقریب مین نواب آصف الدولہ نے بہت روپیہ صرف کیا صرف روشنی مین تین لاکھ روپیہ کا تیل جلا تھا ہزارون نقرئی گھڑے ساتھ مین تھے۔ اور آرایش کی ٹٹیان مقیش و بادلہ و تمامی سے آراستہ تھین یہ تمام سامان دولت خانہ سے سج کر جار باغ تک کہ درمیان مین تین کوس کا فاصلہ ہو گیا۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ آتش بازی نہایت نفیس تیار کرائی ایک قسم کا غبارہ تھا کہ آسمان مین بطور تارے کے جاتا اور ایک گھڑی تک وہان ٹھہرتا دو رویہ ٹھاٹر بنگلہ کر بولیا اور برج سے آراستہ کئے تھے۔ سات روز تک یہ جشن رہا اس شادی کے مصارف کی وجہ سے تمام چیزین بہت گران ہو گئین۔ غلہ اور تیل اور ہر قسم کا کرانہ اور کپڑا زیادہ قیمت پر چڑھ گیا۔ بیوپاریون کے پوبارے تھے۔ اس شادی کا صرف کم سے کم بیس لاکھ اور زیادہ سے زیادہ چالیس لاکھ روپئے تک بتاتے ہین۔ نواب مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد اور محمد علی خان ولیعہد نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی ایک ماہ پیشتر سے مہمان آئے تھے۔ موزون نے آصف نامے کے آخر مین ایک مثنوی اس شادی کے حال مین لکھی ہے اور اس تاریخ یون موزون کی ہے ؏

ازین عقد عالم شاد شد ٭ دلم کرد موزون پئے فرط طرب
زمن سال تاریخ را چون طلب ٭ بیک بیت گفتم دو تاریخ نغز

[۱] عمدہ عمدہ گھوڑون وغیرہ پر انکی صحت کی پہچان کے واسطے نشان لگا دینے کو داغ کہتے ہین اور تمام جانورون مین سے جانچ کر عمدہ جانورون کے چھانٹنے کو تصحیح کہتے ہین۔ ۱۲
فرہنگ انتخاب شاہجہان نامہ منضمن شرح اردو انٹرنس کورس۔

سخن را بر آورد مازپوست مغز + دہی ہمت یارب این عقد را + کہ گرداند از خلق واعقد را
زروئے اتفاق وز نیرو داد + کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد + دگر سال تاریخ آمد بگفت +
قران دو کوکب بہ برج شرف + اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چہوٹا اور متبنی تہا مرزا جنگلی کی بیٹی سے شادی کی - اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتہا - ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی -

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اونکے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷ - ذیحجہ ۱۲۰۸ ہجری کو مسند نشین ہوے ۱۳ محرم ۱۲۰۹ ہجری کو افسران فوج نے اونکی
بے نوشی ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور قید کرکے
اونکے چہوٹے بہائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کردیا - جام جہان نما مین لکہا ہے کہ جبکہ
استغاثہ قتل نواب محمد علیخان بوکالت صاحبزادہ مصطفی خان ابن الہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علیخان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوے اور رامپور کے افسران فوج کو لکہا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کرکے یہان
بہیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لئے لکہنو بلایا تھا - اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کرکے اونکو مروا ڈالا - اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جس کا یہ مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مارکر خودکشی
کرلی ہے شب کو اونکی آرامگاہ مین ایک فیر ہوا دیکہا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بہیجا اور اپنے چہوٹے بہائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا - فتح علی خان لکہنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا -
دیوان جہاؤلال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بہیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خطوط لکہکر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلا لوین تم کو ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات قبول کی روہیلکھنڈ گزیٹیر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے اونھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے لیکن مسٹر جیری انگریزی رزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہی بلکہ اوس کا بیان ہی کہ آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر اونکے باپ کی حین حیات تھی۔ آصف نامے کے مولف نے بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا وہ نظم یہ ہے ؎

کہ تا گہ بدرگاہ گردون مسیر	زنزد برادر کشش آمد سفیر
کہ پوزش گران گناہش شود	برابن آستان عذر خواہش شود
از ین در شود عفو جرمش مگر	جریمانہ بدرفتہ کو ہے ززر
برین آستان سپہر اقتدار	وسیلہ قاصدش رانشدان بار
پذیرا نشد عذر آن زشت خو	کہ سرزد چنین خون ناحق ازو
زناگرنزآن عذر بجا شنو چہ	کہ مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول	نگردید عذر گناہش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مولفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند سے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو بیش بہا تحائف بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین جو بیس لاکھ روپئے نذرانے کے بھیجے نواب آصف الدولہ تو کچھ نیم راضی سے ہو گئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی جانشینی سے انکار کر دیا۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجویز ٹھیری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا گنہگار اور بے گناہ دونون کو ہوتی ہے۔ نواب غلام محمد خان قصوروار تھے۔ مگر جو خاندان اونکے ہاتھ سے ستم رسیدہ تھا اوس پر ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا۔ سوا اس کے نواب فیض اللہ خان کے تین انتظام سے ورن کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ہے ملک کو ایک
ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تہا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت
اور ضمانت سے تہا اسلیئے اوسپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کرکے نواب غلام محمد خان سے
ملک نکال دے اسلیئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج
لیکر اوس بلوے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور معظم جنگ نامہ وہ جو شامین کہتا ہے
کہ اوس کے ساتھ کا نپور کا کمپو بھی تہا۔ عماد السعادت مین لکہا ہے کہ انگریزی فوجین دو پلٹنین
گورون کی اور بارہ پلٹنین تلنگون کی اور دو رجمنٹ ترک سوارونکی تہی اور معظم نے انگریزی فوجکی
تعداد چودہ ہزار بتائی ہے۔ جن مین سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری مین انگریزی
سپاہ کی تعداد پندرہ سولہ ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کرکے اوائل ماہ
ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری مین الہ آباد سے لکھنؤ کو آئے اور یہان تین مقام کرکے رام گہاٹ کوچ
کیا اونکی توپون کے عجیب و غریب نام ہین جو بعض شاعرون نے نظم کیئے ہین ہین اونکو یہان
لطف کیلئے بیان کرتا ہون۔ دہور دہانی۔ فتح بیکر۔ نہنگ۔ شیر پیکر۔ جرم آکار۔ ملک میدان
فتح بار۔ اجگر۔ قزلباش۔ کہنڈ دہاتی۔ کڑک بجلی۔ سرجیو۔ گہن گرج۔ سنگار دل۔ فتح لشکر
صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیری۔ حیدری۔ سلیمانی۔ بھلہری۔ مہتاب۔ غباری۔ انگریزیان
شترنال۔ کرنال۔ تہنال۔ اینمین سے سر شوبہت بڑی توپ تھی الماس خان خواجہ سرا بھی
اناو سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا و افسر تھے
ہنومان سنگہہ کپتان ہر نار سنگہہ دولم سنگہہ۔ بہوانی سنگہہ اور سالار جنگ کے دونون بیٹے اکبر علیخان
و قاسم علیخان اور عبد الرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان
و مرزا داروغہ جیب خاص اور راو بہولا اور راجہ بلاس رائے اور راجہ جگیت رائی اور راجہ
دہنپت رائے یہ سب امرا او رافسر ساتھ تھے سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکہا ہے
کہ مظفر جنگ رئیس فرخ آباد بھی ہمراہ تہا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بھی نواب وزیر کے
ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان
گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چھٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین
آٹھوین قریب نلہہ کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلین کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی
اور وہان قیام کیا۔ لکھنؤ کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ مگر اوس نے اس فتح مین شریک ہونے

کی سرفرازی کی کوشش نہ کی جب نواب غلام محمد خان کو اس چڑہائی کی خبر پہونچی تو اونہون نے
بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کرکے بریلی کی جانب کوچ کیا اور سید خان کو
ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چہوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد
عماد السعادت مین ۲۵ ہزار سے ۳۰ ہزار تک بتائی ہے اور لکہا ہے کہ توپون کے علاوہ بانون کے
بھی کئی جہکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹر مین چھبیس ہزار
بیان کی ہے۔ اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہے۔ اور معظم نے صحیح تعداد بتائی ہے۔ اوسکی
روایت کے موافق سرسٹھ ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہے کہ تیرہ توپین
بڑی بڑی تہین اور چالیس شترنال تہین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک
علاقہ اسپور مین ہوا اور یہان اوہنون نے سپاہ کو تنخواہ مین اشرفیان تقسیم کین۔ نواب صاحب نے
اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجے
جنرل صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ مطمئن رہتے۔ جب نواب آصف الدولہ یہان آجاینگے۔
تو مین صلح کرادونگا۔ مگر جسقدر خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہے وہ میرے پاس بہیجا دیا جاتے
اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑہائین۔ جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس بہیجا۔
تو افسران سپاہ کو جمع کرکے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑہانا چاہیے
خدا چاہے گا تو سب کام مین درست ہوجائیگا۔ مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون
کی بات کا اعتبار نہین جرنیل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکھی ہے کہ اونکی فوج جسنے
وزیر اودہ کی فوج بھی آکر مل جاتے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب نے یہی رای دی
کہ صبح کو آگے بڑہنا چاہیے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چھ
بھائی اور تہے جن مین نظام علیخان۔ فتح علیخان۔ حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس
پہونچ گئے تہے۔ کیونکہ انمین سے ہرایک ریاست کا امیدوار تہا اور انگریزون خفیہ عہد و پیمان
کرچکا تہا۔ اور اونکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان۔ کریم اللہ خان۔ اور قاسم علیخان اونکے
ہمراہ تھے۔ ملک اپنی ن ایک اور گل کہلا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو
پکڑ لایا ہے اس شخص کو مارپیٹ کر تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض
افسرونکی طرف سے جنرل ابرکرمبی کے نام بہیجے تھے۔ اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ آکر جنگ کیجیے
ہم طرح دیجائینگے۔ روہیلے اوسیوقت اون افسران نمک حرام کے ڈیرون پر چڑہ گئے۔ مگر یہ

افسر پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔
روہیلون نے اونکی رسد لوٹ لی۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوے اور اون کا دل ٹوٹ گیا
اور اب وہ ہر ایک کو تسکین دیکر کہنے لگے کہ جو کوئی اس جنگ مین شریک ہونے کی بہ خوشی وہ
چلا جاے میری طرف سے اوسکو اجازت ہے۔ اور جسکو رہنا ہو رہ جاے میری طرف سے کسی پر جبر نہین
پٹھانونکی فوج تین روز مین میرگنج پہونچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دوجوڑہ کو عبور کرنے لگی
انگریزی فوجنے بھی بریلی سے آگے بڑھکر اوس سے سات میل یہان کی طرف سنکہا کے پل سے
پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ شنبہو ناتھ بھی با جنہزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوجکے ہمراہ تھا
جنرل ابر کرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کرکے دوجوڑہ کو عبور کر آے
تو اوس نے ناخوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تھا بلاکر کہا کہ
نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست
ہوگیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا۔ اب
نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑھے
اور موضع بہثورہ کے کھیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے
دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج (دیام فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخر کار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴۔ اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۰۔ ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکہا کے مغربی کنارے
پر دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمر بندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گھوڑے پر سوار
ہوکر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تاڑ ہا دیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بہثورہ کے سامنے
میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تھوڑا تھوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی
جماعت کو چھپاے ہوے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا۔

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی
فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلے کے لئے تیار کیا۔
اور اونکی فوجنے آگے بڑھکر جنگل پر قبضہ کرلیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور
نواب کی فوجین بہی بان بھی چھوڑنے لگے اتنے مین انگریزی فوجین سے کپتان رامزی کو
ہندوستانی رجمنٹ (ترکسواران) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دہاوا کرنے کا حکم ملا۔ مگر
کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھول گیا۔ یا گھبرا گیا۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب
کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ مذکور انگریزی فوج کے محاذ مین ہوکر گذرا اس حالت کو
دیکھکر بخش خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سوارون کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے
کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کیمپ تک تعاقب کرتے
ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست یافتہ جماعت انگریزی کیمپ کی
داہنی طرف بھاگ کر آئی۔ لوگ توپون کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے
انگریزی بھاگے ہوئے رسالون اور باقیماندہ بائین بازو کی فوج کو لفٹنٹ گاہن اور رچارڈ
سن نے دوبارہ درست کرکے صف آرا کیا۔ لیکن روہیلے غول باندھکر انگریزی کیمپ مین گھس آئے
اور تلوار نیزہ اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سیدھے ہاتھ مین
تلوار اور بائین مین سنگین لیکر ان لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکھا ہی کہ روہیلون نے
تلنگون کے سر اوڑانا شروع کیے اونکے زوردست و بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے
سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے لکڑی کی طرح دو ٹکڑے کردیے اور اگر بندوق کی نال
سر پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوجین اس سرے سے اوس سرے
تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کھڑے تھے وہین کھڑے کھڑے
کٹ گئے قدم نہین ہٹایا لڑائی سو کے قریب گورے اور پچاس سردار کام آئے اور ستر سو
کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور بعض کہتے ہین کہ گورے ڈیڑھ سو یا کچھ
اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگون
کی تعداد دو ہزار بتاتے ہین جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے
جاتے ہین یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برنگٹن کی یادگار مین ایک پتھر پر کندہ
کرکے وہان نصب کئے گئے ہین (۱) کرنل جارج برنگٹن (۲) میجر تھامس بالفن (۳)

کپتان جان موبی (۴) کپتان نارمنگلینڈ (۵) کپتان جان مرڈمنڈ (۶) لفٹنٹ اینڈریو کمنگر (۷) لفٹنٹ اینڈ منڈ ویلز (۸) لفٹنٹ ولیم منگلسمن (۹) لفٹنٹ جانسن ریچارڈسن (۱۰) لفٹنٹ جان بلمر (۱۱) لفٹنٹ برج (۱۲) لفٹنٹ ولیم آڈیل (۱۳) لفٹنٹ اڈورڈ بکر (۱۴) لفٹنٹ فائر ورڈ بکر (۱۵) لفٹنٹ جمیس بلفر - انکے سوا اور بہت سے یورپین اور ہندوستانی جہلے سوار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے - نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی کشتونکی یادگار کا پتہر نصب ہے مع اپنی بہائیون اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ در محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے ہاتھیون پر سوار کہڑے ہوئے اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی رجمنٹ کی شکست دیکھ کر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیئے تھے مگر جسقدر سوار ترک سوار ونکو لتاڑتے ہوئے انگریزی کیمپ مین گہس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ پہونچی اور وہ پٹھان جو لشکر انگریزی مین گہس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہو گئے تھے کہ یکایک جنرل ابرکرمبی نے گورونکی پلٹن اور چار توپین اور بڑے دو توپین پٹھانون کی سیدھی طرف گہما کر لگا دین - بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو جمع کر کے حلقہ باندھ دیا تہا - شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گہس گئی ہی کیونکہ منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنونکے کہیت مین پہلے سے چھپی ہوئی بیٹہی تھی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچھ فوج انگریزی کی کمکی تھی وہ آگئی اور معظم کا قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین بیٹھی ہوئی تہی جسنے اوس مین سے نکلکر ان لوٹنے والے پٹھانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراب اور گولے مارے کہ تہوڑے ہی عرصے مین پٹھانون کا چڑہا ہوا زور ایک دم ابلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے توپون کے منہ کا نوالہ ہوئے اور پٹھان یہ سمجھے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی ہے بجو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹہنڈے ہوتے ملبند خان کے سر مین دو گولیان لگیں اور ٹہنڈے ہو گئے - اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلون نے منتشر اور متفرق ہو کر بہاگنا شروع کیا - اور بے سری بہادری با قاعدہ جرات کو نہ پہونچ سکی اس ہنگامے مین محمد عمر خان بڑے سمجھدار اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان عرف جنگی خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہو گئے - بہتورے کی میدان کی رزم

انگریزی فوج کے منصب مین لکھی تھی ۔ انجام کار روہیلون کو کامل شکست ہوئی اور کوئی پٹھان میدان مین باقی نہ رہا بڑا باعث اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کا لڑکی جو پانچہزار آدمیون کے پیچھے کے ساتھ نواب کے ہمراہ کھڑا تھا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدہی تہا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین موافق تہا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہا وا کرنے سے انکار کیا اور میدان جنگ سے بہاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹہیرے یہ سنتے ہی دفعتہً میدان مین بہاگڑ پڑ گئی اور ایک دم مین میدان صاف ہو گیا ۔ نواب غلام محمد خان کے ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے اصرار سے نواب صاحب نے بھی مجبور ہوکر میدان چھوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بہاگے ہوے اور سردار ملے یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۸ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوے اور تمام خزانون اور بیگمات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوے ۔ رعایاے رامپور مین سے بہت سے شرفا اپنی عورتون اور بچون کو لیکر ادہر ہی کو چلے ۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام مغرور پٹھان پہاڑ کے ایک گہاٹے مین جو نہایت دشوار گذار جگہ تھی مقیم ہوے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے ۔ انتخاب یادگار مین لال ڈانگ مذکور ہے ۔ اور یہ محض غلطی ہی اور جام جہان نما مین انکا فتا جور مین پناہ گزین ہونا ذکر کیا ہے ۔ عماد السعادت اور قیصر التواریخ و منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان نے ریہڑ کی طرف پناہ لی تھی ۔ دُر منظوم سے بھی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

ره و این کوه را برگرفت ٭ در فتح چون آن مظفر گرفت ٭ نخستین مقامی به ریہڑ نمود ٭ که یک جا شود لشکر جنگ سود

پس آن شاه با اتفاق سپاه ٭ در آن دره بگرفت جای پناه ٭ بدانرا که دریای آن دره بود ٭ دم تیغ او برق کین می نمود

گرفته آن [illegible] از موحل ٭ که تا نا ید از خصم سیل خلل ٭

اور عباس خان عباس تخلص خلف زیارت خان نے اپنی سوانح مین لکھا ہے کہ مینے لاہور مین یہ خبر سنی تھی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ چلکیا مین پناہ لی تھی ۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام خنیا جور لکھا ہے اور یہہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے ۔ سر رابرٹ ابرکرمبی نے روہیلون کا دو جوڑا تک تعاقب کیا ۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے واسطے جنرل مذکور کو ایک روز وہان قیام کرنا پڑا ۔ اور زخمی بریلی کو بہیجدیے گئے ۔ اب لشکر آصف الدولہ کا

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تہا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبدالرحمن خان قندہاری اور ملا حسن خان کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب شرف الدولہ تہا اور فوج آصفی کا سب سالار تہا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوئے اور جہاؤلال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہمکو ہر وقت پہنچتی رہین نواب آصف الدولہ ابھی کٹرہ کمال زئی خان مین پہنچے تہے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبتین بجنے لگین جہاؤلال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہوکر میر گنج کو چلی گئی۔ اور شمبہوناتھ حاکم بریلی نے ملازم نجو خان اور بلند خان کے سر کاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے بریلی کو روانہ ہو چکے تہے لالے کہیڑے کے پل کے پاس سواری پہنچی تہی کہ شتر سوار نجو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور وہان سے واپس لاکر فتح گنج کے کہیڑے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ابرکرمبی کو کہلا بہیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہئے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور پہٹانون کی لاشین پڑی دیکہین تو راجہ جہاؤلال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرا دینا چاہئے۔ چنانچہ بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کراکے دفن کر دیا[له] اور زخمیون کو جمع کراکر مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہو گئے تو ہر ایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا[له]

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین عمن کوہ کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزونکے حوالے کر دینا۔ اور قید ہوجانا۔ آخر کار رہا ہوکر نجف کو جانا

[له] دیکہو آصف نامہ ۱۲ [له] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے بیرگنج مین انگریزی فوجیں آملے یہان سے دونون
فوجون نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جہاؤلال
نے آصف الدولہ کے تاکید سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ
انگریزی یا آصفی مین کا رامپور مین گہسکر کسی کو لوٹنے کہسوٹنے نہین اور حکم سنا دیا گیا کہ کوئی
لشکری شہر کے اندر نہ جاسے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہان
دو دن دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب مین کوچ کیا۔
یہ فوجین ربہرہ تک پہنچین اور میدان ٹیہ مین ٹہیرین۔ مولوی غلام جیلانی رفعت در منظوم مین
لکہتے ہین سہ

درانجا دو اسپہ بہ ربہرہ رسید بمیدان ٹیہ کمین آرسید

مگر روہیلون نے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر ٹیٹہ کو پہلے ہی لوٹ کہسوٹکر
تباہ کردیا تہا۔ انگریزی فوج نے روہیلون پر بہت کچہ گولہ باری کی مگر وہ ایسے مورچے لیے
محفوظ تھے کہ وہان مطلق نقصان کا اثر نہوا۔ جبکہ متفقہ فوجون سے بہاگ نکلے کو سوجے
سمجھ ہو سکے تو انگریزون نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے
اور صلح کریجئے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تہا آپکی جانب سے لڑائی
کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد وپیمان کریں تو مین آپکے پاس چلا آؤن
انگریزون نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کہٹکے چلے آئین یہان آنے کے بعد سب امور
متنازعہ فیصل ہو جائینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کی غرض سے
اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ مین روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
سفارت پر نصر اللہ خان ابن عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب
آصف الدولہ کی طرف سے جہاؤ لال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے نواب
غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے پاس
جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے
کہ ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قایم رکہنے کا کوئی صریح وعدہ نہین کیا گیا اسلئے کہ

سہ دیکہو جنگنامہ صفحہ ۱۲ ۔ سہ یہ بیان آصف نامہ اور در منظوم سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ در منظوم مین لکھا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام
محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین۔ مگر یہ
نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کر سکینگے۔ ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا۔ جب نواب
غلام محمد خان اس مبہم جواب کو پاکر امید بہاری سی مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ
جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام
کیا کہ راجہ کہستان کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے
کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین۔ راجہ نے اوسکی استدعا قبول کی۔ اور روہیلون کے
لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کر دیا۔ اور بہت سا غلہ پہاڑون کے نو روزون مین آگیا۔
آصف نامے مین لکھا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکھا کہ روہیلے قابو مین نہین آتے
اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے صلاح کرکے یہ تجویز
کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑھانا چاہیے تاکہ پہاڑ ونپر رعب پڑے۔ چنانچہ یہ فوج
آگے بڑھائی گئی۔ اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا۔ انگریزی لشکر کے پیچھے نواب آصف
الدولہ کی فوج کے آگے ٹھہرے ہوے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تھی۔ مگر
روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی۔ بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس
بات کا خوف رہتا تھا کہ روہیلے ڈیرون پر کوئی حملہ نہ کر بیٹھین یا شب خون مارین اور یہ ڈر بھی
شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہو گیا تھا۔ نواب غلام محمد خان نے اوس مقام دشوار گذار
کو ایسا حصار بنایا تھا کہ انگریزی فوج سے سر نہو سکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلہ کے
سردارون کو خط لکھے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے۔ جب نواب غلام محمد خان
کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کر رہے ہین۔ اور اونہون نے
میرے افسرونکو خط بھیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خط طلب کیے تو اول سعفر خواہ
تھے اونہون نے تو پیش کر دیے۔ مگر منافقون نے نہ دکھائے خطون کے آنے سے انکار
محض کیا۔ نواب نے یقین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست
دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجھا کہ حق بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین جاکر اوسکے
رحم پر اپنی جان کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا۔ جام جہان نما
مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین ہین

ایک تو پٹھانوں کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی - دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیرخواہی مین فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صیدخان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مراتب صلح کو طے کرلیوین جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد و پیمان نہین کیا - اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری صاحب نواب صاحب کو لانے کے لیے جاوینگے - اور ایک اقرارنامہ جرنیل صاحب کیطرف سے لکھا گیا اور وہ مہرون سے پختہ ہوکر صیدخان کو دیا - جو اوسے نواب صاحب کے پاس لیگیا نواب غلام محمدخان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کرکے کہا کہ میری جگہہ نصراللہ خانکو سمجھنا چاہیے مین انگریزی لشکر مین جاتا ہون - خیرادیش افسرون نے اونکی اس راے کو نا پسند کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہان جانے مین اندیشہ ہے - اس عرصے مین اسکاٹ صاحب کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر ٹھیرا رہا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے ساتھہ روانگی کو طیار ہوتے عمرخان بڑھو پہنچے اور نواب کے چھوٹے بھائی کریم اللہ خان ساتھہ ہوتے سپاہ نے اصرار کے ساتھہ روکا مگر نواب نے نہ مانا - اور کہا کہ اس معاملے مین تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون - میرے والد (نواب فیض اللہ خان) کا معاملہ بھی انگریزون کے توسط سے طے ہوا تھا - اور وہ انگریزون کے لشکر مین چلے گئے تھے اور تم اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جائیگا - اور بغیر کسی قسم کے قرار و مدار کے اسکاٹ صاحب کے ساتھہ روانہ ہو گئے - عماد السعادت مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمدخان چیری صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے - اور اونکے کیمپ مین ٹھیرے - اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ اور گورنر جنرل ہین اور یہ دونون اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بڑے اپنے بھائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے - نواب غلام محمدخان کے انگریزی کیمپ مین چلے آنے کے بعد نصراللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھہ قصبہ چور سفاعین جو دامن کوہ مین تھا ٹھیرے رہے اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب موصوف کے ساتھہ کیجائے تو مین اوسے بیگ کو مستعد ہوکر زور ڈالون - اور نواب

سلہ دیکھو سوانح محمد عباس مین زیارت خان ۱۲ عماد السعادت مین یونہی لکھا ہے ۱۲

آصف الدولہ جبری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کردین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سی صاف صاف کہدیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا۔ اور تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابرکرمبی کو عندالملاقات چند اشرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھی
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال وجواب ہوکر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمہ
مین جانے کے لئے رخصت کیا جو انکے ٹہیرنے کے لئے تیار تہا جب وہ اوس مین پہونچے
تو تلنگون کی تہوڑی سی فوج نے ہیکر نظر بند کرلیا۔ جب نواب نے اپنے باب مین کچہ سوال کیا تو
ایرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہنچے گی۔ ہر طرح کی آسائش کا
سامان ملیگا۔ مگر ملک نہین مل سکتا۔ اب نواب صاحب کے ہاتہ چارہ کچہ نتہا مجبور رہے۔
مخالف کے قبضے مین آگئے تھے۔ اوہنون نے اپنی فوج مین کہلا بہیجا کہ میرے اہل وعیال
اور خزانے کو میرے پاس پہنچا دو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
پہنچی تو اوس نے عبدالنبی خان پسر دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندھی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر بندوقین مارنے لگے اور رات کو بھی ستانے لگے۔
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سی کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روپیے تلف
کردینگے آپ مجہکو یا عمر خان کو چہوڑدین تاکہ خزانہ بربادی سے بچاکر آپ کے لشکر مین لے آئین
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چہوڑا۔ عمر خان کو چہوڑدیا۔ جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ مین
پہنچ کر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل وعیال کو انگریزی
لشکر مین بہیجدو۔ تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا نہین
کرینگے اور عمر خان کو بھی روک لیا۔ عمر خان کے ساتھ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے۔
عمر خان نے اونکو واپس کردیا۔ اور کہدیا کہ مجہی بھی سپاہ روہیلہ نہین چہوڑتی۔ انگریز
یہ خبر سنکر مشوش ہوے اور روساے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہم کو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور ہم سے جنگ کرنے تو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ۔ نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا۔ مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے
پاس بہیجدو۔ اسپر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہوسکتے۔ اسلئے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست مین اونکو مسند نشین کیا جاتے گا۔ البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی بہی جس کو منظور کروگے ہم اوسکو مقرر کر دینگے۔ مگر چونکہ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے اونہون نے اسطرح صلح پسند نہ کی بلکہ انگریزی فوج کو تیر و بندوق سے تنگ کرنے لگے انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود رہینگے روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آئینگے۔ اور صلح کیطرف کبہی مائل نہونگے اسلئے جمعہ کی شب کو آدہی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھا کر بہت سے سوارونکی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بہیجدیا جام جہان نما مین لکہا ہی کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہہ میرے کسی بھائی کو مسند نشین کر دیا جاے۔ انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال و اطفال و اعزہ و اقربا کو چہوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رامپور کو نہ جاونگا حج کا عزم کیا۔ ۲۶ شوال ۱۲۰۹ ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے۔ اور کچہہ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا۔ اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب ۱۲۱۲ ہجری مین کابل پہنچے اور وفادار خان کے ذریعے سے زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے۔ خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ مستقیم جنگ بہادر خطاب پایا۔ یہ واقعہ ۲۲- شعبان ۱۲۱۲ ہجری کا ہے۔

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کے لئے اون کے مورچونکی طرف بڑہا اودہر سے پٹھان بہی مقابل ہوے بندوقین مارنے لگے۔ چونکہ روہیلے ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تہا اسلئے اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوے۔ اگرچہ بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تھی کہ جنگ جاری رکہی جاے۔ مگر سپاہ برابر لڑتی رہی کہ اثناے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جہنڈی جنگ بند کردینے کی علامت کے لئے ہلائی گئی۔ بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے پاس گیا کہ یہ صورت اچہی نہین سب اعزہ و اقارب تمہارے رامپور مین موجود ہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہ ہی کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ
یہان بہیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جاویگا اور جس کو تم نائب تجویز کروگے
اُسے نائب ومختار ریاست بنایا جاویگا اس تحریر کو دیکھکر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوئے
اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے شکنجے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے
سے ہم یہان محصور ہین ہر طرح کی تکلیف اوٹہا رہے ہین اور یہان کی آب وہوا نہایت خراب ہے
بہت سے روہیلے تپ ولرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین قوم اور طاقت کو بیحد
نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دباتا ہوا ہمارے مورچون مین گہس آیا تو تمام عزت وناموس برباد
ہوجائے گی۔ بہتر یہ ہی کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجائے۔ اور نواب نصراللہ خان کی نیابت
کے لئے استدعا کیجائے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بہیجا کہ ہمکو
آپکے حکم کی تعمیل منظور ہی۔ اور ہماری خواہش ہی کہ مختار ونائب ریاست نواب نصراللہ خان
مقرر کئے جائین آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور پختگی اوسکی قسم سے
فرماکے بہیجدیجئے تو ہم سارا خزانہ بہی آپکے پاس بہیجدین اور اطاعت کو حاضر ہوجائین۔
انگریزون نے روہیلون کی درخواست بموجب یہ مضمون لکہ بہیجا۔ دوسرے دن نواب
نصراللہ خان عہدنامے کی تکمیل کےلئے انگریزان کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ
نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بہی رامپور سے لشکر مین طلب کرلیا تہا۔ بیگم نے بہی
یہی خواہش ظاہر کی کہ نصراللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کئے جائین۔ چنانچہ موضع چدیہ
کے گہاٹ مین ۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو عہدنامہ تحریر ہوا۔ اس آصف نامی مین
جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکہا ہے جس سے سنہ ۱۲۱۰ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک
عدد کی بیشی ہے۔ اسلئے کہ دوجوڑا کی لڑائی سنہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین ہوئی تہی
اس عہدنامے کی رو سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا
فوج روہیلہ اوسکو امانتاً کمپنی کے حوالے کردیگی۔ اور جبکہ حوالے ہوجانے خزانے کے
نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ
منتشر اور متفرق ہوکر جہان چاہے گی چلی جائے گی۔ اور نواب احمد علی خان کے ۱۸
سال کی عمر کو پہنچنے تک نصراللہ خان بطور منصرم ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر
رہینگے۔ نواب احمد علی خان کو جسقدر جاگیر دیگئی تہی اوس مین زیادہ سے زیادہ ۸۰،۰ [illegible]

اور عرض مین زیادہ سے زیادہ ۳۰٫۴ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دہی کاغذات کی رو سے ۸۹۹٫۲۲ میل مربع ہے مگر پیمایش کے دفتر کی رو سے جو سنہ ۱۸۶۴ء سے سنہ ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۸۹ مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے صدر قانونگو ہری شنکر کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس جاگیر کا رقبہ ۸۹۲½ میل مربع ہے - اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوسط تخمین قرار دیکر نواب احمد علی خان کے لیئے مقرر کی تھی - نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے چودہ لاکھ کچھہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین عطا کی تھی اونکی حسن انتظام سے اسقدر ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی تو اس حساب سے نواب وزیر نے اصل جاگیر مین سے بارہ لاکھ روپئے سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ لیا -

اور اسکی تحصیل پر مرزا دل عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تھا فوج شائستہ کے ساتھ مقرر کیا - جب یہ عہدنامہ تہدیدی تحریر ہو چکا تو نواب نصر اللہ خان روہیلوں کے لشکر مین گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیان پہلے سکہ جیبور بارہ چھکڑون مین لدوا کر انگریزی لشکر مین بھجوا دین اور چیری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کردین جو بجانب انگریزی کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تھا - تاریخ مظفری مین غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیان لکھی ہین - نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان طوطا رام کو رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا سب حساب پوچھا اوس نے جمع خرچ پورا سمجھایا اور دیوان مذکور سے نواب مرحوم کے ملک کی نکاسی کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے زائد آمدنی پائی گئی - بعد اس کے آصف الدولہ مع لشکر ذاتی و انگریزی دامن کوہ سے کوچ کر کے رامپور کی طرف روانہ ہوئے - پھر پٹھانوں کی سپاہ اپنے مورچون سے نکلی اور نواب نصر اللہ خان روہیلوں کے لشکر کا حضرت نگر مین چھوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر مین شریک ہو گئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہونچکر اجیت پور مین مقام کیا - جام جہان نما مین لکھا ہے کہ دوسرے روز نواب آصف الدولہ سوار ہو کر رامپور کی سیر کو گئے کوچہ و بازار مین پیسے کئی ہزار روپیہ مساکین کو دیا - جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس پہنچے تو نواب روہیلوں نے ایکہزار اشرفیان نذر کین - اور روز دیگر اونکے ڈیرے کے اندر داخل ہوئے - منتخب التواریخ مین بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو محل سے بلوا کر مسند ریاست پر بٹھایا - احمد علی خان جب تک زندہ رہے اس احسان کے

مرہون منت رہے اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک باقی رہین ۔ بعد اسکے آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۵ ۔ جمادی الاولے کو بریلی کی طرف روانہ ہوے جب وہ لوگ لشکر حدود رامپور سے نکل گئے تو تمام پٹھان رامپور مین آکر اپنے اپنے گھرونمین آباد ہوگئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علیخان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ کے ساتھ بریلی کو چلے گئے ۔ وہان ۷ ۔ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۔ دسمبر ۱۷۹۴ تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی ۔ مگر ان عہدنامون مین عہدنامہ شہیدی کی کچھ مخالفت کی گئی کہ اوسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب یہ شرط لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور تقسیم نامہ جاگیر رامپور کے اور بعوض کل حقوق ضبطی وغیرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علیخان کے دیا ۔ جبکہ نواب فیض اللہ خان کے بیٹون نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہوگئے تو انگریزون سے کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کردیا جاہے ۔ تاکہ نصر اللہ خان پھر قاتل نہ کرین اسلیے اونکی تنخواہین بھی عہدنامہ مین داخل کردی گئین ۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ اپنے بیٹون کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے درماہے مقرر کیے ۔

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امرا کو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی سے مصارف مقرر کردینا ۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودہ کو روانہ ہونا

مؤلف کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب احمد علیخان کو طلب کرکے ایک خلعت عطا کیا جسمین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک سرپیچ اور کلغی اور موتیون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی ۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی اور پالکی بھی دی ۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا پھر ریاست رامپور کے بائیس ارکان دولت کو طلب کرکے اونکو بائیس خلعت عطا کیے ۔ اور نیز

فیض اللہ خان کے بیٹون کو بھی خلعت مرحمت کئے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست مین خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لیے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ حسن علی خان و فتح علی خان و غلام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ بہتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان و قاسم علیخان و کریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ اور مصطفے خان ابن اللہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لئے اوستھہ ہزار روپیہ سالانہ۔ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹون کے لئے اٹھائیس ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق بند خرچ تیار ہوکر نصر اللہ خان کو دیدیا گیا۔ ۹ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودہ کو چلے گئے اور نواب احمد علی خان اور اونکے اہل خاندان او۔ افسران فوج رامپور کو روانہ ہوگئے۔ ۱۰ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ مین داخل ہوئے۔ جسدن نواب کا داخلہ لکھنؤ مین ہوا تمام چوک اور دونون طرف دوروبیہ کمال حسن و خوبی سے نقش و نگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھین تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانون مین بچھائے گئے۔ اور بیسیون رنڈیان سر سے پانون تک زیور اور گران بہا پوشاکون سے آراستہ ہو کر چھتون پر کمرون مین جلوہ گر تھین اور تماشائیون کا کوچہ و بازار مین ہجوم تھا نواب نے روپے اور اشرفیان محتاجون اور ارباب نشاط کو بخشین۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

مژدہ ای تاریخ کہ با اقبال و جاہ ٭ بر عدو نواب آصف فتح یافت ٭
از پئے تاریخ این فتح مبین ٭ ہان بگو۔ نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اوسکے ساتھ سلطنت اودہ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اوسکا جانشین مقرر کرنیکے لئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان
عامل اودھ نے قصبہ دسہرہ کو ایک معتبر کافی خراج پر لے لیا تھا پرگنہ حافظ مؤ اور سوج ہمیشہ
تاراج ہوتے رہے تخگنگہ کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون
نے بزورہتی لے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا وہانپر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی
نواب آصف الدولہ اور اونکی نائب اور لکھنو اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے کمپو کے
حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے نائبون نے باری باری سے دست اندازی کی
اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی
اس نواب کا ملک طول مین ۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساڑہے
دس لاکھہ روپیئے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۶ء
مین یہ عہد و پیمان کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھے جو ریاست کے کامون کو کرسکے
اور نواب اودہ ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ
و حراست کرے اور ساتھہی چار لاکھہ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے۔
اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑہے چار لاکھہ روپیہ خراج کی تخفیف
لکھنو سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی
کوشش نے کچہہ فائدہ نہین اوٹھایا۔ وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکو وہ یقین کرتا تھا کہ
آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص بھاگو خان نامی نے اس
مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت
کے بعد ۲۴ اکتوبر ۱۷۹۶ء کو انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر
لمسڈن رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین
گئے۔ جہاؤلال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر
لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہے مسند نشینی کے
لائق نہین مناسب یہ ہے کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین نصیر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے
تھا مسند نشین کیا جائے۔ اور خداوند خان نائب بنایا جائے۔ جب افاغنہ نے شمس آباد سے
جو شریک دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی۔ اونہون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکر
مفسدہ برپا کیا۔ آخر وہ جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جہاؤلال کی پاسداری کی وجہ

سعقد مقابلہ ہوئی دوسری طرف سے امراؤ بیگم ہپلی زوجہ مہدوی خان نے اپنے بھائی امین الدولہ کے اپنے بھتیجے ولاور جنگ بسر امین الدولہ کو جو اوس کا ستیلے بھا تھا پیش کیا۔ فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخر تو وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب نصیر جنگ جو اوسوقت ۱۳ برس کا تھا منگرانی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نواب کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا چاہئے اور وہ سر سے معاملات امین الدولہ اختیار تام رکھے اور مظفر جنگ کے بڑے بیٹے پر جرم زہر خورانی ثابت ہوا جو لکھنؤ میں جلاوطن کیا گیا۔

سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے سے نواب کی ناموافقت ہونا جھاؤلال کو سلطنت کے کاموں میں مداخلت کرنے انگریزوں کی طرف سے ممانعت ہوجانا چیری صاحب کا عہدہ رزیڈنٹی سے تبادلہ۔ علامہ تفضل حسین خان کا عہدہ سفارت کلکتہ پر مقرر ہونا

ریاست اودھ کا حال روزبروز بدتر ہوتا جاتا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض سے ادا ہوتا تھا۔ اگر کوئی پرانا قرض ادا ہوتا تھا تو اوس کے لئے نیا قرض لیا جاتا تھا۔ آمدنی ملک سے بہت ادا ہوتا تھا۔ اس لئے سود پر سود بڑھتا جاتا تھا۔ مہدی بیگ خان کی رحلت کے بعد سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کلکتہ کو گئے تھے۔ اور جو روپیہ سرکار کمپنی کا نواب وزیر کے ذمے مشروط تھی روکی تھا اوسکی وجہ سے سود میں تیس لاکھ روپیہ سالانہ دینا قرار پایا تھا۔ اُن روپیوں کا تقاضا اہل شہر و دیہاتوں سے رہتا تھا۔ آخر کار ٹکیت رائے نے نواب آصف الدولہ کے کثرت مصارف کی شکایت لکھکر گورنر جنرل کا خط نواب وزیر کے نام اس مضمون کا لکھا یا کہ اتنا زیادہ روپیہ مصارف

سؔ دیکھو قاسم سنہ ۱۲

بیجا میں رائگان خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے میں جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آسکے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آفتیں فروزہی ٹکیت رائے کی ہے ورنہ انگریز
کچھہ ہمارے ناصح نہیں اسوجہ سے راجہ ٹکیت رائے نواب کی نظروں سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوے۔ ٹکیت رائے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی پچیس لاکھہ
روپیہ فاضلات کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ میں گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصان سرکار ہی۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوے
اور غضب میں آکر راجہ جھاؤلال کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب و کتاب کی تکلیف نہیں دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہوں تو یہ کار پرواز
لوگ جو لاکھوں روپیہ اپنے حقوق کا لینے میں محض بیکار ہیں۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤلال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤلال نے عرض کیا کہ راجہ ٹکیت رائے
شہر کے مہاجنوں سے سازش رکھتا ہی۔ اور بیجا خرچ خزانے کا دارومدار وہ ٹکیت رائے
کا بنایا ہے۔ اور اوس کو آج استقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہی۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤلال کو حکم دیا کہ
مہاجنوں کو اپنی حویلی میں یا راجہ بھوانی کے مکان میں بلا کر بات چیت کرے اور راے بالکلام
اون محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکلام کل گیارہ لاکھہ روپیہ
مہاجنوں کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تھا۔ اس جرم میں بیجا خرچ خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام بھوانی کو دیا گیا۔ جب ٹکیت راے نظروں سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے ذریعے سے
مسٹر جیری صاحب رزیڈنٹ سے مل جاتا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سود مند نہوئی
جسوقت راجہ ٹکیت راے نے پھر کاغذات درست کر کے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اسکو دوبارہ دیوانی اور بیگاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاج میں کدورت آگئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہو
بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت راے سے مناسب ہے اور جھاؤلال مصاحبت میں رہے
اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے میں دست اندازی نہ کرے اور بھوانی خزانے کا کام
رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو ہم کو جھاؤلال خیرخواہ پر نظر

التفات لازم ہے اور تکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہی - مگر سرفراز الدولہ کو تکیت راے کا عزل منظور تہا نواب وزیر نے کمال غایت گذرا نیدہ تکیت راے کو جیلی قرار دیا - اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے سبب سے تا مکدر خاطر کی وجہ سے بخشی گری نصیب ہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جہاؤلال کو مرزا جعفر اور مہراج تکیت راے کا عزل منظور تہا اس کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر جیری صاحب میں کشش پیدا ہوگئی - جیری صاحب ۱۲۱۰ ہجری سے رزیڈنسی لکھنو پر مقرر تھا نواب نے سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو جیری صاحب کے تبادلے کے لیے لکھا اونہوں نے اون کو اودہ سے بنارس کو بدلدیا اور وہان محکمہ اپیل کا حاکم اعلے کردیا - اور جیری صاحب کی جگہہ مسٹر لمیڈن جو بنارس مین مقرر تہا ماہ ربیع الاول ۱۲۱۱ ہجری مطابق ۱۷۹۶ء کو اودہ کا رزیڈنٹ مقرر ہو کر آیا اور گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق جیری صاحب کو لکہنو سے علحدہ کیا اب مناسب ہے کہ جہاؤلال کو آپ کسی کاروبار مملکت مین مداخلت نہ دین - اوسکو معطل کر دین - مگر نواب وزیر نے جہاؤلال سے تعلق و کرم کم نہ کیا - اور جہاؤلال نے بہت کوشش کی اور منشی عبدالقادر کی معرفت مسٹر لمیڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی - مگر مسٹر جیری ایسی قباحتین نکلگیا تہا جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوئی - تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور تہا موقوف ہوا -

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خانکی بیٹی تہین اونہون نے فیض آباد مین انتقال کیا یہ بیگم عجیب بہولی بہالی تہین یہانتک کہ سکہہ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے کی کلید دار تھی جب سکہہ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیون کے تورون کو دہوپ دینے کا حکم ہو جاے اور اون سے اجازت لیکر تہیلیان دہوپ مین رکہواتی حسب ضرورت ہوئی روپیے لے لیتی اور شام کے وقت پہر تہیلیان خزانے مین رکہکر

سلہ دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ دہوپ مین خشک ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھ کر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین - بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھہ روپئے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کے ہان سے تھی اور جو جاگیر نواب صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے اونکے لئے مقرر کی تھی وہ جدا تھی - اور اونکے خزانے مین نقد پچاس لاکھہ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھون سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے اس مال متاع کے لینے کے لئے ڈیوڑہی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہناکر کمال تشدد سے ضبطی کی -

راجہ جہاؤلال کی سرکار وزیر مین خیر خواہیان اور انگریزونکی طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی پاداش مین عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا - زمان شاہ ابدالی کی چڑہائی کے حیلے اور اودہ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد مین سپاہ فراہم کرنا

راجہ جہاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا تہوڑا سہارا پاکے بردست تسلط سلطنت کے کامون مین دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے پسماندون کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑھہ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنون کا جو راجہ ٹکیت رائے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ چڑھا الادا تہا ادا کیا - اور خزانے سے نقد چالیس لاکھہ روپئے لیکر سب انگریزون کا قرضہ بیباق کیا اور جو کچھہ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چہہ برس پر قسط بندی کیا - اور اس کے سوا کچھہ زر نقد بھی خزانے مین جمع کیا اور نواب کے امور خانگی مین بھی خیر خواہیان کین - نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت رائے نے ہمارا گھر برباد کیا مگر جہاؤلال نے

پھر سے نو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ
اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جھاؤلال پر مرتے تھے۔ اوسی کو اپنا وزیر بنانا
چاہتے تھے۔ اس منظور نظر کی خاطر سے اونھوں نے وزارت کا کام ظاہر میں اپنے ہاتھ میں
لیا اور حقیقت میں اوسکو دیدیا جھاؤلال نے جسطرح ریاست کا بندوبست انتظام درست کیا
گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نہ کرسکا۔ بلکہ جو کچھ اوسکے ہاتھ سے وقوع میں آیا وہ اونکے
خلاف تھا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جھاؤلال کو گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھ
صفائی ہونے سے مایوسی ہوا تو اوس نے دربردہ نامہ و پیام کاپلی کے مرہٹوں سے شروع کیا
اور جو لڑکا جھاؤلال کا بعض طوائف سے تھا اوسکی تربیت [illegible] بیگم کے ساتھ [illegible]
کیا۔ اور اپنی بیٹی کی شادی بخشت بہادر کے فرزند کے ساتھ [illegible] اسکا دوسرا عقد
اور ایک بیٹی محمد تقی خان کے ساتھ منعقد کی۔ یہ شخص ترک [illegible] شاہجہان آباد کا رہنے والا تھا اور
رامپور سے محمد خان ترمذی سمجھکر لاکر نواب کی سرکار میں نوکر رکھوایا اور منظور کیا کہ نصر اللہ خان کا
نواب احمد علی خان والی رامپور کے عہدۂ نیابت سے موقوف کرکے عمر خان کو رامپور کا نایب بنا
تاکہ فاقت رامپور اور تورانیان شاہجہان آباد اور مرہٹان کاپلی کی بوقت ضرورت کے وقت
آسکے اور جبکہ زمان شاہ نبیرۂ احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آنیکی خبر مشہور ہوئی تو راجہ جھا
نے چلنے شاہ کی خدمت میں نیازمندی کے منشی پیام بھیجے [illegible] موافقت جا
اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی۔ اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج اودھ پر چڑھائی کریگی
تو قلعہ الہ آباد میں پناہ لی جائے گی اور جھاؤلال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور لکھنؤ سے
باہر نکلیں یہ تمام خبریں کونسل کلکتہ تک پہنچیں گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جھاؤلال
نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے۔ گورنر جنرل نے اس حیلے سے کہ اگر ابدالی کا لشکر
اودھ پر چڑھ کر آسکا تو ہم تدارک کرینگے قلعہ آباد میں انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان
شاہ کو اخبار اور ہواخواہان دولت کے عرایض سے دریافت ہوا کہ اون کے سوتیلے بھائی
محمود نے جسکو وہ ہزیمت دیکر ترکستان کے پہاڑوں کی طرف بھگا آئے تھے۔ ہرات کے بعد
سرکشا ہے تو زمان شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے۔ گورنر جنرل کا مدعا قلعہ الہ آباد میں فوج
جمع کرنے سے یہ تھا کہ لکھنؤ کی حالت کی اصلاح کریں۔ نواب کے ملک میں انگریزی سپاہ بڑ
دی گئی تھی۔ وارن ہیسٹنگز کے وقت میں ایک برگیڈ سپاہ رہتی تھی۔ لارڈ کارن والس

زمانے مین دو برگیڈ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[۵۱] اور بد انتظامی کے باعث سے کمی روپئے کی ہوکر بچاس لاکھ روپئے اونکے دئے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ نواب مین نہ خود لیاقت تہی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کر سکتی اگر پوچھو تو یہ سودا مفت تھا کہ ملک کی حفاظت غیر فرنگی سپاہ سے اوس کی چوتھائی آمدنی مین ہوتی تہی اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہو سکتا تہا[۵۲] ۲۲- اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکہا کہ بنگال مین جو دو رجمینٹ ہندوستانی سوارونکی ہین ڈیمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ بڑہے ۔ اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جاے کہ وہ اپنے نکمے سوار موقوف کرین ۔ اور اونکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرین ۔ جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اونہون نے صاف انکار کردیا تہا ۔ مارچ ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۱ ہجری مین سرجان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے زمان شاہ ابدالی کے تدارک کے حیلے مین کوچ کیا ۔ اور بنارس مین آئے ۔ اور یہان سے بھی انگریزی فوج اوٹھاکر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی دو مطلب گورنر جنرل کے تھے ۔ ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین ۔ جس سے وہ قطعی انکار کرچکے تھے ۔ دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا ۔ اس شامت[۵۳] کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر ساڑہے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو تو ایک حمبٹ گورونکی سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے ۔ گورنر جنرل اور آصف الدولہ دونون لکھنؤ سے بھی آگے کو بڑہ گئے تھے ۔ جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال ۱۲۱۱ ہجری مین وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف سدھارے[۵۴] چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ سے درخواست کی کہ جہاؤلال کو جسکی ذات سے مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبرین مسموع ہوتی ہین ہمارے حوالہ کرین ۔ نواب سے اسوقت مین کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچھہ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤلال کو حوالے کیا ۔ گورنر جنرل نے

---

۵۱ یہ الفاظ نواب کی شان مین جلد دوم عہد نامجات مین مندرج ہین ۱۲- ۵۲ دیکھو تاریخ منشی ذکاءاللہ صاحب ۱۲- ۵۳ یہ لفظ منشی ذکاءاللہ صاحب کا عطیہ ہے ۱۲- ۵۴ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

اوسکو عظیم آباد بھیجدیا۔ اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر کردیا۔ اونے وہان عالیشان عمارت بنوائی اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تہا۔ ۱۲۱۸ ہجری مین بستر بیماری پر قضا کی اور انتقال کے وقت اپنے دفن کئے گئے بوضع اسلام وصیت کی اوس کے تکلفات اور عیش و عشرت کا یہ حال تھا کہ جبکہ لکھنؤ مین رہتا تھا تو کہانا کہانے کے وقت اوس کے اوس فرش پر جسپر کہانا کہاتا ایک طرف روبہ مسلمان طوائفین بیٹھتین اور ناچتی گاتی تہین اور دوسری جانب سیٹھ کھانا کہانے مین مشغول ہوتے تھے۔ غرضکہ اوس کا تمام خاندان مطیع الاسلام تہا۔ اوسکی چند بیٹیان بچھن طوائف سے تہین جن مین سے ایک بیٹی نواب اشرف علیخان کے خاندان مین مرزا بہورا ولد مرزا ابراہیم کے ساتھ منسوب ہوئی تہی۔ بچھن طوائف کے بطن سے جسقدر اولاد تھی راجہ جہاؤلال کے انتقال کے بعد اوس کے تمام ترکے پر متصرف ہوئی۔ کیونکہ کوئی بیٹا منکوحہ عورت سے نہ تہا۔ بچھن جہاؤلال کے بعد چند مدت رائے بالکرام سے متفق رہی اسوجہ سے اوسکا وراثہ جاری رہا۔ تہوڑے دنون کے بعد ان دونون مین نزاع خفیف پیدا ہوگئی۔ اس عرصے مین بچھن نے انتقال کیا۔ اور رائے بالکرام نے بھی راجہ جہاؤلال کے بعد ترک لباس کیا۔ جہاؤلال کے بعض پسماندون نے انگریزی سردارون سے توسل پیدا کرکے اپنے اندوختے سے اوقات معمولی مقرر رکھکر اعزاز و امتیاز کے ساتھ بسر کی۔ بریلی مین رائے بالکرام کے جسقدر گانون تھے وہ اوس کے بیٹے رتن سنگھہ کے نام بہ کار انگریزی کیطرحسے بحال رہے۔

سلطنت لکھنؤ کی نیابت پر تفضل حسین خان علامہ کا مامور ہونا

عظیم آباد کیطرف جہاؤلال کی روانگی کے بعد گورنر جنرل نے آصف الدولہ سے کہا کہ نیابت کا کام بدستور مرزا حسن رضا خان سے لیا جاوے۔ اور پیشکاری اور دیوانی کا کام راجہ ٹکیت رائے کے سپرد کیا جائے۔ نواب وزیر کا مزاج جہاؤلال کے جانے کی وجہ سے نہایت افسردہ ہو رہا تہا اونہون نے یہ جواب دیا کہ اگرچہ مین دونون شخصون کو نیابت اور دیوانی دینی منظور ہے وزمین عتبات عالیات کیطرف روانہ ہوتا ہون میں بہی دوسرا پیدا کرنا چاہیے ہین، تبدیل لباس کرونگا۔ یہ جواب سنکر گورنر جنرل نے تامل کیا کچھہ دنون اہل شہر کو الماس علی خان خواجہ سرا کیطرف نیابت کا گمان رہا۔ مگر گورنر جنرل کو اوسکی نیابت منظور نہ تھی۔ آخرکار گورنر جنرل کو

سفارش و مشورے سے نواب وزیر نے تفضل حسین خان کو جنکی ذہانت اور لیاقت پر گورنر جنرل
کو بڑا اعتبار رہتا سلطنت کے کام کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ خلعت سے مخلع ہوئے۔ تفضل حسین
خان نے اکرام اللہ خانکی معرفت سرفراز الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ مینے بہت سا خون جگر
کہایا تھا کہ کاروبار سلطنت سے حل وعقد بدستور آپسے متعلق رہے لیکن اوس کے خلاف ظہور مین آیا۔
امید ہے کہ آپ اس بات کا ملال نفرمایئنگے سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر اظہار مسرت کیا اور
حضرت عباس کی حاضری منگاکر تقسیم کی اور خان موصوف سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم
بہت خوش ہوے۔ تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یون ہے کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ
خان دو حقیقی بھائی لاہور مین رہتے تھے۔ سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان
کہ عدالت بنارس کچھ دنون اس سے متعلق رہی (۲) انعام اللہ خان یہ شخص لکھنؤ مین رہتا تھا (۳)
احسان اللہ خان (۴) افضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان۔ ان پانچ بیٹون کے سوا دو
بیٹیان بھی تھین جن مین سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی۔ اور دوسری
بیٹی سلام اللہ خان پسر میر محمد کے ساتھ منعقد ہوئی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان
مدت تک نواب معین الملک عرف میر منو صوبہ دار لاہور پسر قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے
وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھ روپیہ سالانہ پاتا تھا۔ تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہین
قصبہ سیالکوٹ مین پیدا ہوے تھے دہلی مین داخل ہوکر مولوی نظام الدین کے حلقہ درس مین [illegible]
اور علم ریاضی حبیب اللہ مہندس سے سیکھا۔ ملا نظام الدین کے بعد لکھنو چلے گئے۔ اور فرنگی محل مین ملا حسن سے
استفادہ کیا۔ سبق کے وقت حاکمانہ اعتراض کرتے ملا حسن تنگ آکر کتاب کو زمین پر دے مارتے
تھے آخر کار ان کو حلقہ درس مین آنے کی ممانعت کی بعد ابو الفضل اور سعد اللہ خان شاہجہانی کے علامہ
کا خطاب اگر ہوا تو تفضل حسین خان کے لیئے تسلیم ہوا ہے۔ انہون نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی
سیکھی تھی۔ نیوٹن صاحب کے ذوفرشل وغیرہ کا ترجمہ فارسی مین کیا تھا۔ غرضکہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ
یعقوب علی خان خواجہ سرا کی وساطت سے شجاع الدولہ کے حضور تک پہنچ گئے۔ اور پہلے پہل
نواب سعادت علیخان کی اتالیقی پر مقرر ہوگئے۔ جب تک معین الدولہ الہ آباد مین تھے تو خان مذکور
مصروف مطالعہ رہتے تھے۔ اور مولوی سید دلدار علی جو اثنا عشریون کے مجتہد تھے اونکی وکالت
کرسکتے تھے اور مولویان عصر سے مباحثہ رہتا تھا۔ تفضل حسین خان کے اباواجداد حنفی مذہب
رکھتے تھے لیکن انہون نے اپنی ذات سے اثنا عشری مذہب اختیار [illegible]

سعادت علیخان نے نجف خان کے لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ
نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ مین آتے ہین تو آوین
مگر تفضل حسین خان اونکے ساتھ نہ آوین اسلئے تفضل حسین خان کا لکھنؤ مین آنا موقوف رہا۔
بالا بالا کلکتہ کو چلے گئے۔ ۱۷۷۹ء مین گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جمنا کے
کنارے پر واقع اور سیندھیا کے ملکون کے درمیان مین آگرے سے ساٹھ میل بر جنوب و مشرق
مین واقع تھا انگریزون سے ارتباط پیدا کرنا چاہا۔ جسکو سیندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے
اوس سے ان شرائط پر عہد و پیمان کئے کہ رانا جو اکثر مرہٹونکی دست درازی سے تنگ رہتا ہے
اوسکو تو مرہٹون کے ہاتھ سے خلاصی دلانے مین انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزونکی امداد اپنے
لشکر سے اوس حالت مین کریگا کہ مرہٹے متصل کی ریاستون پر ترکتاز کرین۔ جبکہ مرہٹون نے رانا کے
ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوپھم کی افسری مین ایک دستہ سپاہ ۱۷۸۰ء مین رانا کی مدد کو
بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹون کو نکال کر بھگا دیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر کا بھی ۴ اگست ۱۷۸۰ء
مطابق ۳ شعبان ۱۱۹۴ ہجری کو فتح کرکے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوسوقت مین
کپتان افسر کے ساتھ جاکر رانائے گوہد کی کارروائی مین مدد کی تھی۔ اور انگریزون مین اون کا
رسوخ پیدا ہوگیا تھا۔ ایک مرتبہ پامر صاحب کے ساتھ لکھنؤ مین آئے۔ اور اونکے ساتھ
رامپور مین گئے ۱۷۸۳ء مین پندرہ لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی
عوض مین نواب فیض اللہ خان کو فرض مدد سپاہ سے بری کرایا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان پھر
کلکتے کو چلے گئے۔ اور جبکہ وارن ہیسٹنگز ۱۷۸۴ء مین کلکتے سے لکھنؤ مین آئے تو تفضل حسین خان
کو اپنے ہمراہ لاکر نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخرکار نواب نے تفضل حسین
خان کو راجہ ٹکیت رام کے عوض مین اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کردیا
اور اب سلطنت کا عقد و حل نصیب ہوا اور اپنے علم اور حسن تدبیر سے اور ہر معتمد سرکار انگریزی کے ارکان
رکن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا۔ سلسلہ انتظام جدید مین مرزا جعفر
کو بخشی گری کا عہدہ دیا۔ اور خلعت دلایا۔ اور حیدر بیگ خان کے بعض رفقا کو دیوانخانہ اور کوتوالی
کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید معز خان کو [illegible] کا امیدوار کیا۔ مگر اونہون نے اس
زمانے مین تبدیل لباس کیا۔ اور دنیاداری کے متعلقات کو ترک کردیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اسوجہ سے
نوکری اور علاقہ کچھ قبول نہ کیا۔ تفضل حسین خان نے مرزا [illegible] خان کو جو سرکار وزیر کا ایک عامل تھا

اپنا مشیر بنایا۔ مگر جبکہ خان مذکور ریاست کے تمام مہمات سے الگ ہوتے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھکو مطالعہ کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس نیابت سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تعمیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوائل صفر ۱۲۱۲ ہجری سے نواب کا مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتداءً نواب شراب پیا کرتے تھے پھر اوسکی استعمال سے توبہ کرکے بھنگ سے مشغلہ رہا۔ اس کو بھی چھوڑکر افیون پر ٹھہرے اور پہلے حقے سے طبیعت کشیدہ تھی۔ مگر اب بدستور تھا۔ مرض نے ہاتھ پاؤں نکالے دوا اور غذا میں بے اعتدالیاں واقع ہوئیں اطبا جیسے حاذق جیسے شفائی خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ہر ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کہا کرتے تھے کہ اب مین زندگی کا خواستگار نہین بلکہ عوام مین مشہور تھا کہ جھاؤلال کے جانے سے نواب وزیر کو اپنی عمر مین وبال ہی بلکہ دوا سے اجتناب تھا۔ آخر آخر مین استسقا پیدا ہو گیا۔ برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا ۲۳ برس اور کچھ مہینے ریاست کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری کو اس شش جہات سے کوچ کیا۔[1] ۵ ۲ ماہ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری کو مقام فیض آباد مین مسند حکومت پر بیٹھے تھے اور انہون نے اپنا دار الحکومت لکھنؤ مقرر کیا تاریخ مظفری کی روایت کی موجب انچاس برس کی عمر پائی اور وزیر نامے سے ثابت ہے کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پاکر فوت ہوئے۔ کیونکہ اواخر ۱۱۶۱ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔

آغا محمد ندیم روضہ خان مصنف بحر البکا نے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی مین کمال رکھتا تھا نواب وزیر کے مدفن کی تاریخ اس طرح نکالی ہے۔ رہنا روح و ریحان و جنات نعیم۔ نواب وزیر عتبات عالیات کی زوار من کی نہایت خبر گیری کرتے تھے سیکڑون کوٹھے خاک کربلا اور تبرکات کربلا و نجف اشرف سے معمور تھے۔ باوجود اس حشمت اور عظمت کے انتقال کے وقت جملہ کوٹھون پر ونقشہ مہر و قفل لگ گئے۔ اس لئے مرزا حسن رضا خان کے یہان سے خاک کربلا اور اونکا خاص کفن منگا کر دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے مین دفن ہوتے۔ نواب کی کار مین

---

[1] دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری مین سلخ ربیع الاول لکھی ہے اور سلخ اوس دن کو کہتے ہین جسکی شام کو ہلال نمودار ہو۔ شاہ محمد اجمل کی نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس دن ۲۹ ربیع الاول تھی ۲ ؛

اسوقت تک ۹ ہزار ہاتھی موجود تھے انکے عہد مین برف اور پھول اور گلاب باوجود کثرت کے لوگون کو بہت کم میسر ہوتے تھے۔ یہ جملہ چیزین سرکاری کارخانے مین جاتی تھین ۔

تاریخ وفات از آغا محمد ندیم

ای گلشن عشق تاریخ خزان رفت ای ندیم
شامۂ استشمام حسرتی نماید در شمیم

آصفی کین جنت عدن را یکی شہوار بود
آن گہر شہوار رفت اندوست و عالم شد یتیم

لکھنو بی آصفست و آسمان بے آفتاب
شہر یونان بی مسیح و طور سینا بے کلیم

وارد آصف عشرتی در صحن آصف باغ خلد
انبیا سہم سلیمان ہم نشین آصف ندیم

نعش عنبر افشان لوان بر تربت آصف نوشت
ہمنا روح و ریحان و جنات نعیم

قطعہ دیگر

الہی آصف الدولہ بہادر
بحق نائب تو باد مغفور

نوشتم سال تاریخ وفاتش
بود با عید رکہ ار مشہور

ایضاً

وزیر جہان آصف الدولہ رفت
بجنت چو زین خاکدان خراب

بسبب ہاے دیجور ایام لوز
بدل گشتہ در دیدہ شیخ و شاب

ز سیلاب اشک صغار و کبار
بنالے امید جہان شد بر آب

وزیدنا چکیدہ عالم نمود
جہان آتش ماتم او کباب

مدامم جبا اندر سیر روزگار
بہر لمحہ گشتہ آن خباب

پئے سال تاریخ او چون سحبی
گفتا دم دماند لب بے حساب

نخسر ز آسمانم رسید این صدا
بزیر زمین جلف شد آفتاب

دیگر

کرو رحلت جو آصف الدولہ
شتابان شد جہان با ماتم نشین

ملنے گفتند سال تاریخش
شد بمیر گلشن بزیر پائے حسین

دیگر

اے آفتاب چو بزیر زمین شدی | دُر ملک غیب والی تاج و نگین شدی
بے تو جهانیان بعذاب قیامت اند | نکر جهان نکردی به خلد برین شدی

دیگر به تعمیه

از وفاتش بے سر و پا گشته اند | نظم و نسق و هیبت و همت کرم

دیگر

آصف الدوله به فردوس برین منزل کرد

از شاه محمد اجمل الٰه آبادی

وزیر اعظم و دستور اکرم | گرامی گوهرے از ولد آدم
ابا عن جد امیر ابن الامیرے | ابا عن جد وزیر ابن الوزیرے
سلیمان حشمت و آصف شکوهے | فریدون صولت و در حلم کوهے
جناب آصف الدوله که در جود | نظیر او بعالم کمترک بود
کسے از رفتنش جستے گر پناہے | بدیدے کشورش آرام گاہے
هزاران مردم از اقصائے عالم | هزاران یافتند از وے درم هم
نیاز آتش بحضرت کربلا رفت | به پیمان باره باره بر ملا رفت
بمشهد نهرے آورد آن یگانه | که باشد یادگارش در زمانه
غلام همتش آمد حاتم طائے | بود از بندگانش معن بن زائے
سراپا مظهر جود و سخاوت | ز نوشیروان فزون تر در عدالت
چو خور روئے زمین تا بند میداشت | جهان را بخشش او زنده میداشت
اگرچه خانخانان سکان همه بود | امیر عالی من همه نه کم بود
ولیکن ایام بودے خانخانان | ازو مے خواستند انعام احسان
بوزر جنت رفت آن میر جهان بخش | ولیکن بست ازین دار الفنا رخت

دریغا آن سپهر جود و حشمت / بملک جاودانی کرد رحلت
ازین فلک فنا دل سیر گردید / بملک لایزالی کنج بگزید
دریغا این امیر پاک طینت / که ناید کس نظیرش در بصیرت
به تنگ آمد ز بس زین دار فانی / نموده بند و بست جاودانی
بروز پنجشنبه آه صد آه / وداع این جهان بنمود ناگاه
ربیع الاول بست و نهم بود / که رحلت آن سپهر جود بنمود
مرا اشتعار این غم چون رسانند / شنید همچو ماتم چون رسانند
چه گویم الغرض شد حال دل من / چه گویم الغرض گشته غم حاصل من
در آن حالت بجود هر گز نشاندم / بچرخ هفتمین ناله رساندم
بغیر ناله و آه و فغان هیچ / نبوده با من سر ناتوان هیچ
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه / ز وقت شام تا وقت سحرگاه
هزاران آه میکردم دران شب / دهانم بود از آهم لبالب
ازانجمله شمردم چون نه صد آه / فزودم هم بر آن دو آه جانکاه
شمار این دو صد آه دو آهم / بود بر سال ترحیلش گواهم
دگر تاریخ فوت او بناگاه / غم آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفته جان برفت / سلیمانی نمانده آصفی رفت
بطور تعمیه تاریخ دیگر / بگو بخشش تمام وجود بی سر

خدایا جای او خلد برین باد
طفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم سید شان / گرد رحلت گشت حال اهل عالم بس تباه
سال تاریخ وفات آن امیر والا کرم / گفت هاتف عمده ماتم عمده ماتم آه آه

بزبان هندی

ایک سهس آٹھ سے چون سنبت کا پرمان / بارہ سی بارہ سنہ ہجری جا سکل جہان
کوار ماس بہا یو اسدی جمعرات مہان / اٹھائیسویں ربیع الاول آصف تجے پران

نواب آصف الدولہ کی ازواج واولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین اولاد نہین کبھی نواب سے موافقت بھی نہین نواب گنج کے قریب پرتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر مین تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپئے روز کا خاصہ (اونکا کھانا) مقرر تھا۔ نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد مین کچھ آمدنی بازار اور گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہوکر اپنی جاگیر کو چلی گئین کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ فہمایش کو گئے نمانا خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو آینگے مگر یہ خیال خام تھا۔ ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئین۔ وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد مین اونکی لاش لکھنؤ مین آئی۔ ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی موافق ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوا دی تھی مرزائی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو سنگ ابعد مسل ہے۔ نواب ناظر تحسین علیخان کہتا تھا کہ فقط[۱] دو بیٹے میرزا علی خان وغیرہ نطفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی مین مر گئے۔ باقی اور بیٹے و بیٹیان نواب کی اولاد نطفی تھے نہ لطفی۔ مرزا رفیع اسود انے نواب موصوف کے اون دونون فرزندونکی ولادت کی تاریخین اسطرح موزون کی ہین

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد
برائے آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش
گرامی گوہر درج سیادت

۱۱۸۹ ہجری

دیگر

تھا اسی فکر وسوچ مین کہ مجھے
ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر ہے اوسکی
کہہ کہ ہے فخر مادر ایام

۱۱۹۳ ہجری

---

[۱] دیکھو تاریخ منشی فیض بخش کا ابتدا ۔

مفتاح التواریخ مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتہا۔ بلکہ اونمین رجولیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین پانسو کے قریب خوبصورت عورتین جمع تھین اونمین سے کئی ایسی بھی تھین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محل سرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکے پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۳۲ لڑکے اور ۲۸ لڑکیان تھین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استاد کا انداز ہے جنکی انشا پردازی کا حسن تکلف اور صنائع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پہول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دہرا ہے اور سرسبز پتونمین اپنا اصلی جوبن دکہا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر باز آنکہین دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناو سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادھے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام لفظ محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت۔ تشبیہ۔ استعارہ۔ فارسی ترکیبین انکے کلام مین بہت کم ہین جنکے لیے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت غور ضروری۔ تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین اچھی مہارت رکہتے تھے اونکے اردو اشعار یہ ہین

یون ہر دل مین گرچہ تجھے سو لگی رہے — آصف یہ شرط ہے کہ اودہر لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے — پر تجھکو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی و معزولی

نواب آصف الدولہ کے صلب سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزو مند ہی کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو لیکن نخل آرزو بار ور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکہا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی۔ احمد شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سوائے وزیر علی خان کے کسی نے نام اور نمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت طبع خوشنما تہا۔ علم و شعر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی عجاز رقم کا شاگرد تھا۔ اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے استادی سنشنیر افگنی تیر اندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے لکھر مکان باولی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا۔ خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا۔ وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علاوہ تفضل حسین خان کی مختاری داخل تھی[۵۷] آصف الدولہ کے بھائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہے۔ اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اونکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ٹہرے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو نیز ساری دار السلطنہ کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے۔ غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا۔ اور انگریزون نے ذریرہ کی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ ناتحقیق ہونے کی نسبت مشہور تہین اونپر خیال نہین کیا۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا ناشائستہ حرکتین اس کثرت سے وقوعمین آمین کہ جو صورتین سالہاسے درازمین پیدا ہوئی تہتین وہ چندروز کے عرصے مین بہم ہوئین سنتے مصاحب بعد اکثے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنو حسن خیز پری زادون سے روکش قاف ہورہا تہا وزیر علی خان نے لیاسئی شروع کی اور شراب و بھنگ نے رنگ جمایا۔ مرزا وارث علی خان جو لکھو خان کو ال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا۔ اور میر عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سی تہا شیراز ہم بنا۔ اند اسکی طرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے۔ اور امیران قدیم اور یہ

[۵۷] دیکھو آب حیات ۱۲

الغرض ان لائق سی منہ چھپایا۔ اور اون ہواردن کے حق مین کلمات ناملایم کہنے لگا۔ نواب آصف الدولہ نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین تھین اونپر نگاہ رغبت ڈالنا شروع کی تحسین علی خان خواجہ سرا جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشے خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد لباس بدلکر دنیا سے ہاتھ اوٹھا کر نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلاکر خلعت سے سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنادیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑادیا منتخب خانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت کے لیئے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ مان ہی اوس کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے۔ وزیر علی خان نے چند مصاحبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کردے جب اوسنے وزیر علی خان کی تُرشروئی ہوتی دیکھی تو تفضل حسین خان نائب کے مکان پر جاکر پناہ گزین ہوا عقب سے وزیر علی خان بھی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین کرکے بے نیل مرام واپس کیا۔ اسطرح ان سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کردینا چاہیے۔

ان عادات سے جملہ بیگمات خصوصاً نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خان کی شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکھا آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت مین دریغ کرنے لگے۔ لکھنؤ مین ایک عجیب تلاطم مچگیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ ایک محضر بھی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت کی لیاقت بالکل نہین رکھتا۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتی ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہی وہ سب پر ظاہر ہے اور وہ نا حقیقتی ریاست سے محروم ہین اسلیئے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچنا واجب اور لازم اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہی جو شخص اس اتفاق سے انکار و اغماض کرے وہ اپنے کردار کو پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور زنانہ بخانہ پھرا جملہ بیگمات اور خواجہ سراؤن اور افسرون اور نواب سالار جنگ کے بیٹون وغیرہ کی اوسپر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودہریون نے بھی اوسپر دستخط کیئے۔ مگر عبدالرحمن خان اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلو تہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسند وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات سے کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین۔ اور وجہ اسکی یہ بھی کہ مرزا وزیر خان باوجود ان بد اطواریون کے شجاعت دوست سپاہ پرست اور باہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کم تصور کرتا تھا۔ پس اہل سپاہ ایسی ہی شخص کو عزیز رکھتے تھے۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑائے تھے کہ گورنر جنرل کے پاس سے چال چلن کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگین اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویون وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہین ہی۔ بلکہ ایک فراش کا بچہ ہی۔ نواب نے اوس کو متبنی کرلیا تھا اونکی لغبنے نام کے لئے ہمنے اسکو اپنا والی تسلیم کرلیا چونکہ قوم کا رذیل تھا اس نعمت عظمی کی شکرگزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا۔ ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون گروہون مین عداوت بڑھ جاوے گی۔ اسلئے گورنر جنرل کے برسر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونھون نے لکھنؤ کی طرف سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے مین کج اندیش مشہور کرتے تھے کہ وزیر علی کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہوجائے گی اور کہتے تھے کہ لکھنؤ جاکر خان علامہ کو مع چند دوسرے آدمیون کے قید کر کے وزیر علی کے سپرد کرینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تھا راہ مین اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایک دن ایک انگریز راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا تلنگون نے اوس کے پاس آکر بیجا باتین اوسکو کہین اور ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے۔ اور شور مچاتے تھے کہ پکڑو پکڑلو۔ مگر اوس انگریز نے اور اوس کے ساتھیون نے بھی بوجہ فہمایش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنؤ کو روانہ ہوکر وہان جا پہنچے[۵] بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بداعمالی کو روکنا چاہا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہوگئی تھین۔ الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کردیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا۔ جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہوگیا تھا تو اونھون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی ظاہر مین صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنؤ مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت رائے بھی اوسکی پیچھون مین گھس گئے نواب کے مزاج مین اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجئے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئے۔ گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم کرکے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جاکر کہین کہ قرب و جوار لکھنؤ سے اوٹھ جاوین۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترکسوار

---

[۵] دیکھو گورنر سہائے کی تاریخ ۱۲

اور انگریزونکی فوج اطراف و جوانب سے بلا کر بی بی پور کے قریب دو چار مہینے قایم کردی - تہوڑے ہی دن گورنر جنرل
کو رہتے ہوئے تھے کہ نواب کی چہیک نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین - سر جان شور جو لکہتے ہین کہ مجہے اپنے
ہوش سے آج تک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدگمانی اور ریاکاری کے معاملے مین دقت اور دشواری اوٹھانی
پڑی ہو - ۲۰ - دسمبر ۱۷۹۷ء کو الماس علیخان جو تمام باتون کو نہایت غور و خوض سے دیکہتا تھا گورنر جنرل کے پاس
گیا اور کئی روز تک اوسنے صلاح اور مشورہ کرتا رہا - اور کہتا تھا کہ وزیر علی نطفہ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف
اور عیاش ہے - بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹون مین سے کوئی جانشین ہو - آصف الدولہ کے
سامنے بیٹے جو مشہور ہین نطفہ ناتحقیق ہین - غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے
سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی - بیگم صاحب اور الماس علیخان دونون مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چہوٹا بہائی
تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہو جائین تو اس عوض مین نہ
بہت کچہ نذر کیا جائیگا - وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت
اور سلیقہ سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تہین کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پہر جاسے
لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ سارے ملک کی آمدنی اپنے عیشون مین اوڑا دیگا سرکار کمپنی
کا روپیہ کہان سے ادا کریگا - مزاج اوسکا اکہڑ اور ہٹیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجہانے سے سمجہتا نہین اسلئے
وہ غالباً انگریزون کا محکوم نہین رہیگا - بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا - اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا -
وہ اوس کے جوئے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا - جب یہ باتین سر جان شور کے گوش گذار ہوئین تو اونکا دل بہی
وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا - اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ
وہ ایک ماما کا لڑکا ہے - تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے یہ افسانہ سنایا
کہ وزیر علی کی مان کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ہان ماما تہی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تہی جب
وزیر علی اوسکی مان سے پیدا ہوا تو اوسے پانسو روپے کو نواب نے مول لیا تہا - نواب کی عادت تہی کہ وہ حاملہ
عورتون کو مول لے لیتے تھے - اور اونکی مان جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو تبایا کرتے تھے - اور اونکی پرورش
بیٹون کی طرح کیا کرتے تھے - یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین - یہ تحقیق ہو گیا کہ وزیر علی کی
مان ایک امیر کے گہر مین ماما تہی تین لڑکے اوسکے تہے - اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو
روپے کو مول لیا تھا - اور اوس کا نام محمد امیر رکہا تھا - دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری
کیا کرتا تھا - تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تہا - اس وزیر علی کے سامنے کبہی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی
یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بہی اوس کے بیاہ مین شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بہیجا یا

کہ مین ایسے ذلیل دیکھنے کے روبرو ہو کر اپنے خاندان کی نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی - نواب آصف الدولہ کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغر سنی مین مر چکے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا - گورنر جنرل نے تحسین علی خان سے پوچھا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی کی مان سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی مان کے حاملہ ہونے کی کچھ خبر نہین ہوئی - جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوس کا حاملہ ہونا معلوم ہوا ہے - اب سر جان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو پہلے نواب اوده مان لیا تھا اور سوا سے سعادت علیخان کے اور سب امراے عالی تبار نے اوس کا اقرار کر لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے کہ وہ تخت سے معزول کیا جاوے - گو گورنر جنرل کے خیال مین یہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین سلطنت کے ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ مین لیجیے - مگر بہت سے اعتراضات اوسپر ہوتے تھے - اس لئے اس خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سر جان کے مہم نے کئی پہلو نکالے - مگر اوسکی تمام تحریرات اس معاملے مین پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نزدیک رسائی - اور انصاف پر تھی وہ بھی موئی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم کر دیا کہ جسپر انگریزی قانون ملک انگلستان مین چند بوند کا فیصلہ نکرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان جانشین میر منشی مسٹر لمسڈن رزیڈنٹ کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعاً اور عرفاً کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اس منصب سے محروم ہے - اسلئے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کھانے اور پہننے کے کپڑے اور سامان امارت مہیا رہیگا - اور نواب سعادت علیخان مسند نشینی کے لئے بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دلمین کوئی ملال نکرنا چاہیے کیونکہ جملہ اسباب حشمت آپکو حاصل - وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی گورنر جنرل کی ہے وہ عمل مین آئیگا پھر بیہوش ہو گیا - جب ہوش بجا ہوتے تو رو دیا - اشرف علی خان نے بھنجکر کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ تمنی خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ تمنے وہ کام کیا ہے کہ ہم کو اور اپنے آپکو بلاسے محفوظ کیا ہے شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز بات چیت سے اوسکے زخم پر کچھ مرہم کاری ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ بعد عزل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہو سکے جناب اپنے آپ کو گھوڑے پر سوار کر کے

دریاے گومتی تک پہنچا دین ہاتھی مین لاتا ہون اور وہانسے ہاتھی پر سوار کرکے ابراہیم داروغہ توپخانہ کے پاس پہنچا دونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کرکے انگریزان سے لڑینگے - غرضی بڑہکر کہاکہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غریق پانی کی تہ مین پہنچگیا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچادی اونہون نے وزیر علی خان کو بہر طلب کرکے کوٹھی مین بٹہالیا - اور اوس کے خیمے کو واپسی کے لیے نہ چھوڑا - انگریزی پہرون نے اوسکو حراست مین لے لیا - جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ابراہیم بیگ نے مسکرا کے کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روز بد کو پہنچایا - ورنہ ہم سب اوسکے ساتھ جان نثاری کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کرے گا تو مین مقصور نہ کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر میرزا جھنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطر نشین ہوا بقصد محاربہ کے لئے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت والدہ آصف الدولہ سے چاہی مگر اونہون نے کوئی جواب نہ دیا - اور رات اسی سوال و جواب مین گذری - صبح کو آزین علی خان اور اشرف علی خان گورنر جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور رستے لشتی راہ نے وہ اشتہار جو نواب سعادت علیخان کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت خان علامہ کا لکہا ہوا تھا گورنر سے لیکر جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار درباب معزولی وزیر علیخان

در نیولا باظہار ثقات و اقرار جمع کثیر و بیگم صاحبہ معظمہ این معنی بثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را اصلا و مطلقا حقے در جانشینی جناب عالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اند یقین کہ باستماع این معنی کہ محافظت ناموس شجاع الدولہ بہادر و غمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان تعلق یابد و مال و دولت و ناموس قبائل نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد ہمہ نوکران وفادار و ملازمان از قدیم نمک خوار خوش حال خواہند شد بنابران ریاست برائے نواب والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک و از روے حقیقت ریاست بہتر از ہمہ اند مقرر شدہ لہذا معلوم می آید کہ ہر کس کہ از ملازمان جناب عالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار و بقدر مرتبہ و درجہ خود مورد تفضل خاندانہ خواہد شد و ہر کہ طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساخت از جاگیر برطرف و از ملک جناب عالی

مرجھم اخراج خواہد گردید این چند سطر بنابر اطلاع بقلم آمدہ تا آیندہ مقام عذر عدم اطلاع برائے کسی نباشد۔ تحریر سوم شعبان سنہ ہزار دو صد و دوازدہ ہجری۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دوسو ہلیان اور دیڑھ اونٹ اور بتعداد ہاتھی اور چھکڑے آٹھ روز تک حسبقدر اسباب و سامان شوکت او نقد و جنس و جواہرات وثمینہ و اصطبل و فیلخانہ وغیرہ نقارہ ذماہی مراتب سمیت ضروریات امارت وسواری و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچا دین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے معرفت صاحب ذی لیٰ ڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین ماہو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آمین۔ مگر اس دارو گیر مین لاکھون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکھون روپیون کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی اصحاب دولت و تجارت ہو گئی نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تھا لاکھون روپیون کا مال ضایع ہوا۔ اور لاکھون روپیون کا مال و اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھون روپیو نکے تحائف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی کے تو شخانہ ہوئے۔ اون تحائف مین ایک شاہ نامہ اور ایک شاہجہانی مطلا و مذہب تھے۔ یہ کتابین اعلے درجہ کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونو کتابین لندن کے کتب خانے مین رکھنے کو بھیجی گئین۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان اب بھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت بین دنگ ہوتی تھی شالون سے کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہرخانہ معمور تھا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین چار مہینہ اور کئی روز رہی جشن سنت کی تیاری لاکھون روپیونکے صرف سے ہو رہی تھی مگر اس سنت کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکھایا۔ مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمہ لوگو نپر بہت گذرا شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین اون آدمیو نکی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے باعث بانی ہوتے۔

تاریخ

از سر نام سعنت گو ر نمک	سال تاریخ شد عیان سے نمک	
اول آن قاتل حسن الماس	سر گروہ ہمہ حرام نمک	الماس علیخان ۲ – ۱
باز تحسین کہ بادنقر ملبش	از سماوات ہم زجن و ملک	تحسین علیخان ت ۱۰۰۰

فتنه پرداز ملحد کشمیر	که شیاطین پدرش او طفلک	سه تفضل حسین خان ت	۴۰۰
آن خرد دشمن جسیم و لحیم	جهل بسیار و دانش اندک	سه حسن رضا خان - ح -	۸
تا فضل العقل زنگ نادان	دست بردار شد از آن کودک	سه بهو بیگم مادر - ب آصف الدوله	۲
تا جه هم داخل لئیمان شد	کرد پاس نمک ز خاطر حک	سه ٹکیت رای - ٹ	۴۰۰
دادن دشنه و دغا کردن	شرف خود شناخت آن مردک	سه اشرف علیخان - ا -	۱
مهر کردند بهر عزل وزیر	خود سیه رو شدند زیر فلک	سنه ۱۲۱۲ ه	

دیگر

اول بزبان لئیمان	دویم پراگنه گشت دیوان	سویم الماس بو خناس	لعنت بر وی زحد فراوان
بیگم خرد و بزرگ هر دو	دیگر مردک شرف علیخان	تحسین که بر وهزار نفرین	از وحش و طیور جن و انسان
بیدا شده این یزید ثانی	یعنی مرزا حسن رضا خان	کردند اسیر امیر جو در ا	از مکر و فریب و کید شیطان
	تاریخ اسیرش برآمد	لعنت بر همه تمام امان	

ایضاً در ہندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانہ	ٹکیت و تحسین اور تفضل اشرف سب سر دیوانہ
بیچانکیا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ	سر کے حرف ان سات کو دہن ہے تاریخ شہانہ

ایضاً

سات حرفون نے کیا خانہ خراب	تین تے اور دو الف یک حے و بے

تین تے سے مراد علامہ تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا و راجہ ٹکیت راے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان حسنہ وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہین ۔

وزیر علیخان کا بنارس مین انگریزون کو مار ڈالنا او فرار

ہوکر جا بہ جا مارا مارا پھرنا آخر شیخ مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا ۔ اور کلکتہ کے قلعہ مین بحالت قید انتقال کرنا

سر جان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک نامناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا ۔ چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جاکر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور تلنگونکی دو کمپنیان اور بہیونکے کئی رتھ تھے اور تمام جلوس کا موجود تھا ۔ کمال عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی اکثر غلام بچون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپئے صرف کئے عوام الناس مین اسکی ہمت و جود نے بڑی شہرت پائی ۔ گو سر جان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل پیشہ کو تاسف ہوا اور بعض نے خطوط افلاس آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر مصاحب بنے لکھنو کی مخلوق اون لوگونکی ہجو کرتی تھی جنھون نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل حسین خان کے حق مین وہ نئے نئے پنے اور مضمون موزون ہوئین کہ زبان قلم بیان کا آنا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان ثناخوان تھے ۔ وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس ناسمجھ کے ذہن مین یہ بٹھانا شروع کیا کہ حضور جتنے سردار اور امیر نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے ہین اب وزیر علی کے رفیقون نے کانپنے کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف کے اطراف و نواح کے زمینداروں اور معتبر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت سے زمیندار ایسے تھے کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک مین کمین گاہ لگائے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر ہوگئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک وکیل کو نوکر رکھ کر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجدیا معلوم نہین دو چار بیفکرے مغلون نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑہنے کے لئے روٹیون پڑے رہتے تھے کیا اوس سے لکھواکر بھجوایا ۔ غرض قرائن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہونگے بد معاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہئے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کرسکتا ۔ اور آپ پر

کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی - اس راز نہان کا کسیطرح پردہ کھل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا رزیڈنٹ تہا وزیر علی خانکی نیت سے آگاہ ہوگیا اور یہ خبرین گورنر جنرل تک پہنچین - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہین اور بھیجدیا جاوے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجھا اور چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار مین سکونت اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سواے تغیر مسکن کے کوئی اور تبدل اوسکی حالت مین نہوگا - صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہون نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا - جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہوگیا - وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا - مصاحبون نے سمجھایا کہ آپ کلکتے تشریف لے نہین گئے کہ قبر مین گئے - حکم منسوخی کے واسطے اوس نے بہت ہاتھ پیر پیٹے جب کچھ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ہان ہون کرکے سپاہ کی بھرتی شروع کی بندیلکھنڈ اور ملک بہار اور بنگالہ کے بعض راجے بھی اس بات پر مستعد ہوئے اور باہم ان اور ایک منصوبہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزون کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع مین ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی نرکھے جوہر شمشیر دکھاوے اور فوج انگریزی کو شربت فنا پلاوے - لیکن دنیا کا کارخانہ مشیت الٰہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وعدے کا قرار پایا تہا اوس سے پیشتر یہان ایک نیا رنگ فلک نیرنگ ساز نے دکھایا کہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر بنارس سے تین میل تھی گیا دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی - چاء پی گئی - پھر اوس حکم کی شکایت کا دفتر کھولا - باتین کرتا جاتا تھا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تھا - اور غصے پر غصہ چلا آتا تھا - جب وہ بہت گرم اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اوس ملک الموت سے فرمایا آپ مجھپر کیون عتاب فرماتے ہین یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکے ظالم اوبہر لپکا اور ایک تلوار لگائی - یہ دیکھتے ہوئے اور نوکر جو اس اشارے پر لگے ہوئے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قسائیون نے اوس کا قیمہ قیمہ کردیا کپتان کانوی صاحب اور گریہم اونکے گھر مین تھے اونکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو پچاس آدمی تھے اونہون نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال واسباب لوٹ لیا اور دو ایک انگریزونکو اونکی کوٹھیون پر جاکر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دومنزلی تھی صاحب کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینے کا دروازہ بند کرلیا - اور برچھا ہاتھ مین لے لیا کئی دفعہ بدمعاشون نے حملہ کیا - مگر انہون نے اپنا کام کیا اور سرکشون کو ناکام رکہا اسلیئے سرکش کوٹھی کو لوٹ لاٹ کر چلتے ہوئے

اس مقابلے مین اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزون کو خبر ہوگئی وزیر علی نے اپنے مکان پر بہت سے
لوگون کو اشرفیان اور روپے تقسیم کئے اور عجلت سے ساتھ آدمی جمع کئے اور مرزا جوان بخت کی بیگم کے پاس
جاکر توپ طلب کی مگر اوس نے توپ نہ دی یہان سے لوٹ کر مرزا جہانگیر جوان بخت کے پاس گیا اور اوسکی
شرکت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار شخص تھے سلاح جنگی تن پر آراستہ کئے اور ہاتھی پر سوار ہوئے وزیر علی
نے تھوڑی ہی مین جگہ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اوس دو چار گھڑی مین جمع ہوگئے کہ دفعۃً انگریزی ترک سوار
اور تلنگے اور توپین آگئیں اور اس فوج نے قریب شہر پہونچکر صف آرائی کی جب فوجی افسر نے پیام دیا
کہ اگر وزیر علی ہمارے پاس آجائے تو ہم اون کے ساتھ کوئی بدی نکرینگے مگر وہان تقدیر اور رنگ پر تھی
مقابلے کو قدم بڑھایا انگریزی افسر نے چار گولے توپ کے یا دو ہوائی سر کئے کہ اوسکی آواز سے شہر کے تماشائی
اور فوج جدید نے راہ فرار لی فقط وزیر علی خان چند آدمیون کے ساتھ میدان کارزار مین رہ گیا وزیر علی خان
نے بہت چاہا کہ ہاتھی سے اوترکر ہاتھ تلوار پر ڈالے مگر لوگون نے سمجھایا کہ یہ جرات بیجا ہے ناچار
وزیر علیخان نے میدان سے پھر کر جسقدر جواہر اور اشرفیان مل سکیں جمع اپنی کمر مین رکھین اور کچھ
ہمراہیونکی کمرونمین بند ہوا کر دو سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور باقی مال و اسباب شہر کے بدمعاشون
نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع مین گھوڑون سے اوترکر پیادہ پا اپنے اپنے مکان
کو راہی ہوئے۔ جن مین سے بعضون کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضون نے مال بخوبی
ہضم کیا اور بعضون نے مال کے پیچھے جان بھی دی وزیر علی خان کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر
متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط فساد انگریزی کی تحریک کے لئے اتھ آئے۔ اونمین سے شمس الدولہ
برادر ناظم ڈھاکہ کا بھی ایک خط ملا اور ایک ناصر الدولہ کا ملا جو بہو بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی
کے بطن سے میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور بندیلکھنڈ مین اپنے
باپ کی جگہہ ریاست باونی پر قابض تہا۔ جو عماد الملک کو علی بہادر ولد شمشیر بہادر مرہٹہ نے دی تہی
اور اوس مین باون موضع شامل تھے اسلئے باونی کے نام سے مشہور ہوئی اور کالپی سے مشرق تا
بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع ہے۔ ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تہا
آخرکار روبکاری کے بعد بہت سے آدمیون کا اخراج ہوا اور بہتون کو پھانسی دیگئی اور بہتون نے خلاصی
پائی اور اکثر دائم الحبس ہوئے اور تشہیر کئے گئے۔ شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روبکاری کے بعد
نجات پائی جسوقت وزیر علی خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس بیس سوار ہمراہ تھے اور
راجہ بنارس کے پاس جو بلدے پور مین رہتا تہا بہیجا۔ مگر یہان پناہ نپائی۔ بیقرار ہوکر بہار کی طرف بھاگا

بہراپج کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کرکے راجہ بہوٹ وال کے ہان پناہ لی - یہ راجہ نیپال کے راجہ کا باجگذار تھا - نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندہاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بہیجے تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلین اور پکڑ لاوین - وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی ادہر نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوٹ وال کو اپنی طرف سے لکھا[۹] تو راجہ بہوٹ وال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بہاگ گیا - اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تہا - وہ گورکھپور مین آیا - یہان سرکار کمپنی کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا - اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا - اب اوسکی بے زری کی وجہ سے ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوتی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا - مگر وہ بھاگ کر نانک متہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور بکھائی کردہ لینے کرتے کرتے کوچ کرکے بھینس گھٹ کی راہ گنگا کو عبور کرکے اور ضلع کو پانچ اشرفیان دیکر فتحپور سیکری مین داخل ہوا - اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کرکے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر کنارہ کرنے لگے کلب علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی کا نوکر تہا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور جنگلون مین ہمراہ رہے - لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایہ کی طرح اونکے پیچھے پہونچتی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا - اور کمال دلاوری کے ساتھ ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا - آخر میوات مین پہنچا - مگر میواتیون سے بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے جیپور چلا گیا - راجہ جگت سنگھ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا - وستا جلی اور راجہ کی مان نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندیا نے راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بہت روپئے دینگے - راجپوتون کا کہ جو شخص اونکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے - مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ پر تھے راجہ نے دیکھا کہ مفت بدنامی مین روپیہ اور جواہر ہاتھ لگتے مین اسلئے اوسنے کچھ اس کا دہیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا - سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سنہ ۱۸۰۰ء مین اوسکو اس شرط کے ساتھ حوالے کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اوسکے پاوُن بیڑیان پڑین - یہان کی مہمانداری کا

ف[۹] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچا دی - انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگا دیے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا - ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکھا ہے کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی ہمارا ہمین لینا وزیر علی کا پناہ جیپور سے تہا جس سے ایک داغ بدنامی کا جواہر کے نام کو لگا - جب کوئی مجرم یا مغضوب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون کے نزدیک وہ فعل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا انفساخ ہمنے جبرا جیپور سے کرایا گو وہ اوس زمانے مین ہمارا مطیع نتہا یہ کوئی عذر بیجا نہین ہوسکتا کہ پناہ گیر یعنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلط عمل تھا ہم کچہہ استحقاق اوسکے طلب کرنے کا نہین رکھتے تھے - وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید رہا مگر پلنگ اوسکو ملتا تھا - ساتھیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی - بعض قید ہوکر جلاوطن ہوئے وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکا ہوا دیا جاتا تھا - آخر بیمار ہو گیا - یونانی حکیمون اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سود مند نہوا اوسی قید خانہ مین ۶ ۳ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ء مطابق شعبان ۱۲۳۲ ہجری مین ۱۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید رہکر انتقال کیا - جنازے کے ساتھ لکھنؤ کے تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بے نگار رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو کاشی باغان مین ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہے اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ
چو سوے خلد برین رفت زین سرائے غرور
زدیم غوطہ بدریاے فکر تا آریم
بدست گوہر تاریخ آن مغفور
بگوشم آمدہ ناگہ بشور و شیون گفت
ندائے واہی درمیان جن و انس و طیور

وزیر علیخان گو طفل مزاج تہا مگر شجاعت و ہمت مین جوان بینظیر تہا بھاگتے وقت اکثر جگہ ہزار ہا سوارونکی غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا - اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی - مگر اوس نے کمال علادت اور جرات کے ساتھ گھوڑے کا کمربند کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوترا پہاڑ اور جنگلون مین اکیلا اوترا اور تیور دبنے پر لیا نہین آیا - ایکدن قید خانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تہا کہ اوسکے گلے کی مالا کا ڈورا ٹوٹ گیا اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو دو انگلیون کے بزور کے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا پھر کئی بیش قیمت دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے - اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تہا اوسنے یہ حال دیکھکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدیے جاوین - مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کی تہی

وے ڈالے

وزیر علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر ابراہیم علی خان کے بیٹے مرزا بہورا کے ساتھ نکاح کر لیا اور اوس عورت کے لئے چھہ سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا۔ مرزا بہورا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندون پر مقرر ہوئی۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خاص اوس کے نطفہ سے تھے کچھ پاتے تھے۔ اور اوس عورت کا زیور جو ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا بہورا کے تصرف مین آیا۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا۔

جون سبزہ زندگی کٹتی ہی بیر دنکے تلے ہم
روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب
ارمان بہت رکھتے تھے ہم وقت چمن مین
جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار
ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے
افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا
اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہین
دیکھا انجام عشق پہنچتے ہین ہیدرد کے آگے

اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم
غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم
بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سائے کے تلے ہم
گلشن سے چلے جاتے ہین کانٹون سے ملے ہم
نرگس کے نہالون مین تھے آصف کے پلے ہم
کوئی دن کو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم
فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم
بے لیس جو جہان آگ سے ہرگز نہ جلے ہم

زندان مصیبت مین بھلا کسکو بلا ہین
رہتے ہین وزیری ہی سے دن رات ملے ہم

تمام شد

خاتمۃ الطبع

بحمد اللہ کہ کتاب تاریخ اودھ حصہ دوم مولفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب ہیڈ مولوی فارسی مہاراناہائی اسکول اودیپور بماہ ستمبر سنہ [illegible] مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین باہتمام سید منشی امین الدین علیصاحب مالک مطبع کے چھپی

خاص ہمارے یہاں کی مطبوعہ کتب

جو سوائے دفتر نیر اعظم مراد آباد دوسری جگہ نہیں مل سکتیں

گنج شایگان معروف بہ ٹکسال قدیم شاہان ایران
سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہون ریاستون وغیرہ
کے سونے چاندی تانبے کے سکونکی دو ورق نقونکی اصلی تصویر
حال۔ وزن۔ ۱۰ ہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین
ہندوستان جلال الدین اکبر کے سکونکی دیکھی ہے وجلد اول عـہ

مخزن الفوائد نہایت دلچسپ کارآمد کتاب ہے۔ لایق
مصنف نے بڑی محنت اور کوشش سے اس کو ترتیب دیا ہے
دنیا بھر کے اوزان۔ پیمانے۔ مقادیر اور سکہ جات کے
حالات تحقیقات کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ ممالک غیر کے
اوزان اور سکون کا مقابلہ۔ انگریزی اور ہندوستانی
اوزان اور سکون سے بڑی خوبی سے کیا گیا ہے۔ ایران
عرب۔ اور ہندوستان کے قدیم و جدید سکون کے عکس
تاریخی حالات (یہانتک کہ عکس کے نیک کا بھی تعین کر دیا)
اور تحقیقات مین مصنف نے اپنا سکہ بٹھا دیا ہے۔ تاریخ
کے شایق اور غیر ممالک اور خود ہندوستان کے مختلف
صوبہ جات مین سیر کرنے والونکے لئے اس کتاب کا
مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ عـہ

مخزن الفوائد حصہ دویم اول باب مین فوٹوگرافی کے
متعلق تمام اشیا اور اونکی تصاویر اور ادویات۔ اور اوزان
باب دویم مین زنکوگرافی اور اوسکی تمام متعلقہ چیزون کا تفصیلی
ذکر اور تصاویر و ہدایات۔ زنکو ناٹو گرافک۔ فوٹو۔
زنکوگرافی۔ ہاف ٹون بلاک بنانا تصویرون کا اوتارنا۔
دھات یا شیشہ پر ایسڈ سے کھودنا عجب پر طبع کے مصالے
تصاویر و نقشہ جات کے روغن۔ وارنش۔ تصویر کو صاف
کرنا جو کہیں لگا ناہ۔ اور بنانا فریم پر سنہری افشان۔
گلٹ کرنا اور صاف کرنا وغیرہ ترکیب درج ہین۔ باب
چہارم مین فوٹو لیتھوگرافی کا غذ سے یا دھات یا کسی
رنگین سطح پر تصویر اوتارنے کی ترکیب۔ پانچوین باب مین
سنوگراف چھاپہ۔ چھٹے مین نقلی ربڑ پریس۔ ساتوین مین
فرد ناپ۔ آٹھوین مین ان گریونگ ٹائپ پریس اور
اوسکی متعلق تمام جزوی چیزون کا ذکر تفصیل کے ساتھ
معہ تصاویر درج ہے۔ نوین مین لیتھوگرافک پریس اور اوسکی
ہر ایک جزوی چیز کا شرح ذکر معہ تصاویر درج ہے۔
دسوین مین قواعد نقاشی و مصوری اور اوس کے
کل آلات کا ذکر و تصاویر۔ گیارہوین باب مین قواعد
خوشنویسی اور اوسکی تمام جزوی حالات معہ خوشنویسی قطعات
کے درج ہین۔ غرضیکہ اسیطرح آیندہ بابون مین سیکڑون
ضروری اور مفید صنعتون کی ترکیبون اور قاعدو کو صحیح
صحیح لکھا ہے۔ جنکو لوگ باوجود روپیہ خرچ کرنے اور خدمت کرنے
کے بھی حاصل نہین کرسکتے۔ ان کیمیاوی نسخون سے آدمی
گھر بیٹھے دولت کما سکتا ہے۔ یہ تمام کتاب اور تجربہ شدہ
نسخے سینے سے سفینہ مین لائے گئے ہین (عـہ)

تاج ونشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل
دنیا بھر کے سلطنتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و نشان

ٹوپی مار ہے - پھر ہرے ... اور وغیرہ کی اصلی
تصویر دہت ... کی رنگتوں کے دکھائی ہیں ...
دستار و عمامہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی - ٹوپی
کنٹوپ - خود - شملہ - کبھی بگڑیان - باہمی کی متفرق
ٹوپیان - انگریزی مرد - لڑکوں - لڑکیوں اور بچیوں
کی مختلف اوقات کی ٹوپیان - تماشہ والوں کی ٹوپیان ان
سب کے حالات و تصویریں ہیں - ۸

تاریخ اودھ مکمل چار جلد - نواب برہان الملک سعادت خان
کے عہد سے واجد علیشاہ تک کی معزولی کے حالات
مفصل درج ہیں ... نایاب کمیاب کتب سے یہ جامع تاریخ
مرتب کی گئی ہے - غور و تحقیق کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں
رکھا گیا - فہرست مضامین بہت طول طویل ۸۰ صفحہ پر ہے
جسکے دیکھنے سے اس کتاب کی اہمیت اور وقعت معلوم ہو
سکتی ہے - کہ مؤلف نے بر سہا برس تک کس جانکاہی -
تحقیق و تلاش اور دماغی محنت سے اسکو ترتیب دیا ہے
گویا اودھ کے حالات لکھنے والوں میں اول نمبر لیا ہے
اول جلد میں مؤلف کی عکسی ہاف ٹون پورے صفحہ کی
تصویر بھی لگائی گئی ہے - غرضکہ کتاب بلحاظ حسن صوری
و معنوی و جامع ہونے کے موجودہ زمانہ کی قابل قدر
تصنیف ہے - جلد اول و دوم بالکل مکمل ہیں اور سوم
و چہارم پریس میں ہیں جو جلد سے جلد شائع ہونگی -
سفید کاغذ پر بہت تھوڑی جلدیں طبع کی گئی ہیں قیمت
فی جلد عہ مقرر ہے -

مصباح الادب یہ وہ گنج ہے کہ گوہر معنی خیز
اخلاقی حکایتیں - شاعرانہ ... - سعدی و حافظ شیرازی

کے سنسکرت نامی ہے اردو ترجمہ دنیا کی سات اور
زبانوں میں بھی اسکے ترجمے ہو چکے ہیں - لندن کے
کتب خانے انڈیا آفس میں موجود ہے - ۸

عدد التاریخ معروف بہ زنبیل تاریخی - یہ تاریخ
منشی انوار حسین صاحب مرحوم المخاطب بہ تسلیم سہسوانی
کی تصنیف ہے - ابجد کے حساب سے تاریخ نکالنے
کے فن میں انکی شہرت اور مسلم الثبوت استادی
محتاج بیان نہیں ہے - نمبر ۱ سے لیکر ۲۰۰۰ نمبر تک
ہر نمبر کے مقابلہ میں اتنے ہی عدد کے نام - الفاظ -
فقرے - محاورات - ضرب الامثال - آیات - حدیث
وغیرہ لاکھوں اور بعض جگہ مصرعے دئے گئے ہیں -
اور وہ بھی اس کثرت سے کہ پڑھنے والونکو حیرت ہوتی
ہے کہ مصنف کس بلا کا دماغ رکھتا تھا - تاریخی نام
نکالنے والوں اور تاریخی کلام کہنے والوں کے
لئے اس سے بہتر کوئی اور کتاب کارآمد نہیں ہو سکتی ہے عہ

کنز الطلبا معروف بہ نقش حیرت قدیم و جدید ہر قسم کے
نقش سو نایاب طلسم ایک ایک صفحہ تقطیع کلاں ۱۴ ۱ر

تذکرۃ السلوک فلسفہ و حکمت کے نکتے بڑے کی
جزئیات مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہے عمر

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار
حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری - کرامات - اور
حالات حسب نسب مناقب معجزہ خوارق عادات وغیرہ ۱۲

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب
گنج مرادآبادی قدس سرہ کی سوانح - حالات - کرامات
اور اوراد وغیرہ عہ

المشتہر منیجر نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد